اُردو املا کی معیار بندی: "اُردو سفارشاتِ املا ۲۰۲۲ء" کا تنقیدی جائزہ

Standardization of Urdu Orthography: Critical Study of "Urdu Sifarishat-e-Imla 2022"

مقالہ برائے ایم فل (اردو)

مقالہ نگار

جویریہ مریم

شعبہ اردو زبان وادب، فیکلٹی آف لینگویجز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اگست 2024

اُردو املا کی معیار بندی: "اُردو سفارشاتِ املا ۲۰۲۲ء" کا تنقیدی جائزہ

Standardization of Urdu Orthography: Critical Study of “Urdu Sifarishat-e-Imla 2022”

مقالہ نگار

جویریہ مریم

یہ مقالہ

ایم فل (اردو)

کی جزوی تکمیل کے لیے پیش کیا گیا۔

فیکلٹی آف لینگویجز

(اردو زبان وادب)

شعبہ اردو زبان وادب، فیکلٹی آف لینگویجز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اگست 2024

مقالے کے دفاع اور منظوری کا فارم

زیرِ دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالے کے دفاع کو جانچا ہے۔ وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف لینگویجز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالے کا عنوان: **اُردو املا کی معیار بندی: "اُردو سفارشاتِ املا ۲۰۲۲ء" کا تنقیدی جائزہ**

پیش کار: جویریہ مریم

رجسٹریشن نمبر: 32/MPhil/URD/F21

ماسٹر آف فلاسفی

(اردو زبان و ادب)

ڈاکٹر عابد حسین سیال ________________

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر جمیل اصغر جامی ________________

ڈین فیکلٹی آف لینگویجز

تاریخ ________________

اقرار نامہ

میں جویریہ مریم حلفیہ اقرار کرتی ہوں کہ اس مقالے میں پیش کیا گیا کام میرا ذاتی ہے اور نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد کے ایم فل سکالر کی حیثیت سے ڈاکٹر عابد حسین سیال کی زیر نگرانی کیا گیا ہے۔ میں نے یہ کام کسی اور یونیورسٹی یا ادارے میں ڈگری کے حصول کے لیے پیش نہیں کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کروں گی۔

جویریہ مریم

مقالہ نگار

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد

اگست 2024

فہرست ابواب

عنوان	صفحہ نمبر
مقالے کے دفاع کی منظوری کا فارم	iii
اقرار نامہ	iv
فہرست ابواب	v
Abstract	ix
اظہارِ تشکر	x
باب اول: تعارف اور بنیادی مباحث	01
الف۔ تمہید	01
1۔ موضوع کا تعارف	01
2۔ بیان مسئلہ	01
3۔ مقاصد تحقیق	02
4۔ تحقیقی سوالات	02
5۔ نظری دائرہ کار	02
6۔ تحقیقی طریقہ کار	0۳
7۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق	04
8۔ تحدید	0۴
9۔ پس منظری مطالعہ	05
10۔ تحقیق کی اہمیت	05
ب۔ املا کا تصور اور مفہوم	06

1۔ لفظ املا کا معنی بلحاظ لغت 07

2۔ لفظ املا کا معنی بلحاظِ اصطلاح 08

3۔ صحت املا کی اہمیت 09

ج۔ سفارشاتِ املا پر مبنی ماخذ کا تعارف 10

حوالہ جات 17

باب دوم: "اُردو سفارشاتِ املا 2022 کا تجزیاتی مطالعہ" 19

الف۔ ہمزہ (ء) کا استعمال 19

ب۔ الف مقصورہ 26

ج۔ یائے جارہ 28

د۔ ہائیہ آوازیں 31

ہ۔ اعداد و گنتی 35

و۔ انگریزی الفاظ کا املا 37

ز۔ تنوین 43

ح۔ اِمالہ 44

ط۔ حروف تہجی 47

ی۔ اعراب 50

ک۔ کسرہ و ہمزہ 51

ل۔ الفاظ کو توڑ کر یا ملا کر لکھنا 52

م۔ ذ اور ز 53

ن۔ ت اور ط 57

س۔ نون غنہ 58

حوالہ جات 60

باب سوم: املا کے ضمن میں کانفرنس کے مباحث کا تجزیہ 6۲

الف۔ برقیاتی ذرائع ابلاغ اور اُردو املا 62

ب۔اُردو اور دیگر پاکستانی زبانیں 65

ج۔اُردو اطلاعیات 68

د۔اُردو کے استعمال کی استثنائی صورتیں 7۱

ہ۔غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کا املا 74

و۔املا اور چلن 77

حوالہ جات 80

باب چہارم: عصرِ حاضر میں املا کی معیار بندی: مجموعی جائزہ 82

الف۔ مجموعی جائزہ 82

ب۔نتائج 85

ج۔سفارشات 90

کتابیات 9۲

ABSTRACT

Governmental recommendations and reforms regarding any language serve as benchmarks for standardization and insist on the correct use of language according to established rules. This paper analyzes the orthographic issues found in the booklet compiled based on the recommendations presented in March 2022. Alongside this analysis, it provides a critical review of the government's efforts to address these issues. This critical review will be beneficial for future planning related to orthographic reform and will also highlight new possibilities for research and critique in this area.

The standardization of orthography is directly related to written language. These recommendations have been examined in light of selected theories to determine whether they can be presented as a model for individuals in society. This paper is divided into four chapters. The first chapter introduces the topic and covers fundamental discussions, while the second chapter provides an analytical study of the 2022 recommendations and reforms, including issues related to numerals, diacritics, and other recommendations.

The third chapter covers the significant opinions and discussions presented by experts in the field of orthography during the seminar proceedings documented in the selected booklet. The fourth chapter presents the findings and results derived from this entire analytical process.

اظہارِ تشکر

خدائے بزرگ و برتر کا صد شکر کہ اس کی خاص کرم نوازی سے اس تحقیقی مقالے کی بروقت تکمیل ممکن ہوئی۔ اس کامیابی کا تمام تر سہرا میرے اساتذہ بالخصوص ڈاکٹر عابد سیال صاحب کے سر جاتا ہے جن کی کمال شفقت، مسلسل رہنمائی اور حوصلہ افزائی سے یہ کام قلیل مدت میں تکمیل کو پہنچا۔

میں اس موقعے پر سر عمر سیال اور ڈاکٹر ثمینہ کا بھی شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جو گاہے گاہے مناسب مدد اور رہنمائی فراہم کرتے رہے۔ میں اپنے ہم جماعت ساتھیوں کا بھی فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا چاہوں گی جنھوں نے ہمیشہ عزت، احترام اور خلوص کا مظاہرہ کیا۔ اور ہمیشہ حوصلہ بڑھایا۔

اس کامیابی کے موقعے پر میں اپنے والدین کی تہ دل سے شکر گزار ہوں جو ہمیشہ میری کامیابی کے لیے دعا گو رہے۔ ہر مشکل میں میرا ساتھ دیا۔ مجھے کسی بھی موڑ پہ مایوس نہیں ہونے دیا۔ ہمیشہ میرا اعتماد اور حوصلہ بڑھایا۔ میں اپنے شوہر اور سسر صاحب کا شکریہ ادا کرنا بھی لازمی سمجھتی ہوں کہ انھوں نے مجھے میرے تعلیمی مقاصد پورے کرنے کی اجازت دی۔

اُمید ہے کہ یہ تحقیقی کام زبان کی معیار بندی کے سلسلے میں اہم کڑی ثابت ہو گا۔

جویریہ مریم

باب اول

تعارف اور بنیادی مباحث

الف۔ تمہید

1۔موضوع کا تعارف(INTRODUCTION)

اُردو زبان کے حوالے سے ادارہ فروغ قومی زبان ایک سند کی حیثیت رکھتا ہے جس کا مقصد اُردو زبان کی ترویج و اشاعت کے لیے مختلف منصوبے ترتیب دینا اور انھیں پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ فروغ اُردو زبان کی دیگر کوششوں کے ساتھ ساتھ اُردو املا کے حوالے سے بھی مختلف سرگرمیاں منعقد کرتا رہا ہے۔

صحتِ املا کے حوالے سے 1985ء کے سہ روزہ سیمینار کے سینتیس سال بعد مارچ 2022ء میں ادارہ فروغ قومی زبان کی طرف سے منعقدہ سیمینار میں پیش کی جانے والی سفارشات بھی اسی سلسلے کی کڑی ہیں۔ یہ دو روزہ سیمینار بہ عنوان "اُردو املا کی معیار بندی: مسائل اور حل "منعقد کروایا گیا۔اس سیمینار میں ایک کمیٹی ترتیب دی گئی جس میں ملک بھر سے زبان کے ماہرین کو آرا پیش کرنے کی دعوت دی گئی۔اس کمیٹی کی تحقیقی عرق ریزی کے نتیجے میں سفارشات املا پیش کی گئیں۔ سفارشات کے اس کتابچے کو تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔کتابچے میں پہلا حصہ رودادِ سیمینار، دوسرا سفارشاتِ املا اور تیسرا حصہ اشاریہ الفاظ و مرکبات کے عنوان پر موجود ہے۔

مجوزہ موضوع کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔پہلے حصے میں 2022ء میں پیش کی گئی سفارشات کا تجزیہ کیا جائے گا جبکہ دوسرا حصہ انہی سفارشات کے کتابچے میں موجود سیمینار کے حوالے سے اہم مباحث کے مطالعے پر مشتمل ہے۔

2۔بیانِ مسئلہ(THESIS STATEMENT)

1985ء میں پیش کی جانے والی سفارشات کے بعد اب 2022ء میں املا کے حوالے سے پیش قدمی سامنے آئی ہے۔ جبکہ اس عمل کی ضرورت کسی بھی زبان کے لیے مسلسل رہتی ہے مجوزہ موضوع کے تحت یہ جائزہ لیا جائے گا کہ

ان 37 سالوں کے دوران جو تبدیلیاں زبان میں رونما ہو چکی ہیں کیا ان کے تناظر میں پیش کی گئی سفارشات کافی ہیں اور یہ سفارشات املا کس حد تک جدید دور میں زبان کی ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ تجویز کردہ موضوع میں یہ بھی جائزہ لیا جائے گا کہ یہ اصلاحات زبان کی ضرورت سے کس قدر مطابقت رکھتی ہیں۔

3۔ مقاصد تحقیق (RESEARCH OBJECTIVES)

مجوزہ موضوع کے تحقیقی مقاصد درج ذیل ہیں۔

1. سفارشات املا 2022ء کی عصر حاضر کے لسانی تقاضوں سے مطابقت کا جائزہ لینا
2. اُردو سفارشات املا میں صرف نظر ہونے والے نکات کو سامنے لانا
3. سفارشات املا کا تجزیہ کر کے ان کی اہمیت کا تعین کرنا

4۔ تحقیقی سوالات (RESEARCH QUESTIONS)

1. پیش کردہ سفارشات املا میں عصر حاضر کے رجحانات اور تقاضوں سے کس طور اور کس درجہ ہم آہنگی پائی جاتی ہے؟
2. موجودہ سفارشات املا میں صرف نظر ہونے والے نکات کون سے ہیں اور ان کی اہمیت کیا ہے؟

5۔ نظری دائرہ کار (THEORETICAL FRAMEWORK)

اُردو ہماری قومی زبان ہے اور قومی زبان کو اس کی رسمی حیثیت حاصل کرنے کے لیے معیاری ہونا چاہیے۔ معیاری زبان وہ ہے جو قابل قبول ہو اور زیادہ تر لوگ اسے استعمال کرتے ہوں۔ زبان کی معیار بندی ایک ایسا عمل ہے جس میں زبان کو اس کی لسانی شکل اور سماجی وابلاغی افعال کے لیے بھی معیاری بنایا جاتا ہے۔ معیار بندی کسی بھی زبان میں ایک ضروری اور اہم عمل ہے۔ معیار بندی زبان کو معاشرے کے ہر فرد کے لئے ایک نمونے کے طور پر پیش کرتی ہے تاکہ اتفاق رائے سے ایک مشترکہ باہمی طور پر قابل فہم زبان کو سامنے لایا جاسکے۔ زبان کی معیار بندی کے حوالے سے ماہر لسانیات Ronald Wardhaugh کا کہنا ہے کہ:

> "The process by which a language has been codified in some way. That process usually involves the development of such

things as grammars, spelling books, dictionaries and possibly a literature”.

(Wardhaugh, Ronald and Janet M. Fuller,” An Introduction to Sociolinguistics. Malden” MA: Blackwell Publishing)

قومی زبان کے حوالے سے دیکھا جائے تو ریاستوں کی قوم زبان کو معیاری بنانے پر مجبور کرتی ہے۔ معیاری زبان بیک وقت سماجی اور سیاسی عمل کا نتیجہ ہوتی ہے۔ تغیر پذیری تقریبا تمام زبانوں کے لئے زندہ رہنے کے لئے لازم ہے۔ لیکن زبان میں ہونے والے تغیرات سے زبان کے متعلق مختلف آرا جنم لیتی ہیں انہی مختلف آرا کی وجہ سے حکومت، بیورو کریٹک ادارے اور زبان کے ماہرین زبان کی معیار بندی کے حوالے سے کچھ پالیسیوں پر غور کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ کسی زبان کی مسلسل معیار بندی سے تغیر پذیری کو کم کرنے بلکہ ختم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ زبان کی معیار بندی کا تعلق تحریری زبان سے زیادہ ہوتا ہے۔ اس حوالے سے ماہر لسانیات Holmes کی رائے کچھ یہ ہے کہ:

“Standard variety is generally one which is written and which has undergone some degree of regularization or codification (for example,in grammar and dictionary), it is recognized as prestigious variety of code by a community.”

(Holmes, Janet and N. Wilson , “ Learning About Language: An Introduction to Sociolinguistics ” , England: Edinburgh Gate (2001))

کسی زبان کو معیاری بنانے کے لیے اس کی ساختی و لسانی خصوصیات کو معیاری بنایا جاتا ہے۔ نئے دائرہ کار میں استعمال کے لیے اس میں توسیع کی جاتی ہے۔ اُردو سفارشات املا 2022ء کو انہی نظریات کے تناظر میں دیکھا جائے گا کہ یہ سفارشات اُردو زبان کی معیار بندی کے حوالے سے کس قدر مؤثر ہیں۔

6۔ تحقیقی طریقہ کار (RESEARCH METHODOLOGY)

مجوزہ موضوع کی مناسبت سے مواد کی جمع آوری کا تجزیہ کیا جائے گا اور نتائج اخذ کیے جائیں گے۔ اس موضوع کے تحت حسبِ ضرورت استقرائی و استخراجی طریق تحقیق اختیار کیا جائے گا۔ مواد کی جمع آوری کے سلسلے میں بنیادی ماخذات کو کتابی صورت میں حاصل کیا گیا ہے۔ جبکہ ثانوی ماخذات کے لیے مختلف کتب خانوں اور ویب گاہوں سے رجوع کیا جائے گا۔ چونکہ یہ مطالعہ زبان کی معیار بندی کے متعلق ہیں ہیں اور کسی بھی زبان کی معیار بندی کے عمل میں لسانی اور سماجی عوامل کا گہرا اثر ہوتا ہے اس لئے مجوزہ موضوع میں تحقیقی طریقہ کار اور مواد ہر باب کے مطابق مختلف ہو گا۔

7۔ مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق(WORKS ALREADY DONE)

مجوزہ موضوع کے تحت اُردو سفارشات املا2022ء کو شامل کیا گیا ہے۔اس موضوع پر اس سے قبل باقاعدہ کام نہیں کیا گیا۔البتہ ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح پر املا اور رسم الخط کے حوالے سے چند مقالہ جات موجود ہیں۔ جو درج ذیل ہیں:

i. ابرار خٹک ،اُردو املا کے مسائل و مباحث: تنقیدی و توضیحی مطالعہ ، مملوکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،اسلام آباد، پی ایچ ڈی اردو

ii. سائرہ خاتون، اُردو املا پر مطبوعہ کتب کا جائزہ، مملوکہ ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ، ایم فل اُردو

iii. فرہاد احمد، اُردو املا اور تلفظ کے مباحث: لسانی محققین کی آراء کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، پی ایچ ڈی اُردو

iv. فوزیہ یوحنا مسیح، اُردو اخبارات کی زبان اور املا کا جائزہ بحوالہ خصوصی روزنامہ جنگ، ایکسپریس اور دنیا (راولپنڈی واسلام آباد)، مملوکہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، ایم فل اُردو

v. محمد ظہیر الدین، اُردو میں صوتیاتی اور فونیمیاتی تحقیق کا تجزیاتی مطالعہ ، مملوکہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز ،اسلام آباد، ایم فل اردو

vi. نذیر احمد، اُردو املا پر رشید حسن کے کام کا تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ ، مملوکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، ایم فل اُردو

اس کے علاوہ اخبار اُردو، دریافت، تحقیق اور بازیافت جیسے جریدوں میں اس حوالے سے مضامین موجود ہیں۔

۔ تحدید(DELIMITATION)

تجویز کردہ موضوع کے تحت سال2022ء میں ادارہ فروغ قومی زبان کے زیر اہتمام اردو املا کی معیار بندی کے حوالے سے منعقدہ سیمینار کے نتائج کی صورت میں شائع ہونے والے کتابچے کو شامل کیا گیا ہے۔ مجوزہ موضوع کے تحت صرف اردو سفارشات املا نامہ ۲۰۲۲ء (مرتبین) ڈاکٹر رؤف پاریکھ، ڈاکٹر انجم حمید و دیگر شامل تحقیق ہے۔

9۔ پس منظری مطالعہ(LITERATURE REVIEW)

مجوزہ موضوع پر تحقیق کے لیے اُردو زبان کے حوالے سے منعقدہ مختلف سیمینار اور کانفرنس کے احوال کا جائزہ لیا جائے گا جن میں بالخصوص ''اُردو سفارشات املا ۲۰۲۲ء'' (مرتبین) رؤف پاریکھ ودیگر، املا نامہ سفارشات املا کمیٹی۔۔۔(مرتب) گوپی چند نارنگ، روداد سیمینار املا اور موزاوقاف کے مسائل (مرتب) اعجاز راہی اور منتخب مقالات اُردو املا و رموزِ اوقاف (مرتب) ڈاکٹر گوہر نوشاہی شامل ہیں۔ اُردو املا اور اس کے متعلقہ موضوعات کو سمجھنے کے لیے زبان اور صحت زبان کے دیگر ماہرین کے مضامین اور کتب زیر مطالعہ رہیں گی۔ جن میں اُردو املا از رشید حسن خان، اُردو املا و قواعد مسائل و مباحث از ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو میں اصلاح املا کی کوششیں تحقیقی و تنقیدی جائزہ از شازیہ آفتاب، زبان و لغت از ڈاکٹر ابو محمد سحر جیسی دیگر اہم کتب کے علاوہ رسائل و جرائد میں شامل صحت زبان واملا کے حوالے سے مضامین بھی شامل ہیں۔

پس منظری مطالعے کے حوالے سے ادارہ فروغ قومی زبان سے ہی شائع ہونے والا ماہنامہ ''اخبار اردو'' انتہائی اہمیت کا حامل ہے اس میں وقتاً فوقتاً اُردو زبان کی اصلاح کے حوالے سے ماہرین کی اہم آرا سامنے آتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ نمل یونیورسٹی سے جاری ہونے والا تحقیقی و تنقیدی مجلہ "دریافت" کے رسالوں میں بھی "اُردو املا سفارشات کا تقابلی مطالعہ از ظفر احمد" جیسے اہم مضامین شاملِ مطالعہ رہیں گے۔ اس کے علاوہ الماس، تحقیق اور بازیافت جیسے تحقیقی مجلوں سے مضامین جمع کیے گئے ہیں اور ان کا جائزہ لیا جائے گا۔

10۔ تحقیق کی اہمیت(SIGNIFICANCE OF STUDY)

تجویز کردہ موضوع کے تحت 2022ء میں پیش کی جانے والی اردو املا کی سفارشات کا جائزہ لیا جائے گا اور یہ تعین کیا جائے گا کہ سفارشات املا کے مباحث عصر حاضر میں زبان کی ضرورت اور تقاضوں سے کس قدر ہم آہنگ ہیں۔ اس موضوع کی اہمیت کا بالواسطہ تعلق صحت زبان سے ہے۔

ب۔ املا کا تصور اور مفہوم:

زبان انسانی زندگی کا لازمی جزو ہے جو مختلف معاشرتی، معاشی، ثقافتی، علمی غرض کہ انسانی زندگی کے ہر طرح کے تجربات کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ زبان کی عمومی طور پر دو صورتیں سامنے آتی ہیں۔ ایک بولنے کی زبان یعنی تقریری

زبان اور دوسری صورت لکھنے کی زبان یعنی تحریری زبان شمار کی جاتی ہے۔بجا طور پر یہ دعویٰ نہیں کیا جاسکتا ہے کہ تحریری زبان تقریری زبان کی بھرپور نمائندگی کر سکتی ہے۔ لیکن تحریری متن کسی بھی زبان کی ثقافت، تاریخ، حالات و واقعات کو ہمیشہ کے لیے محفوظ رکھنے کا موجب ضرور بن سکتی ہے۔ اسی لیے اس کی ایک مستند اور معیاری صورت ہونا ضروری ہے۔

تحریری متن کو دو پیمانوں کے ذریعے الگ کیا جاتا ہے یا تو اسے ادب کے زمرے میں شامل کیا جاتا ہے یا اس متن کا بطور زبان تجزیہ کیا جاسکتا ہے۔ادب کے طور پر اس کا لسانی گروہ یا لسانی قواعد کے زمرے میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

زبان میں موجود حصہ قواعد کو حصہ گرائمر بھی کہا جاتا ہے جو درج ذیل سے پانچ علوم کا مجموعہ ہے:

i. صرف
ii. نحو
iii. بلاغت
iv. عروض
v. ہجا

i. علم صرف:

علمِ صرف میں لفظ کی ساخت پر بحث کی جاتی ہے۔اس میں لغت کا علم یعنی لفظ، اس کے معنی، اس کی قواعدی حیثیت پر بحث بھی شامل مطالعہ ہوتا ہے۔

ii. علم نحو:

نحو زبان کے حوالے سے علم کا وہ حصہ ہے جس میں جملے کی ترکیب و ترتیب بحث کا موضوع ہوتی ہے۔

iii. علم بلاغت:

علم بلاغت میں علم بیان (استعارہ، کنایہ، تلمیح وغیرہ) اور علم بدیع (صنائع لفظی، صنائع معنوی) کے موضوعات زیر بحث آتے ہیں۔

iv. علم عروض:

علم عروض کو خاص شاعری کے ساتھ منسلک کیا جاتا ہے۔ اس میں وزن، بحر، رکن اور کلام موزوں جیسی اہم بحثیں شامل ہیں۔

v. علم ہجا:

علم ہجا قواعد کا وہ حصہ ہے جسے زبان کی طرح دو حصوں میں منقسم کیا جاتا ہے۔ بولنے سے متعلق علمِ ہجا میں تلفظ اور اصوات کا ذکر آ جاتا ہے۔ جبکہ لکھنے کے حوالے سے اس میں حروف، اعراب، علامات، اور املا جیسے موضوعات شامل کیے جاتے ہیں۔

تو گویا ہمارا متعلقہ موضوع "املا" زبان کے حصہ قواعد کے جزو، علم ہجا سے تعلق رکھتا ہے۔

1۔ لفظ املا کے معنی بلحاظِ لغت:

بنیادی طور پر املا ایک تحریری نظام ہے جس سے مراد یہ ہے کہ ہم معیاری استعمال کی بنیاد پر حروف کے ساتھ الفاظ کیسے لکھتے ہیں۔ اہم اُردو لغات میں اس لفظ کے لغوی معنی کو دیکھیں تو زیادہ تر میں رسم الخط کے موافق لکھنے کے معنی درج ہیں۔ چند ایک حوالے دیکھیے:

علمی اُردو لغت:

"اِملاء رسم الخط کے موافق لکھنا"(1)

درسی اُردو لغت:

"اِملاء صحیح ہجوں اور درست رسم الخط میں لکھنا"(2)

نُور اللُغات:

"اِملا رسم الخط کے موافق لکھنا"(3)

فیروز اللغات میں اس کے معنی کلی طور پر مختلف نظر آتے ہیں اس میں املا کو ہی رسم الخط قرار دیا گیا ہے۔

"املا   رسم الخط، یاد سے لکھنا، لکھوانا"[4]

البتہ فرہنگِ آصفیہ میں املا کے لغوی اور اصطلاحی معنی دونوں واضح کیے گئے ہیں۔

"اِملا   لغوی معنی یاد سے کچھ لکھنا

اصطلاحی رسمِ خط کے موافق صحت سے لکھنا یا بنائی ہوئی عبارت کو درست لکھنا"[5]

اُردو لغت بورڈ:

1۔رسم الخط کے مطابق لکھائی، تحریر

2۔الفاظ یا عبارت بول کر لکھوانے کا عمل

3۔استاد کا بتایا ہوا مضمون، لیکچر "(6)

۲۔لفظ املا کا معنی بلحاظِ اصطلاح:

املا کے لفظی معنی "بولے ہوئے الفاظ کو درست لکھنے کا عمل" قرار دیے جا سکتے ہیں۔ اُردو زبان میں املا کی اصطلاح خاص طور پر الفاظ کی صحیح لکھاوٹ اور ترتیب کو بیان کرتی ہے۔ انگریزی میں املا کے مترادف آرتھو گرافی (Orthography) اور ڈکٹیشن (Dictation) مستعمل الفاظ ہیں۔ املا الفاظ کو اصولوں کے مطابق تحریری شکل میں منتقل کرنے کا عمل ہے جو زبان کی روانی، صحت اور معنی کی درستی کو یقینی بناتا ہے۔ اصطلاح کے طور پر اس لفظ کے معنی و مفہوم کو اہم ماہرین کے نکتہ نظر سے دیکھتے ہیں۔ مولوی غلام رسول کے مطابق "کسی زبان کی عبارت یا لفظ کا اس کی لکھاوٹ کے طریقے پر درست لکھنا املا کہلاتا ہے۔"(7) ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی رائے میں: "املا دراصل لفظوں میں صحیح صحیح حرفوں کے استعمال کا نام ہے اور جو طریقہ ان حرفوں کے لیے اختیار کیا جاتا ہے وہ رسم الخط کہلاتا ہے۔"(8) رشید حسن خاں نے املا کے معنی و مفہوم یہ بیان کیے ہیں کہ:

"اُردو کے رسم الخط کے مطابق لفظ میں حرفوں کی ترتیب کا تعین، ترتیب کے لحاظ سے اس لفظ میں شامل حروف کی صورت اور حرفوں کے جوڑ کا متعارف طریقہ؛ ان سب کے مجموعے کا نام املا ہے۔"[9]

مختصراًاملاالفاظ کوان کے بصری و معنوی تقاضوں کے مطابق تحریری شکل میں منتقل کرنے کا عمل ہے۔ یہ عمل زبان کے بنیادی اصولوں، ثقافی ورثے اور جدید معیارات کے مطابق ہوناچاہیے۔ معیاری املانہ صرف الفاظ کی صحیح ترتیب اور لکھاوٹ کا بیان ہے بلکہ الفاظ کی معنوی و نحوی درستی کو بھی یقینی بناتا ہے۔

املا کا حصہ سمجھے جانے والے عناصر میں لفظ کی حدود، حروف تہجی، اعداد، رموزِ او قاف کا استعمال، اعراب و علامات کے استعمال کو شامل کیا جاتا ہے۔اسی سبب املا کو بصری حروف یا علامتوں کا مجموعہ بھی کہا جاتا ہے جو کہ متعلقہ زبان کی نمائندگی کرتا ہے۔ اُردو زبان کو درپیش املا کے مسائل کے مباحث بھی انہی عناصر کے گرد گھومتے ہیں جن کا احاطہ سفارشات املا2022ء کے کتابچے میں کیا گیا ہے۔

ان سفارشات کا تجزیہ کرنااس واسطے بھی ضروری تھا کہ اندازہ لگایا جاسکے کہ املا کے یہ مسائل و مباحث اوران کے نتائج میں عصر حاضر کے حوالے سے زبان میں الفاظ کے صوری و معنوی تقاضوں سے کس درجہ ہم آہنگی رکھتے ہیں۔

3۔ صحت املا کی اہمیت:

معیاری زبانیں جادوئی صورت میں یا غیر جانبدار طور پر ظاہر نہیں ہوتیں یہ زبان کی معیار بندی کے عمل کے نتیجے میں سامنے آتی ہیں۔ زیادہ تر قومی اور بین الا قوامی زبانوں میں تحریری نظام قائم ہے جس میں بہت حد تک زبان کی معیار بندی کرتے ہوئے املا کے اصول وضع کیے گئے ہیں۔ املا کے اصول مختلف سطحوں پر سماجی اور سیاسی اثر ورسوخ کے ذریعے تیار ہوتے ہیں۔ کچھ ممالک میں قومی زبان کے پہلوؤں کو منظم کرنے کے لیے زبان کی اکیڈمیاں قائم کی گئی ہیں جن کی ذمہ داری میں املا کی صورتحال کا جائزہ لینا بھی شامل ہے جیسا کہ فرانس میں اکیڈمی فرانسز (Academie Francaise)اور سپین کی رائل ہسپانوی اکیڈمی(Royal Spanish Academy)وغیرہ۔

قومی زبان کواس کی رسمی حیثیت برقرار رکھنے کے لیے معیاری ہونا چاہیے اس لیے حکومت زبان کو معیاری بنانے کی ذمہ دار ٹھہرتی ہے۔ اُردو املا کی مسلسل اصلاح و درستی کرتے ہوئے اُسے موجودہ صورت میں پیش کرنے میں اس کے اصول و قواعد کی تشکیل میں بجاطور پر مختلف ادوار اور زبانوں کا کردار رہا ہے۔ اسی سبب املا میں متفرق صورتیں اور نظریات ملتے ہیں۔ املا کی معیار بندی میں الفاظ کے املا کی اسی اختلافی صورت کو کم سے کم کرنے اور الفاظ کی تحریری شکلوں میں در آنے والے تغیر کا خاص طور پر جائزہ لیا جاتا ہے۔ املا کی ضابطہ بندی میں الفاظ کے استعمال میں یکسانیت

اور درستی تحریر کو ترجیح دی جاتی ہے۔ املا کی درستی زبان کی فصاحت و بلاغت کو برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کیونکہ غلط املا نہ صرف معنی میں بگاڑ پیدا کرتی ہے بلکہ زبان کی معیاری حیثیت کو بھی زِک پہنچاتا ہے۔

جب سوال یہ کیا جائے کہ املا کی صحت کا معیار کیا ہے؟ تو اُردو کی صحت کے حوالے سے عام طور پر دو طرح کے طرزِ فکر سامنے آتے ہیں۔ بیشتر ماہرین اس بات کو اصول قرار دیتے ہیں کہ اہلِ زبان جس طرح لفظ بولتے ہیں اُسے ہی صحیح تلفظ و املا مانا جائے۔ یہ اصول زبان کے بعض الفاظ کے املا کے تعین میں تو معاون ثابت ہوتا ہے لیکن تمام الفاظ کے املا کے حوالے سے یہ جامع اور ہمہ گیر نہیں، کیونکہ خود اہلِ زبان کے ہاں مستعمل املا مختلف علاقوں، شہر و دیہات اور پھر ایک ہی شہر میں مختلف طبقات کے حوالے سے متفرق ہوتا ہے۔ ایسے بے شمار مظلوم الفاظ ہیں جن کا غلط املا بکثرت استعمال کیا جاتا ہے۔ صحت املا کو ممکن بنانے کے لیے املا کے حوالے سے اصول بناتے ہوئے نہ صرف صوتیات نمائندگی کے حوالے سے بلکہ متعلقہ زبانوں سے دوری اور قربت پیدا کرنے کے درمیان بھی فیصلے کرنے ہوتے ہیں۔ اسی لیے جب املا کی اصلاحات تجویز کی جاتی ہیں تو مختلف نظریاتی، جمالیاتی، تعلیمی، سماجی اور سیاسی دلائل عام طور پر پیش نظر رکھے جاتے ہیں۔ اسی صورت صحت املا کا معیار بلند ہوتا ہے اور ایک متفقہ املا کا قیام ممکن بنتا ہے۔ Ronald Wardhaugh کا اس متعلق کہنا ہے کہ:

> “The Standard variety is also often regarded as the natural, proper, and fitting language of those who use or should use it. It is part of their heritage and identity, something to be protected, possibly even revered.”(10)

زبان میں الفاظ کی درست ادائیگی اور تفہیم کے لیے صحتِ املا کی اہمیت نظر انداز نہیں کی جاسکتی۔ آج کے جدید مواصلات اور تکنیکی توقعات پر پورا اترنے کے لے زبان کی ایک معیارت تحریر شکل ضروری ہے۔ صرف ایک معیاری املا ہی جدید ٹیکنالوجی ٹولز تک رسائی حاصل کرنے کا ذریعہ بن سکتا ہے اور یہ صحتِ املا کے معیار کو قائم رکھنے سے ہی ممکن ہو سکتا ہے۔ صحتِ املا نہ صرف زبان کے مشترکہ معیار کی نمائندگی کرتی ہے بلکہ زبان کو استعمال کرنے کا ایک درست یا

مناسب طریقہ بھی واضح کرتی ہے جو کہ الفاظ کے متفرقہ املا کو ختم کرتے ہوئے ایک مستند املا تک پہنچنے میں مدد گار ثابت ہوتی ہے۔

ج۔ سفارشات املا پر مبنی آخذ کا تعارف:

مقالے کے ماضوع کی مناسبت سے مختلف کتب کا مطالعہ کیا گیا ہے جن میں اُردو زبان میں املا کے تصور، اس کی اہمیت اور مسائل و مباحث کے متعلق کتب شامل رہی ہیں۔ ذیل میں چند اہم کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

1۔اختلاف اللسان(1906ء):

وجاہت صدیقی جھنجھانوی اور منشی وجاہت حسین کی یہ تالیف پہلی مرتبہ 1906ء میں سامنے آئی۔ یہ کتاب رفاہ عام اسٹیم پریس، لاہور سے چھپی۔ اس میں دہلی اور لکھنؤ کی زبان کے الفاظ و محاورات کے فرق، الفاظ کے تلفظ کے فرق کی وضاحت کی گئی ہے۔ یہ کتاب املا کے حوالے سے اس لیے اہم ہے کہ مصنفین نے اس فرق کو واضح کرتے ہوئے ہر لفظ کی تصحیح اور طریق استعمال کے متعلق پُر مغز بحثوں کے ساتھ مکمل تحقیق کرتے ہوئے الفاظ کے ایک درست املا کو تجویز کرتے ہوئے اُن کو استعمال کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس کتاب میں الفاظ کے املا کی اصلاح کرتے ہوئے باقاعدہ یائے مجہول، ذا اور ز، ت اور ط کے استعمال کے صحت مند مباحث اور ٹھوس تجاویز نظر آتی ہیں۔

2۔اُردو املا(1960ء):

اُرو املا کے عنوان سے سب سے پہلے 1960ء میں پروفیسر غلام رسول کی تصنیف شائع ہوئی تھی۔ اس کے کل صفحات چھپن (56) ہیں۔ یہ نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، حیدر آباد سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کی اشاعت سے پہلے بھی غلام رسول کے املا کے حوالے سے اہم مضامین اخبار "ہماری زبان (علی گڑھ)" میں چھپ چکے تھے۔ پروفیسر غلام رسول ایک عرصہ تک اُردو کے استاد رہے اور اس دور کے بڑے بڑے پروفیسر ان کے طالب علم رہے تھے۔ اس کتاب میں اُردو کی تحریری صورت اور اس کی دقتوں کا جائزہ پیش کیا گیا ہے اسی نسبت سے اُردو میں نئے اعراب کا اضافہ، املا اور رموز او قاف کے قاعدوں کو امثال کے ساتھ اچھی طرح سمجھایا گیا ہے۔ اس کتاب سے نہ صرف متعلم بلکہ انشاپرداز بھی

خاطر خواہ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ املا کے ضمن میں مرکب الفاظ، ہائے ملفوظی، تنوین، نون غنہ، ہمزہ، الف مقصورہ، عربی الفاظ کے اُردو املا، انگریزی الفاظ کی اُردو صورت کے متعلق تجاویز پیش کی ہیں۔

3۔دریائے لطافت (1935ء):

یہ کتاب سید انشااللہ خان انشااور مرزا قتیل کی مشترکہ تصنیف ہے جو فارسی زبان میں 1808ء میں تحریر کی گئی۔ اُردو زبان میں اس کا ترجمہ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی دہلوی نے کیااور اس کی پہلی اشاعت 1935ء میں ہوئی۔ اُردو میں شائع ہونے والی کتب میں اسے سید انشااللہ خان انشا کی تالیف ماناجاتاہے۔اُردو ترجمے کو شائع کرنے کااہتمام انجمن ترقی اُردو (ہند) نے نئی دہلی سے کیا۔اسے اردو کی سب سے پہلے قواعد کی کتاب قرار دیاجاتاہے۔اس کے مکمل صفحات کی تعداد 395 ہے جنھیں دو حصوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ پہلے حصے میں اُردو زبان کے مختلف نمونے بطور مثال لے کے قواعد بیان کیے گئے ہیں۔ دوسرا حصہ عروض، قافیہ، منطق، علم بیان و علم معانی پر مشتمل ہے۔اس کتاب میں قواعد اوا ملا کے حوالے سے اہم موضوعات کااحاطہ کیا گیاہے جن میں حروف تہجی، ہائیہ آوازیں، عربی الفاظ کے املا وغیرہ شامل ہیں۔ اُردو املا کی تاریخ اور روایت کے ساتھ اس کے اصولوں کی بنیادیں تلاشنے میں اس کتاب کی اہمیت مسلم ہے۔

4۔اُردو لسانیات (1966ء):

یہ کتاب اُردو زبان کے ماہر لسانیات، ڈاکٹر شوکت سبزواری کی تخلیق ہے۔ جو اپنی کتابوں اُردو قواعد، اُردو لسانیات، داستان زبان اُردو، لسانی مسائل اور اُردو زبان کا ارتقا کی وجہ سے دنیائے ادب میں شہرت رکھتے ہیں۔ کتاب "اُردو لسانیات "ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ سے 1966ء میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد 128 ہے۔ یہ کتاب اپنے اہم مضامین کی وجہ سے ماہرین زبان کے لیے ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ابتدائی ابواب تین خطبات پر مشتمل ہیں جن میں یہ بتایا گیاہے کہ اُردو کیاہے ؟اس کاارتقا کب ہوااور یہ کن ارتقائی ادوار سے گزری۔ بعد کے ابواب میں اُردو زبان کی بنیادی خصوصیات کا تنقیدی و تاریخی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ ان ابواب میں اُردو کی صوتی خصوصیات میں ہائیہ آوازوں، غنہ آوازوں، اعرابی نظام، ہائے نسبت کے اُردو میں استعمال کے متعلق اہم بحث شامل ہے۔

5۔جامع القواعد حصہ نحو (1973ء):

جامع القواعد حصہ صرف و نحو اُردو قواعد پر بہترین کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ جامع القواعد (حصہ صرف) ڈاکٹر ابو للیث صدیقی نے تحریر کی جبکہ جامع القواعد (حصہ نحو) ڈاکٹر غلام مصطفی خان کی تالیف ہے۔ ان کی شخصیت کو بطور محقق، نقاد، ماہر لسانیات، لغت نویس، خطوط نگار، مدون و مترجم جیسے اہم حوالوں سے دیکھا جا سکتا ہے۔ لسانیات کے حوالے سے انھوں نے کئی اہم مضامین تحریر کیے ہیں۔ ان کی اس میدان میں دلچسپی کے موضوعات لسانی روابط، زبانوں کے صوتی نظام اور لسانی مسائل نظر آتے ہیں۔ جامع القواعد (حصہ نحو) اُردو سائنسی بورڈ سے شائع ہوئی۔ اس میں ادغام کا قاعدہ، امالے کے اصول، تلفظ میں تبدیلی اور املا کے اصولوں کے متعلق اہم نکتے واضح کیے ہیں۔

6۔ اُردو املا (1974ء):

اُردو املا کے عنوان سے پروفیسر غلام رسول نے 1906ء میں یہ کتاب تحریر کی۔ اسی عنوان سے 1974ء میں رشید حسن خان کی کتاب "اُردو املا" شائع ہوئی۔ اُردو املا و قواعد کے مباحث پر بہت سے لوگوں نے تحریریں لکھیں لیکن جو شہرہ رشید حسن کی کتاب کا ہوا ویسا کسی اور کا نہ ہوا۔ رشید حسن خان کا شمار املا کے حوالے سے اصلاحات پیش کرنے والے صفِ اول کے ماہرین میں ہوتا ہے۔ انھوں نے املا سے متعلق اپنی کاوشوں میں عمر کا ایک بڑا حصہ صرف کیا۔ بچوں اور بڑوں کے لیے املا لکھنے کو آسان زبان میں کتب تحریر کیں۔ رشید حسن خان نے مقدمہ شعر و شاعری، فسانۂ آزاد، گلزارِ نسیم، باغ و بہار، زٹل نامہ، سحر البیان جیسی اہم کتب کو تدوین کیا۔ ان کی تدوینی کاوشوں کی وجہ سے انھیں "خدائے تدوین" کا لقب بھی دیا جاتا ہے۔ صحتِ زبان اور اُردو املا کے متعلق اُن کے مضامین کی بھی لمبی فہرست ہے۔ "اُردو املا" کے عنوان سے یہ کتاب ترقی اُردو بورڈ، دہلی سے مئی 1974ء میں چھاپی گئی۔ اس میں املا کے تمام مسائل پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔ الف ممدودہ، الف تنوین، ن اور نون غنہ، واؤ، ہائیہ آوازیں، ہمزہ کا استعمال، انگریزی الفاظ کی چیدہ چیدہ صورتیں، اعراب، علامات، رموزِ اوقاف، تدوین اور املا، لُغت اور املا غرض املا کے ہر پہلو کا احاطہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اُن کی کتاب اعلیٰ تعلیمی اداروں میں املا، تلفظ اور قواعدِ زبان کے متعلق بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں املا کی اصلاح کے پورے مسئلے کو موضوع بنایا ہے۔ ماہرین اور ادبا کی ایک بڑی تعداد نے ان کی کتاب میں پیش کردہ سفارشات سے اختلاف بھی کیا ہے اور بہت سوں نے ان کی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے پیروی بھی کی ہے۔

7۔املا نامہ(1974ء):

گوپی چند نارنگ کا مرتب کردہ یہ کتابچہ "املا نامہ" کے نام سے پہلی بار مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی سے مئی 1974ء میں منظر عام پہ آیا۔بنیادی طور پر اس کتابچے میں املا کے ضمن میں جو سفارشات شامل ہیں وہ ترقی اُردو بورڈ کی طرف سے مقرر کی گئی۔املا کمیٹی کی کئی نشستوں میں اُردو کے مسائل پر ہونے والے غور وخوض کا نتیجا قرار دی جاتی ہیں۔ اس کتابچے میں پیش کی گئی سفارشات میں الف کے مباحث، تنوین، نون اور نون غنّہ، واؤ کے استعمال کی صورتیں، ہائیہ آوازیں، ہمزہ کے مسائل، گنتی، اعراب و علامات وغیرہ جیسے اہم مندرجات شامل ہیں۔ رشید حسن خان کی کتاب "اُردو املا" اور یہ کتابچہ نہ صرف 1974ء میں تقریباً ایک ساتھ سامنے آئے بلکہ ان میں زیر بحث لائے گئے مسائل کے موضوعات بھی ایک سے ہیں۔ اس لیے بہت سے اہل قلم نے ان کا تقابل کیا۔اس حوالے سے حفیظ الرحمان واصف کے مضامین کے علاوہ، ڈاکٹر صباح الدین احمد نے املا کے ضمن میں اپنی تحریروں میں اُردو حرف وصوت، اُردو حروف تہجی، تشکیل رد تشکیل وغیرہ میں املا سے متعلق دیگر اہم باتوں کے ساتھ "املا نامہ اور اُردو املا" کا تقابلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ان کے مطابق تو املا نامہ ، کتاب اُردو املا کی تلخیص سے زیادہ کچھ نہیں۔ المختصر یہ کتابچہ اپنے مندرجات کے ساتھ ان تمام مباحث کے باعث بھی املا کے ضمن میں اہمیت کا حامل ہے۔

8۔اُردو کیسے لکھیں(1975ء):

رشید حسن خان کی یہ کتاب پہلی مرتبہ اگست 1975ء میں مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی سے شائع ہوئی۔اس کے "پیش لفظ" میں رشید حسن خان نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ یہ کتاب بالخصوص طلبا کے لیے لکھی گئی ہے۔ اصل بحث کتاب "اُردو املا" میں شامل ہے۔اسی سے متعلقہ کتاب "عبارت کیسے لکھیں" چھپی تو اس میں بھی وضاحت کی گئی ہے کہ "اُردو کیسے لکھیں" میں کچھ اہم باتیں نامکمل رہ گئی تھیں۔ اس لیے "عبارت کیسے لکھیں" میں ان تمام نکات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

9۔اُردو املا اور رسم الخط(1977ء):

ڈاکٹر فرمان فتح پوری اُردو کے اہم محقق، مصنف، نقاد، معلم، مدیر اور ماہر لسانیات کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ان کی کتاب "اُردو املا اور رسم الخط "(اصول و مسائل) بھی پس منظری مطالعے کے طور پر شامل رہی۔ سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور سے یہ کتاب پہلی بار مارچ 1977ء میں شائع ہوئی۔اس کے صفحات کی تعداد (112) ہے جن میں دو مرکزی موضوعات "اُردو املا کے اصول اور اُردو رسم الخط "کو مزید ذیلی موضوعات میں منقسم کرتے ہوئے خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ جن میں املا کے تصور اور مفہوم کی وضاحت کے ساتھ املا کے حوالے سے زبان کو درپیش مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔

10۔سفارشات املا و رموزِ اوقاف (1986ء):

بعد از قیامِ پاکستان ملک میں زبان کے حوالے سے سند رکھنے والے ادارے مقتدرہ قومی زبان (موجودہ نام ادارہ فروغ قومی زبان) نے 1985ء میں پہلی بار املا اور رموزِ اوقاف کے حوالے سے باقاعدہ اصول وضع کیے۔ یہ اصول املا کے سیمینار میں ہونے والی بحثوں کے نتائج کے طور پر ایک کتابچے کی صورت بہ عنوان "سفارشات املا و رموزِ اوقاف" شائع کیے گئے۔ اس کتابچے کے مدون اعجاز راہی ہیں۔ اناسی (79) صفحات پر مشتمل اس کتابچے میں املا کے ضمن میں انتہائی اہم اصلاحات پیش کی گئیں۔ کتابچے میں جمہور کا طرز اختیار کرتے ہوئے بہت سے املائی مسائل کا ایک متفقہ املا رائج کرنے کی باقاعدہ روایت حکومتی ادارے کی سرپرستی میں شروع ہوئی۔املا کے ضمن میں انفرادی کوششوں کی بجائے ایک مشترکہ اور مستند سرکاری کاوش سامنے آئی۔اس کتابچے میں اس دور میں املا کو درپیش مسائل کے تدارک کی بہت حد تک کامیاب کوشش کی گئی ہے۔اعجاز راہی نے اسی برس میں رودادِ سیمینار سفارشات املا و رموزِ اوقاف کے عنوان سے سیمینار میں پیش کیے گئے ماہرین کے مسائل کے حوالے سے اہم مضامین و مباحث بھی مرتب کیے۔

11۔منتخب مقالات اُردو املا و رموزِ اوقاف (1986ء):

یہ پہلی بار 1986ء میں مقتدرہ قومی زبان سے شائع ہوئی۔ڈاکٹر گوہر نوشاہی نے اسے مرتب کیا۔ان کا نام اُردو تحقیق و تدوین کے حوالے سے معتبر حوالے کے طور پر جانا جاتا ہے۔ انھوں نے اس کتاب میں اردو املا اور رموزِ اوقاف کے موضوعات پر اہم مضامین و مقالات کو یکجا کیا ہے۔ یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں شامل

مضامین ان موضوعات پر بہترین تحریریں ہیں اور بیشتر معروف اور قابل ذکر ماہرین کی تحریریں منتخب کی گئی ہیں۔ جن میں املا کے اہم مسائل اور ان کے حل پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔

12۔اُردو رسم الخط اور املا ایک محاکمہ (1999ء):

اُردو املا کی اصلاح کے حوالے سے اور بالخصوص اُردو حروف تہجی کی تاریخ و روایت کے ساتھ امالہ کے مسائل پر مفصل بحث اس کتاب کا حصہ ہیں۔ یہ اہم ماہرِ لسان ڈاکٹر ابو محمد سحر کی تالیف ہے۔اس کتاب کی پہلی طباعت مکتبۂ ادب، بھوپال سے فروری 1999ء میں ہوئی۔ مصنف کی املا کے ضمن میں اس سے پہلے ایک اور اہم تصنیف بہ عنوان "اردو املا اور اس کی اصلاح" 1982ء میں شائع ہو چکی تھی جس میں انھوں نے املائی مسائل کے ادراک اور ان کے متعلق اپنی مدلل آرا سے اچھی خاصی دھاک بٹھائی۔ یہ کتاب بھی مصنف کے موضوع کے متعلق وسعت علم اور تحقیقی و تنقیدی اہلیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

13۔اُردو قواعد واملا کے بنیادی اصول(2006ء):

یہ تصنیف ڈاکٹر آفتاب احمد ثاقب کی ہے۔ یہ پہلی بار 2006ء میں منظر عام پہ آئی۔اس کتاب کے موضوعات اور مباحث کا مطالعہ کرنے کے بعد اسے املا نامہ اور سفارشات املا و رموزاوقاف 1985ء کا تقابلی مطالعہ قرار دیا جاسکتا ہے۔اس کتاب میں ان کتابچوں میں زیر بحث لائے گئے مسائلِ املا پر جامع اور مختصر مگر مدلل گفتگو کی گئی ہے۔ مصنف نے اس تصنیف میں اپنے محققانہ جذبے اور درجے کا معیار اپنی تحقیقی عرق ریزی کے باعث بہت بلند کیا ہے۔ موضوع کے مندرجات پر مکمل گرفت دیکھنے میں آتی ہے جس کی وجہ سے اس کتاب کی اہمیت دوگنا ہو جاتی ہے۔

14۔لسانی مطالعے(2012ء):

پروفیسر غازی علم الدین کی کتاب "لسانی مطالعے" اردو زبان کے املا میں روز مرہ ہونے والی بے احتیاطیوں کا احاطہ کرتی ہے۔ مقتدرہ قومی زبان سے 2012ء میں شائع ہونے والی اس کتاب میں زبان میں الفاظ کے درست املا کے انحطاط کا مختلف پہلوؤں سے تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔الفاظ اور ان کی معنویت،اُردو میں مستعمل عربی الفاظ کے لسانی تعلق اور نشریاتی اداروں میں قومی زبان کے حالِ زار کا سخت تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے۔

15۔ سفارشات اُردو املا 2022ء (2022ء)

ڈاکٹر رؤف پاریکھ اور دیگر اہم مرتبین کی کاوشوں سے 2022ء میں ادارۂ فروغ قومی زبان کے زیرِ نگرانی شائع ہونے والے اس کتابچے میں ادارے کی گزشتہ پیش کی گئی سفارشات میں باقی رہ جانے والی اختلافی صورتوں کا ممکنہ حد تک خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ زبان کو درپیش نئے املائی مسائل کا تدارک کا اہتمام بھی کیا گیا ہے۔ اس لیے اس کتابچے کی موضوع کے حوالے سے اہمیت سے انکار نہیں۔

حوالہ جات

1. وارث سرہندی، علمی اُردو لغت (جامع)، علمی کتب خانہ، لاہور، 1976ء، ص133
2. اسحاق جلالپوری، محمد (مدون)، درسی اُردو لغت، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع دوم، 2004ء، ص61
3. نورالحسن، مولوی، نوراللغات (حصہ اول)، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 1986ء، ص362
4. فیروزالدین، مولوی، فیروزاللغات (نیاایڈیشن)، فیروز سنز لمیٹڈ، طبع چہارم، 1973ء، ص116
5. سید احمد دہلوی، مولوی، مرتب، فرہنگ آصفیہ، (جلد اول)، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، بار اول، 1986ء، ص 226
6. https://udb.gov.pk/result.php?
7. غلام رسول، مولوی، اُردو املا، نیشنل فائن پرنٹنگ پریس، حیدر آباد، 1960ء، ص17
8. غلام مصطفی خان، ڈاکٹر، اردو املا کی تاریخ، مشمولہ علمی نقوش، شعبہ اُردو سندھ یونیورسٹی، حیدر آباد، طبع اول، 1957ء، ص105
9. رشید حسن خاں، اردو املا، طبع اول، نیشنل اکادمی، دہلی، 1974ء، ص22
10. Wardhaugh, Ronald and Janet M. Fuller," An Introduction to Sociolinguistics. Malden" MA: Blackwell Publishing, 7th addition, 1st published 2015, P-34

باب دوم

"اُردو سفارشات املا 2022ء" کا تجزیاتی مطالعہ

اُردو املا کے ارتقا کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قبل از قیامِ پاکستان اور بعد از قیامِ پاکستان املا کے موضوع پر انفرادی سطح کی تحقیق اور سوچ بچار زیادہ دلچسپی کی حامل رہی ہے۔ گروہی صورت میں فورٹ ولیم کالج کی کوششوں کے بعد انجمن ترقی اُردو ہند 1943ء کی اصلاحِ رسم الخط کمیٹی کی تجاویز سامنے آتی ہیں۔ حکومتِ ہند کی جانب سے ترقی اُردو بورڈ 1973ء میں املا کمیٹی کا قیام املا کی معیار بندی کے حوالے سے ایک احسن قدم ثابت ہوا۔ اس کمیٹی کی تجاویز کو لے کر باضابطہ طور پر 1974ء میں "املانامہ" کے نام سے کتابچہ چھاپا گیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد اگر پاکستان میں املا و تلفظ کے مسائل کے حوالے سے باضابطہ سرکاری سطح کے اقدام کا جائزہ لیا جائے تو جون 1985ء میں ادارہ مقتدرہ قومی زبان نے املا و رموزِ اوقاف کے موضوع پر ایک سہ روزہ سیمینار منعقد کروایا، اس سیمینار میں اس حوالے سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے گاہے بگاہے اجلاس منعقد ہوتے رہے اور بالآخر جون 1986ء میں ان اجلاس میں ہونے والے مباحث کے نتائج کے طور پر سفارشات مرتب کر کے ایک کتابچے کی صورت میں شائع کی گئیں جس کی تدوین اعجاز راہی نے کی۔ املا کی معیار بندی کے حوالے سے ان سفارشات کی اہمیت مسلم ہے لیکن اس کے بعد طویل دورانیے تک سرکاری سطح پر زبان کو عہد بہ عہد املا کے درپیش مسائل کے حوالے سے کوئی خاص پیش رفت سامنے نہ آ سکی۔ ان سفارشات کے بعد بالآخر مارچ 2022ء میں املا کے حوالے سے مقتدرہ قومی زبان کی سرپرستی میں دو روزہ سیمینار منعقد کروایا گیا۔ جس کے نتائج و سفارشات ایک کتابچے کی صورت سامنے آئے۔ کتابچے میں موجود انہی سفارشات کا تجزیہ کرنا مقصود ہے کہ اس میں بنیادی املائی مسائل کا کس قدر احاطہ کیا گیا ہے۔ کتابچے کو مرتبین نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ حصہ اول میں دو روزہ سیمینار کی روداد اور ماہرین کی مختلف املائی مسائل کے متعلق آراء کو شامل کیا گیا ہے۔ حصہ دوم میں املا کے حوالے سے پیش کی گئی سفارشات محفوظ کی گئی ہیں اور

حصہ سوم اشاریہ الفاظ و مرکبات پہ مشتمل ہے۔اس باب میں حصہ دوم یعنی سفارشات املا کا تجزیہ کیا جائے گا۔ سفارشات میں سب سے پہلے اُردو زبان میں ہمزہ(ء) کے مسائل ترتیب دیے گئے ہیں۔

الف۔ ہمزہ(ء) کا استعمال:

ہمزہ کو اُردو کے حروف تہجی میں الف کے قائم مقام باقاعدہ ایک حرف کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے۔بنیادی طور پر ہمزہ عربی زبان سے اُردو زبان میں آیا ہے۔ عربی میں یہ بطور مصمتہ موجود ہے۔اُردو میں ہمزہ کے املائی استعمال کے متعلق ہمیشہ سے بحث چلی آرہی ہے انہی مباحث کی وجہ سے بہت سارے مسائل پر اتفاق رائے سے حل نکالے جا چکے ہیں۔

شق نمبر1:

سفارشاتِ اُردو املا 2022ء کے دو روزہ قومی سیمینار میں بھی ہمزہ کے استعمال کے متعلق جو سفارشات اتفاق رائے سے نتیجے کے طور پر سامنے آئی ہیں ان میں سب سے پہلے یہی واضح کیا گیا ہے کہ ہمزہ کو محض علامت سمجھ کر اس کی اہمیت کو نظر انداز نہ کیا جائے بلکہ ہمزہ اُردو زبان کے حروفِ تہجی میں سے ایک ہے۔

شق نمبر2:

اسی طرح کمیٹی نے سفارش پیش کی کہ:

"جن الفاظ میں ہمزہ آئے گا ان کے لیے شرط ہے کہ ان میں ہمزہ سے پہلے یا الف (ا) ہو یا واؤ (و) ہو، جیسے امرِ تعظیمی کی صورت میں: آیئے، جایئے۔۔۔۔"[1]

اس حوالے سے اگر ماہرین کی آرا کا جائزہ لیا جائے تو ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر غلام مصطفیٰ، گوپی چند نارنگ، غلام رسول، رشید حسن خان، عصمت جاوید، ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب کے ساتھ ساتھ خود مقتدرہ کی 1985ء کی سفارشات میں امر کے حوالے سے ہمزہ کے استعمال کے متعلق یہی رائے موجود ہے۔

شق نمبر3:

سفارشات میں ہمزہ کے استعمال کی ایک صورت یہ واضح کی گئی ہے کہ ہمزہ سے پہلے والے حرف پر زبر ہو جیسے گئے، نئے وغیرہ۔ اس شق سے اتفاق رائے جن صاحبان کے ہاں دیکھنے کو ملتا ہے انھوں نے شق نمبر 2 سے اختلاف کی

صورت اسی شق کو سامنے رکھتے ہوئے نکالی ہے۔ جیسے ڈاکٹر شوکت سبزواری کے مطابق: "چاہیے، آیئے، جایئے۔۔۔۔ وغیرہ کلمات میں بھی "یے" سے پہلے زیر ہے انھیں بھی "یے" سے لکھا جائے۔"(2)

شق نمبر 4:

کتابچے کی سفارشات میں ہمزہ کے حوالے سے یہ واضح کیا گیا ہے کہ: "لفظ "لیے" کا املا دراصل ل ی ے ہے۔ اس لیے اسے "لیے" (یعنی ل ء ے) نہیں لکھنا چاہیے۔ لئے، ۔۔۔۔ لیجئے، کیجئے، دیجئے وغیرہ لکھنا غلط ہے۔"(3) اس شق کی نسبت سے اگر اس سے قبل کی آرا دیکھی جائیں تو بیشتر ماہرین کا اس نکتے سے اتفاق ہے۔ مولانا احسن مارہروی، پروفیسر عبدالستار دلوی، گوپی چند نارنگ، رشید حسن خان، غلام رسول، ڈاکٹر شوکت سبزواری، سردار محمد خان، سید انشااللہ خاں انشا حتیٰ کہ مرزا غالب کی رائے بھی اس حوالے سے موجود ہے۔ یعنی اس حوالے سے اجتماعی اتفاق رائے سامنے آتا ہے کہ کیجیے، دیجیے وغیرہ میں تعظیمی صورتوں میں بھی ہمزہ نہیں لکھا جائے گا۔ جیسے: بولیے، کہیے، بیٹھیے وغیرہ عربی کے پروفیسر اور ماہر زبان مولانا نور عالم خلیل امینی نے ان الفاظ میں ہمزہ کے استعمال کے متعلق تحریر کیا ہے:

> "اسی طرح کیجیے، لیجیے، لیے، دیے وغیرہ یائے مجہول (یے) کے نیچے دو نقطوں کے ساتھ لکھے جائیں گے۔۔۔۔ جب کہ 'گئے'، 'آگئے' وغیرہ یائے مجہول پر ہمزے کے ساتھ لکھے جائیں گے۔"(4)

شق نمبر 5 بھی شق نمبر 4 کا جزو قرار دی جاسکتی ہے۔ کیجیے، دیجیے وغیرہ کی طرح چاہیے میں بھی ماہرین کا اتفاق ہے کہ ہمزہ کا استعمال غیر ضروری ہے۔

شق نمبر 6:

ہمزہ کے استعمال کے متعلق یہ بحث ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کے ہاں بھی موجود ہے اور غلام رسول کے ہاں بھی کہ گائے اور چائے، بہاؤ اور اس جیسے دیگر اسما پر ہمزہ نہ لکھا جائے تاکہ ان اسما کو امر سے الگ کیا جاسکے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سہیل بخاری رقم طراز ہیں: "یعنی آخری واؤ ہمزہ پر اَو کا سُر ظاہر کرنے کے لیے آیا ہے اس کی دوسری مثالیں یہ ہیں۔ بہاؤ، بھاؤ، لاؤ وغیرہ۔"(5) بیشتر علمائے زبان کی اس حوالے سے متفقہ رائے سامنے آتی ہے لیکن گوپی چند نارنگ نے املا نامہ میں ان الفاظ پر ہمزہ لکھنا صحیح قرار دیا ہے۔ ادارہ فروغِ قومی زبان کی 1985ء والی سفارشات کو دیکھا جائے تو اس کتابچے میں بھی

ہمیں اختلاف نظر آتا ہے کہ : "وہ الفاظ جن میں "یے" کے ساتھ ہمزہ کی واضح آواز موجود ہو، انھیں ہمزہ اور "یے" کے ساتھ لکھا جائے، جیسے: (ء) چائے، رائے۔۔۔ گائے۔"[6] گو کہ کمیٹی نے گائے اور چائے جیسے الفاظ میں ہمزہ نہ لکھا جانا درست مانا ہے لیکن چونکہ ان الفاظ کا یہ املا ایک طویل دورانیے سے رائج ہو چکا ہے اس لیے اس میں تبدیلی کو منسوخ کر دیا گیا ہے۔ اسی شق میں مرکبات میں اضافت کے متعلق بھی واضح کیا گیا ہے کہ مرکبات میں جہاں یائے مجہول بطور حرفِ اضافت آئے وہاں ہمزہ کا استعمال کیا جا سکتا ہے جیسے بابائے اُردو، بوئے گل وغیرہ۔

رشید حسن خان کی تصنیف "اُردو کیسے لکھیں (صحیح املا)" میں اس نکتے کے متعلق وضاحت کے ساتھ اختلاف موجود ہے۔ ان کے مطابق جن لفظوں کے آخر میں الف ہوتا ہے۔ معروف یا مجہول ہوتا ہے اضافت کی صورت میں "یے" کا اضافہ ہونے پر ان الفاظ میں ہمزہ کا استعمال نہیں کیا جائے گا۔ مثال کے طور پر انھوں نے مختلف الفاظ پیش کیے ہیں۔ جیسے ابتدائے عشق، خدائے بزرگ، بوئے گل، سوئے چمن وغیرہ۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے ہاں بھی کچھ اس قسم کا اختلاف ملتا ہے۔ لیکن ان اختلافات کے برعکس اگر اُردو زبان میں مستعمل صورت دیکھی جائے تو مرکبات میں "یے" ہمزہ کے ساتھ مستعمل نظر آتا ہے۔ نور اللغات (اُردو)، علمی اُردو لغت (جامع) اور فیروز اللغات جیسی اہم لغات میں "یے" کے ساتھ ہمزہ کا استعمال موجود ہے۔

ناول فردوسِ بریں میں مولانا عبدالحلیم شرر نے ابتدائے سرما، ابتدائے جوانی جیسے مرکبات ہمزہ کے ساتھ استعمال کیے ہیں۔ دیوانِ غالب کے نسخہ عرشی میں جو کہ پہلی بار 1958ء میں شائع ہوا۔ اس میں غالب کی شاعری کے حصے کیے گئے ہیں۔ دوسرے حصے کا نام "نوائے سروش" رکھا گیا تھا۔ بعد میں اسی نام سے پروفیسر غلام رسول مہر نے دیوان غالب کی شرح شائع کی۔ فیض احمد فیض کا مجموعہ کلام "نسخہ ہائے وفا" کے نام سے 1989ء میں ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی سے چھپا۔ اس کے علاوہ اگر فیض کی شاعری کو دیکھا جائے تو یہ مرکبات ہمیں بارہا مستعمل نظر آتے ہیں۔ جیسے :

ع "وفائے وعدہ نہیں، وعدہ دگر بھی نہیں۔"[7]

ع "جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے"۔ [8]

شق نمبر 8 بھی شق نمبر 7 کا جزوی حصہ ہی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے جن الفاظ کا املا اور تلفظ وغیرہ ہمزہ کے بغیر درست ہے اور رائج بھی ہے ان پر بلا ضرورت ہمزہ لگانے سے احتراز برتا جائے لیکن شق نمبر 7 میں بتائی گئی تمام صورتوں میں ہمزہ کا استعمال یقینی بنایا جائے۔

شق نمبر 9:

اس شق میں الفاظ کی ایک فہرست دے کر وضاحت کر دی گئی ہے کہ فرمائش، نمائش، آرائش وغیرہ اور آئندہ، نمائندہ، حقائق، معائنہ، مضائقہ وغیرہ جیسے الفاظ میں ہمزہ لکھا جائے گا۔ کوئل اور پائل کا ہمزہ اوری دونوں کے ساتھ املا درست ہے۔ اس حوالے سے فقط رشید حسن خان کی رائے مختلف نظر آتی ہے ان کے مطابق:

"فارسی کے کچھ حاصل مصدر ہیں جن میں آخری حرف ش ہوتا ہے اور اس سے پہلے ی ہوتی ہے
جیسے: نمایش؛ ان کو اسی طرح لکھا جائے گا۔ ی کی جگہ ہمزہ نہیں آئے گا۔"(9)

لفظ آئندہ اور اس کے قبیل کے الفاظ کے متعلق بھی ان کا یہی خیال ہے کہ "ی" آنی چاہیے۔ البتہ عربی کے اسم فاعل جیسے لائق، سائل اور ان کی جمع مثلاً حقائق، دقائق، معائنہ وغیرہ میں وہ ہمزہ لکھنے کے حق میں ہیں۔ لیکن اجتماعی رائے اور عمومی طور پر اُردو میں ان الفاظ کے استعمال کو دیکھا جائے تو کمیٹی کا منتخب کردہ املا واضح طور پر درست معلوم ہوتا ہے۔

اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بھی ڈاکٹر سید عبداللہ نے آئندہ، گنجائش وغیرہ کو ہی درست املا قرار دیا ہے۔ اس حوالے سے ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب نے بہت اچھی وضاحت پیش کی ہے کہ:

"کیونکہ فارسی میں "ی" کی آواز کو کھینچ کر پڑھا جاتا ہے یعنی ایرانی "آسائش" کو (آسا+ای +ش) رائگاں کو (رای+گاں) اور نمائش کو (نما-ای-ش) پڑھتے ہیں۔۔۔۔ جب کہ اُردو میں اس کا تلفظ زیر کے ساتھ ادا ہوتا ہے یعنی (آراءش) (راءگاں)۔۔۔۔ لہذا اُردو میں ایسے تمام الفاظ "ء" سے لکھے جائیں گے۔(10)

شق نمبر 10:

یہ شق لفظ گاؤں، چھاؤں وغیرہ میں ہمزہ کے استعمال کے متعلق ہے ماہرین کی اکثریت کا اس املا سے اتفاق ہے۔ ہمارے ملک میں پہلی جماعت سے لے کر کسی بھی جماعت کی نصابی کتاب اٹھا کے دیکھ لی جائے ان الفاظ کا املا یہی چلا آرہا ہے۔ بلاشبہ یہ املا بڑے پیمانے پر رائج ہے اور اسے بدلنا احسن قدم قرار نہیں دیا جا سکتا۔

کتابچے میں ہمزہ کے متعلق سفارشات کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اسی ترتیب کو مدنظر رکھتے ہوئے حصہ دوم میں بیان کی گئی سفارشات کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

الف(2)۔ ہمزہ کا استعمال:

شق نمبر1:

یہ طے کیا گیا ہے کہ عربی کے وہ الفاظ جن کے آخر سے اُردو میں اب ہمزہ خارج ہو چکا ہے انھیں ہمزہ کے بغیر لکھا جانا چاہیے۔ مثلاً ابتدا، انتہا، حکما، طلبا وغیرہ۔ ان الفاظ میں تمام ماہرین کا کلی طور پر اتفاق نظر آتا ہے۔ اسی طرح اس شق میں یہ وضاحت بھی کر دی گئی کہ ان میں کچھ الفاظ جب مخصوص تراکیب میں استعمال ہوں گے تو ان پر ہمزہ لکھا جائے گا۔ مثلاً: ان شاءاللہ، ثناءالحق، بہاءالدین وغیرہ۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، رشید حسن خان، ڈاکٹر فرمان فتح پوری اور دیگر ماہرین کے ہاں اس حوالے سے ایک ہی رائے پائی جاتی ہے۔

شق نمبر2:

یہ سفارش عربی کے اُن الفاظ کے متعلق ہے جن میں الف اور واؤ پر ہمزہ لکھا جاتا ہے اور یہ الفاظ اردو میں بھی مستعمل ہیں۔ جیسے مؤنث، مؤثر، مؤذن وغیرہ۔ ادارہ فروغ قومی زبان سے 1985ء میں شائع ہونے والی سفارشات میں بھی ان الفاظ کے اُردو املا کے متعلق واضح کر دیا گیا تھا کہ عربی کے ان الفاظ کو اُردو میں اسی طرح یعنی ہمزہ کے ساتھ لکھا جائے گا۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے املا نامہ میں ان الفاظ کو "ء" کے بغیر لکھنے کی سفارش کی تھی لیکن املا نامہ کے دوسرے ایڈیشن میں "ء" کے استعمال کو درست قرار دیا تھا۔ چند ماہرین کا اس حوالے سے اختلاف واضح رہا ہے جن میں پروفیسر غلام رسول اور رشید حسن خان کے نام اہم ہیں۔ یہ حضرات عربی کے ان الفاظ کو اُردو میں بغیر "ء" کے (مؤنث، قرأت،

مؤذن وغیرہ) لکھنے پر زور دیتے ہیں۔ لیکن اگر ان الفاظ کے تلفظ اور آواز کو ادا کر کے دیکھا جائے تو واضح طور پر ہمزہ کی آواز ادا ہوتی ہے۔ ان میں چند الفاظ ایسے ہیں جن کا ہمزہ حذف کر دینے سے ان کے معنی تک میں فرق آجاتا ہے۔ اس کے متعلق ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب کہتے ہیں کہ: "موجل (بغیر ہمزہ) "ڈرانے والی"، "مونث" (بغیر ہمزہ) "دور کیا ہوا" جب کہ ہم یہ الفاظ ان معنوں میں استعمال نہیں کرتے۔"[11] مختصراً بغیر ہمزہ کے ان الفاظ کے تلفظ کے ساتھ ساتھ معنی و مفاہیم دونوں بدل جائیں گے اس لیے ان میں ہمزہ کا استعمال ہی درست عمل ہے جیسا کہ کمیٹی نے سفارش پیش کی ہے۔ اس حوالے سے اگر ہم لغات سے رجوع کریں تو علمی اُردو لغت کے دوسرے ایڈیشن اور فیروز اللغات کے نئے ایڈیشن جس میں اعراب لگانے کا خاص اہتمام کیا گیا اور اُردو میں مروج الفاظ کے املا و تلفظ کو ترجیح دی گئی ہے، ان دونوں لغات میں ان تمام الفاظ کا املا ہمزہ کے ساتھ درج ہے۔ جامع اُردو لغت (جون 2009ء) میں لفظ مونث بغیر ہمزہ کے تحریر کیا گیا ہے لیکن مؤثر، مؤقر، مؤجل وغیرہ تمام الفاظ ہمزہ کے ساتھ موجود ہیں۔

شق نمبر 3:

اس شق کے میں یہ نکتہ واضح کیا گیا ہے کہ کچھ ایسے الفاظ جن کے واحد میں تو ہمزہ موجود نہیں لیکن جمع کی صورت میں ان پر ہمزہ لکھا جائے گا جیسے ہندو سے ہندوؤں، بہو سے بہوؤں وغیرہ۔ ماہرینِ زبان کی ایک بڑی تعداد کا اس حوالے سے اتفاق رائے پایا جاتا ہے جن میں ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، پروفیسر غلام رسول، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر شوکت سبزواری اور ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب کا نام سرِ فہرست ہے۔ ان تمام حضرات کا یہی کہنا ہے کہ چونکہ ان الفاظ کی جمع میں دو حروف علت (و،و) کی آواز واضح طور پر ادا ہوتی ہے تو انھیں ہمزہ کے ساتھ لکھنا درست ہو گا۔

شق نمبر 4:

کتابچے کی اس سفارش میں کمیٹی نے چند ایسے الفاظ کے املا کے وضاحت کی ہے جن میں عربی زبان کے مطابق دو "ی" ہیں لیکن اُردو میں ان الفاظ کی ایک "ی" کو ہمزہ سے بدل دیا گیا ہے اور وہ اسی شکل میں رائج ہیں۔ کمیٹی کی سفارش کے مطابق گو کہ ان کے دونوں املا درست ہیں لیکن چونکہ اُردو میں تحریف والا املا زیادہ رواج پا چکا ہے اس لیے یہی درست مانا جائے گا۔ رشید حسن خان کے ہاں بھی ان الفاظ کا یہی املا درست مانا گیا ہے۔ جیسے تخییل کے بجائے تخئیل، تعیین کی بجائے تعئین وغیرہ۔

شق نمبر5:

اس شق میں چند ایسی تراکیب کے املا کی وضاحت موجود ہے جو کہ عربی کی ہیں۔اُردو میں اس سے ملتے جلتے فارسی کے مرکبات بھی مستعمل ہیں۔ان کی انفرادیت کو واضح کرتے ہوئے الگ املا پر زور دیا گیا ہے جیسے :

سوئے ظن، نہیں سوءِ ظن۔

سوئے ادب نہیں سوءِادب وغیرہ۔

چونکہ "مبدء" اور "سوء" عربی کے لفظ ہیں اور اُردو میں یونہی مستعمل ہیں تو اس کی اضافت کی صورت میں "ہمزہ" پر اضافت کا زیر بڑھایا جائے گا۔اضافت کی "یے" نہیں لگائی جائے گی۔ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، رشید حسن خان، ڈاکٹر فرمان فتح پوری وغیرہ کا اس حوالے سے اتفاق ہے کہ "یائے تحتانی" نہیں لگائی جائے گی، ہمزہ پر زیر کا اضافہ کیا جائے گا۔

شق نمبر6:

کمیٹی نے ایسے ہندی اور انگریزی الفاظ کے املا کو بیان کیا ہے جو عربی زبان کے نہیں ہیں لیکن پھر بھی ان کے تلفظ میں ہمزہ ادا ہونے کے سبب ان پر ہمزہ لگایا جائے گا۔ جیسے پائلٹ، پرائیویٹ، ڈیزائن، نارائن، رامائن وغیرہ۔ان الفاظ کے املا کے متعلق ڈاکٹر رشید حسن خان اور ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب کی ملتی جلتی رائے سامنے آتی ہے۔ڈاکٹر رشید حسن خان کا کہنا ہے کہ اگر لفظ میں "ی" مفتوح ہو تو ہمزہ نہ آئے گا۔ جیسے انڈین، برگیڈیر، سینیر وغیرہ اور اگر "ی" مکسور ہو تو ہمزہ کا استعمال کیا جائے گا مثلاًرائفل، سائنس، بائبل، پائپ، وائن وغیرہ۔

اسی طرح اگر ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب کی رائے پر نظر دوڑائیں تو ان کے مطابق جب کسی لفظ میں الف کے بعد زیر ہو تو "ی" آئے گی ہمزہ نہیں جیسے روایت، کویل، حمایت وغیرہ۔ جبکہ اگر لفظ میں الف کے بعد زیر کی آواز ہو تو ہمزہ لگایا جائے گا۔مثال کے طور پر سائنس، پائپ، رائفل وغیرہ۔ گو کہ رشید حسن خان کی اس سفارش کو دیکھتے ہوئے اُردو میں ان الفاظ کا استعمال دیکھا جائے تو سینیئر اور برگیڈئیر جیسے الفاظ پر ہمزہ کا استعمال رائج ہے لیکن ان کی اس رائے کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ان الفاظ کی مستعمل صورت کے حوالے سے عوامی اخبار "روزنامہ نوائے وقت" سے مثال دیکھیے:

"بریگیڈیئر، ریٹائرڈ ڈاکٹر عدنان سلیم نے مریم نواز شریف۔۔۔"[(12)] کمیٹی کی سفارش ان دونوں کی تجویز کو مسترد کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے کہ رامائن اور نارائن میں زبر آرہی ہے لیکن ہمزہ کی آواز ادا ہونے کی وجہ سے ہمزہ بدستور رکھا گیا ہے۔اس حوالے سے روزنامہ دنیا سے متن پیش کرنا چاہوں گی جس سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ ہم کس کثرت سے

انگریزی کے ایسے الفاظ استعمال کر رہے ہیں جن پر ہمزہ مستعمل ہے۔" تمام سرکاری و نجی ہسپتالوں کے سربراہوں، فیڈرل ڈائریکٹوریٹ ایجوکیشن، ہاؤسنگ سوسائیٹز، لیبر ویلفیئر ڈیپارٹمنٹ۔۔۔۔۔اقدامات کرنے کی سفارش کی ہے۔"(13)

شق نمبر7:

اس شق میں ہائے مختفی اور ہائے ملفوظی کے حوالے سے ہمزہ کے استعمال کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ یہ سفارش کی گئی ہے کہ اگر کسی مرکب کے پہلے حصے میں آخری حرف ہائے مختفی ہے تو ہمزہ استعمال ہوگا جیسے: خانۂ خدا، پیمانۂ صبر وغیرہ۔ اس کے متعلق ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، رشید حسن خان حتیٰ کہ اُردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ڈاکٹر سید عبداللہ کی بھی یہی رائے ہے۔

لیکن اسی شق میں یہ نکتہ بھی سامنے لایا گیا ہے کہ اگر مرکب کے جزو اول (جسے کتابچے میں غلطی سے جزو ثانی لکھ دیا گیا ہے) کا آخری حرف ہائے ملفوظی ہے تو ہمزہ کا استعمال نہ کیا جائے گا بلکہ کسرہ چاہیے۔

اُردو زبان میں ہائے ملفوظی رکھنے والے الفاظ کا رائج املا دیکھا جائے تو بلاشبہ یہ سفارش درست معلوم ہوتی ہے۔ راہِ خدا، آہِ سرد وغیرہ جیسے مرکبات بغیر ہمزہ کے لکھے اور تلفظ کیے جاتے ہیں گو کہ کُتب میں اکثر و بیشتر کسرہ لگانے میں کوتاہی برتی جاتی ہے لیکن ادا کرتے وقت تلفظ میں آواز زیر کی ہی ادا کی جاتی ہے نہ کہ ہمزہ کی۔

حصہ 'ب' کی شق نمبر 8 بھی حصہ الف کی شق نمبر 6 کا ہی جزو ہے کہ مرکبات میں اگر جزو اول میں حرف آخر "ے" ہے تو اس پر ہمزہ لکھا جائے گا مثلاً بوئے گل، نوائے ادب وغیرہ۔ اس کی تفصیلی وضاحت شق نمبر 6 میں کر دی گئی ہے۔

ب(1)۔ الف مقصورہ:

سفارشات املا 2022ء میں عربی الفاظ میں مقصورہ کے استعمال کے حوالے سے ادارے سے شائع ہونے والی سفارشاتِ املا 1985ء کی تائید و توثیق کرنے کے ساتھ ساتھ ماہرین کے اختلاف کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے چند وضاحتیں پیش کی گئی ہیں۔ عربی کے الف مقصورہ والے اسم علم کے متعلق تو ڈاکٹر فرمان فتح پوری، جوش ملیح آبادی، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب وغیرہ کی متفقہ رائے یہ ہے کہ الف مقصورہ کے ساتھ تحریر کیے جا سکتے ہیں جیسے عیسیٰ، موسیٰ وغیرہ۔ لیکن الف مقصورہ والے تمام الفاظ کے املا کے متعلق اختلاف رائے سامنے آتا ہے۔ پروفیسر غلام رسول،

ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، رشید حسن خان، وارث سرہندی، برمی اُردو بورڈ (بھارت)/انجمن ترقی اُردو کے مطابق اُردو میں عربی طریقے سے "ی" پر الف مقصورہ لکھنے کے بجائے ان الفاظ کے آخر میں "الف" لگادیا جائے کیونکہ الف کی آواز بھی ان الفاظ میں سنائی دیتی ہے۔ جیسے اعلیٰ کی بجائے اعلا، دعویٰ کی بجائے دعوا، بشریٰ کی بجائے بشرا وغیرہ۔

ان سفارشات میں وضاحت کردی گئی ہے کہ اسمائے حسنی، اسمائے انبیاء، قرآنی آیات و قرآنی اعلام کا عربی رسم الخط برقرار رہے گا (ڈاکٹر سید عبداللہ کی بھی یہی رائے ہے) البتہ وہ الفاظ جن کا اُردو زبان میں دونوں طرح املا رائج ہو چکا ہے دونوں طرح لکھنا درست قرار پائے گا جیسے اسمٰعیل یا اسماعیل، علیحٰدہ یا علاحدہ دونوں درست ہیں۔ اسی طرح زکوٰۃ، الٰہی، صلوٰۃ، لہٰذا، الٰہیات وغیرہ عربی طریقہ املا کے ساتھ رائج ہیں ان کو اسی طرح تحریر کیا جائے گا۔

ب(2)۔ الف مقصورہ:

الف مقصورہ کے ضمن میں دوسرے حصے کی سفارشات میں مولانا/مولینا کے دونوں املا درست قرار دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح مولا مولیٰ، ہیولا/ہیولیٰ، مصفا/مصفٰی وغیرہ کے دونوں املا کے چلن کی وجہ سے دونوں کو تاحال درست قرار دیا گیا ہے۔ الٰہی، لہٰذا اور ہٰذا جیسے الفاظ کے متعلق تو رشید حسن خان کے ہاں بھی یہی املا درست ملتا ہے۔ البتہ صلوٰۃ اور زکوٰۃ کو انھوں نے "الف اور ت" سے لکھنے کی تجویز دی تھی جو قاعدے کی رو سے اگر درست مان بھی لی جائے تو ان کے پہچاننے میں ہر خاص و عام کو دقت پیش آئے گی۔ اسی طرح عربی کے الف مقصورہ والے وہ الفاظ جو قرآنی املا رکھتے ہیں ان کو اُردو املا میں تبدیل کرنے سے نہ صرف اجنبیت کا احساس ہو گا بلکہ یہ تبدیلی قاری کے ذہنی انتشار کا سبب بھی بن سکتی ہے۔ پروفیسر غازی علم الدین نے اپنی تصنیف "لسانی مطالعہ" میں ایسے الفاظ کی مثالیں پیش کی ہیں جن میں یائے معروف پر الف مقصورہ نہ پڑھنے کی صورت میں الفاظ معنی بدل لیتے ہیں جیسے:

الف مقصورہ کے بغیر مُغوِی (اغوا کرنے والا) اسم فاعل مذکر ہو گا۔

الف مقصورہ کے ساتھ مُغوٰی (جسے اغوا کیا گیا) اسم مفعول مذکر ہو گا۔

اسی طرح مُتوَفی (وفات دینے والا/مارنے والا) اسم فاعل مذکر

مَتوفٰی (مرنے والا) اسم مفعول مذکر

اور اگر چلن کی بات کی جائے جیسا کہ اکثر سفارشات میں اس کو ترجیح دی گئی ہے تو زیادہ تر الفاظ عربی املا کے مطابق ہی اُردو میں لکھے جا رہے ہیں جیسے کبریٰ، صغریٰ، تقویٰ، اعلیٰ، ادنیٰ، مصطفیٰ، مرتضیٰ، وسطیٰ، معلیٰ، عیسیٰ، موسیٰ، فتویٰ، قویٰ وغیرہ۔ چند ایک الفاظ ایسے ہیں جن کا املا الف کے ساتھ مستعمل ہے جیسے ماجریٰ کی بجائے ماجرا، تقاضیٰ کی بجائے تقاضا، تماشیٰ کی بجائے تماشا، تمنیٰ کی بجائے تمنا وغیرہ۔ تو کمیٹی کی سفارش کے مطابق انھیں الف سے ہی تحریر کیا جائے گا۔

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی طرف سے سالہا سال سے سرکاری سطح پر جاری کی جانے والی نصابی کتب میں بالخصوص اسلامیات کی کتب میں عیسیٰ، موسیٰ، تقویٰ، اعلیٰ، فتویٰ کا املا الف مقصورہ کے ساتھ ہی موجود ہے۔ ہماری اُردو زبان میں شائع ہونے والی مذہبی کتب جو کہ اُردو زبان کی تشہیر کا ایک بڑا ذریعہ ہیں اُن میں بھی الفاظ کا یہی املا درج ملتا ہے چاہے کتاب کسی بھی فرقے یا مسلک کی ہو۔

ج۔ بائے جارہ:

تمام ماہرین لسان کا زبان میں املا کے حوالے سے اس بات پر اتفاق ہے کہ الفاظ کو بلاوجہ ملا کر لکھنے سے ان کا املا اور خوبصورتی دونوں متاثر ہوتے ہیں اسی طرح بلاضرورت الفاظ کو توڑ توڑ کے لکھنے کا چلن بھی مناسب نہیں کہ بہت سے الفاظ بوالعجبی کا شکار ہو جاتے ہیں۔

شق نمبر 1:

اُردو زبان میں الفاظ کے ساتھ "ب" یا "با" کا استعمال عربی و فارسی سے آیا ہے اسی طرح اس کے استعمال کے اصول بھی مختلف ہیں۔

(1) عربی میں ب:

عربی میں "ب" حرف جر کے طور پر بھی مستعمل ہے اسی لیے اسے بائے جارہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسے عمومی طور پر دوسرے حروف کے ساتھ ملا کے ہی لکھا جاتا ہے جیسے بالخیر، بالعموم، بالواسطہ وغیرہ۔ کمیٹی کی سفارش کے مطابق ایسے الفاظ میں جن میں عربی قاعدے کے تحت "ب" کا استعمال ہو رہا ہو "ب" کو توڑ کر لکھنا غیر مناسب عمل ہے جیسے بالخصوص بلاشبہ، بالکل، بعینہ، بجنسہ وغیرہ۔ عربی کے ان الفاظ کے متعلق پروفیسر غلام رسول، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ،

ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کے ہاں اور اُردو انسائیکلو پیڈیا آف اسلام میں بھی یہی رائے ملتی ہے کہ "ب" کو ساتھ ملا کر لکھا جائے۔ قبولیتِ عام املا دیکھا جائے تو بھی "ب" ساتھ ملا کر لکھنا ہی مستعمل نظر آتا ہے اور ب کے نیچے زیر پڑھا جاتا ہے۔

(2) فارسی میں ب:

فارسی کے الفاظ میں ب مختلف معنوں کے لیے استعمال ہوتی ہے جیسے قسم کے لیے "بخدا" تسلسل کے لیے "رنگ برنگ"، ساتھ کے معنی میں "بسر و چشم" وغیرہ۔ فارسی کے الفاظ میں مستعمل "ب" پر زبر پڑھا جائے گا اور "ب" کو بلاوجہ الگ کر کے نہ لکھا جائے گا۔ جیسا کہ پروفیسر غلام رسول نے فارسی لفظوں کو اُردو میں متصل لکھنے کی تجویز دی اور مثال میں بہ ہر حال، بہ خوبی، جب کہ، جیسے الفاظ توڑ کے پیش کیے۔ روداد کمیٹی اصلاحِ رسم خط (جنوری 1944ء) کے ہاں بھی یہی سفارش کی گئی۔ اسی طرح رشید حسن خان نے مولانا احسن مارہروی کے تتبع میں الفاظ کو الگ الگ لکھنے کی بھرپور تائید کی ہے۔ اور تو اور انھوں نے بقول، بلکہ، چونکہ وغیرہ کا املا اپنی کتاب "اُردو املا" میں الگ الگ ہی استعمال کیا ہے یعنی بہ قول، بل کہ، چوں کہ وغیرہ۔ اگر "ب" دو الفاظ کے درمیان استعمال ہو رہی ہے تو الگ لکھنے سے اس قدر کج پن پیدا نہیں ہوتا جس قدر ان الفاظ کو ٹکڑے کرنے سے محسوس ہو رہا ہے۔ جیسے جاں بہ لب، جا بہ جا، سر بہ کف وغیرہ۔

لیکن یہ سفارش کہ فارسی کے تمام الفاظ میں "ب" منفصل لکھی جائے، اُردو الفاظ کے املا کے حوالے سے غیر مناسب معلوم ہوتی ہے جیسے بل کہ، بہ خوبی جیسے الفاظ کو لے لیجیے، کتب میں مستعمل صورت دیکھی جائے تو عرصہ دراز سے اُردو میں "بل کہ" کا املا "بلکہ" کیا جا رہا ہے اور بخوبی لکھا جاتا ہے۔ جو کہ غیر مانوس محسوس نہیں ہوتا۔ ان ماہرین کی بات مان کے اگر ان الفاظ میں تبدیلی کر دی جاتی تو یہ کسی طور خوش آئند ثابت نہ ہوتی بلکہ اُلجھن اور ذہنی خلفشار کا باعث بنتی۔ البتہ سابقے کے طور پر "ب" "جب" "بے" کے ساتھ آئے تو الگ لکھنے کا چلن عام پایا جاتا ہے۔ جیسے بے خواب، بے دَم، بے حساب وغیرہ۔ لیکن صرف "ب" الفاظ کے ساتھ متصل تحریر کی جائے گی جیسے بہر صورت، بشرط، بصد ادب، بخیر و عافیت وغیرہ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب وغیرہ کے ہاں ان الفاظ کا یہی املا درست قرار دیا گیا ہے۔

شق نمبر 2, 3:

اس سفارش میں الف، لام اور عربی مرکبات کے حوالے سے بھی بیان موجود ہے کہ عربی کے جن مرکبات کو الف، لام (ال) کے ساتھ لکھا جاتا ہے اُن کا درست املا الف، لام (ال) کے ساتھ ہی ہے جیسے حتی لا مکان، بین الاقوامی، حتی المقدور وغیرہ۔ بیشتر ماہرین کی رائے بھی ان الفاظ کے املا کے حوالے سے یہی ہے۔ عربی زبان کے تاثر سے اُردو زبان میں ایسی جار مجرور کی تراکیب بکثرت ملتی ہیں کبھی فی کے ساتھ فی الحال، فی الحقیقت، کبھی علی کے ساتھ علی الصباح، علی الاعلان، کبھی حتی کے ساتھ حتی المقدور، حتی الوسع وغیرہ۔ اُردو زبان میں بھی ان تمام مرکبات میں "ال" مستعمل ہے۔

چند اسلامی مہینوں کے ناموں کا املا بھی اُردو میں "ال" کے ساتھ ہی تحریر کیا جاتا ہے جیسے ربیع الاولیٰ/ ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ/ جمادی الاول وغیرہ۔ بدولت، بخوبی اسی طرح باخدا، بغیر جیسے الفاظ کا جو املا سفارشاتِ املا 1985ء میں درست قرار دیا گیا تھا اسے برقرار رکھا گیا ہے۔

شق نمبر 5 ,4:

ان الفاظ کے املا میں مقبول عام کے ساتھ ساتھ طلبہ کی سہولت اور آسان فہمی کو بھی خاص اہمیت دی گئی ہے اس کے آخری حصے میں چند ایسے مرکبات جن کے تلفظ میں طالب علم کو دشواری پیش آسکتی ہے ان میں آسانی پیدا کرنے کے لیے انھیں الگ الگ لکھنے کو درست قرار دیا گیا ہے جیسے "دستکاری" کے بجائے "دست کاری" وغیرہ۔

د۔ ہائیہ آوازیں:

شق نمبر 1،2:

اُردو حروف تہجی میں دو چشمی "ھ" کے حوالے سے ماضی سے حال تک مسلسل بحث چلی آرہی ہے کہ آیا اسے بطور حروف تہجی حروف میں شامل کیا جائے یا "ہ" یعنی ہائے ہوز کی ہی ایک شکل ہے۔ ادارہ فروغ قومی زبان کی 1985ء کی سفارشات میں تو اس لسانی بحث کو نظر انداز کر دیا گیا لیکن سفارشات املا 2022ء میں کمیٹی نے دو چشمی "ھ" یا ہائے مخلوط کے حوالے سے بہت سے اہم نکات واضح کر دیے ہیں تا کہ اختلاف کی صورت انتہائی کم رہ جائے۔ چونکہ دو چشمی "ھ" اُردو الفاظ کے املا میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے اس کا دوسرا نام ہائے مخلوط ہے۔ اسی سبب ان سفارشات کے مطابق ہائے مخلوط کو اُردو کے حروف تہجی میں ہائیہ آوازوں کے لیے مخصوص کر دیا گیا ہے اور یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ یہ الگ سے کوئی حروف تہجی نہیں ہے یہ "ہ" یعنی ہائے ہوز کی ہی ایک شکل ہے۔ ہائے مخلوط کے ابتدائی استعمال کے متعلق

پروفیسر سید محمد سلیم کا بیان کیا ہے کہ: "سب سے پہلے اس کا اہتمام نواب محمد فخر الدین حیدر آبادی نے "ستہ شمسیہ" کی طباعت کے موقع پر 1833ء میں کیا"[14] ہائے ہوز اور ہائے مخلوط کے استعمال کے ضمن میں ذوقؔ کا ایک شعر بہت شہرت رکھتا ہے جو کہ فرہنگِ آصفیہ میں بھی موجود ہے:

ؔ" ہائے رے حسرتِ دیدار مری ہائے کو بھی
لکھتے ہیں ہائے دو چشمی سے کتابت والے"[۱۵]

ہائے ہوز اور ہائے چشمی کے اس اختلاف کے ساتھ ساتھ ہائیہ آوازوں کی تعداد کے متعلق بھی مختلف ماہرین کی مختلف آرا سامنے آتی ہیں۔ انجمن ترقی اُردو کے اُردو قاعدے میں جس کی چوتھی بار اشاعت 1902ء میں ہوئی اس میں ہائے ہوز کا سبق الگ موجود ہے۔ دو چشمی حرف اور اس کی آواز کا پندرھواں سبق الگ موجود ہے۔ اس قاعدے میں ہائیہ آوازوں کی تعداد پندرہ (15) ہی دی گئی ہے۔ اسی طرح سید انشااللہ خان انشا نے "دریائے لطافت" میں سترہ (17) جبکہ مولوی عبدالحق نے "قواعدِ اُردو" میں پندرہ (15) تعداد تحریر کی ہے۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی کی مرتب کردہ کتاب "بنیادی اُردو" (1965ء) میں ابتدائی صفحات پر جملوں کے نمونوں میں ہمیں ہائے ہوز کا استعمال نظر آتا ہے لیکن حیرت ہے کہ حروف تہجی کے الفاظ کی فہرست میں انھوں نے صرف دو چشمی "ھ" سے الفاظ کو شامل کیا ہے۔ ہائے ہوز کو سرے سے حذف کر دیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ہائے ہوز اور ہائے مخلوط کی کشمکش نے نہ صرف اُردو زبان کے حروفِ تہجی بلکہ اُردو زبان کے ماہرین کو بھی شش و پنج میں ڈالے رکھا ہے۔ خواجہ محمد عبدالرؤف عشرت لکھنوی نے اُصولِ اُردو "طبع سوم (1936ء) میں ہائیہ آوزوں کی تعداد پندرہ (15) تحریر کی ہے۔ ڈاکٹر مسعود حسین خان نے اپنے مضمون "اُردو صوتیات کا خاکہ" میں ہائیہ آوازوں کی گیارہ (11) تعداد بتائی ہے۔ رشید حسن خان نے "اُردو املا" میں ہائیہ آوازوں کی تعداد سولہ (16) بتائی ہے انھوں نے "یھ" کی آواز کو بھی ان آوازوں میں شامل کیا ہے۔ اسی طرح ڈاکٹر شوکت سبز واری نے اپنی کتاب "اُردو لسانیات" میں دو ہائیے (وھ، یھ) زیادہ شامل کیے ہیں۔ "اُردو رسم الخط کے بنیادی مباحث" میں ڈاکٹر سہیل بخاری نے پندرہ (15) ہائیہ آوازیں شامل کی ہیں۔

اسی طرح اُردو کے مختلف قاعدوں میں بھی ہائیہ آوازوں کا یہی حال ہے کسی میں گیارہ، کسی میں تیرہ، کسی میں چودہ، کبھی پندرہ اور کبھی سولہ تک درج کی گئی ہے۔ کمیٹی نے انہی شکوک وشبہات کو رفع کرنے کی خاطر توثیق کر دی ہے کہ اُردو میں ہائیہ آوازوں کی تعداد پندرہ ہے۔ تاکید کی گئی ہے کہ اِن میں درج ذیل آوازیں شامل ہیں:

بھ	بھیڑ، بھالو
پھ	پھول، پھل
تھ	تھالی، ہاتھ
ٹھ	ٹھہرنا، ٹھوکنا
جھ	جھولا، جھومنا
چھ	چھاچھ، چھڑی
دھ	دھول، دودھ
ڈھ	ڈھول، ڈھکن
رھ	گیارھواں
ڑھ	پڑھ، چڑھ
کھ	مکھی، کھول، راکھ
گھ	گھر، گھائل
لھ	چولھا
مھ	تمھیں
نھ	جنھیں

شق نمبر 3:

کمیٹی نے یہ درخواست کی ہے کہ تعلیمی اداروں میں ابتدائی جماعتوں میں جب طلبا کو حروف تہجی سکھائے جائیں تو اِن ہائیہ آوازوں کو بھی حروفِ تہجی کے ساتھ ضرور سکھایا جائے اور ان مرکب حروف کی مشق کرواتے ہوئے ایک حرف کے طور پر سکھایا جائے تاکہ مغالطے کا امکان کم سے کم ہو۔ جیسے: پھول کو پھ +و+ل، نہ کہ پ+ھ+و+ل

اس شق میں کمیٹی نے دو چشمی "ھ" کے حوالے سے ایک اور اختلاف کو ختم کرنے کی سعی کی ہے۔ صوری اعتبار سے دیکھا جائے تو اُردو رسم الخط میں ہائیہ آوازیں دو حروف سے مل کر بنتی ہیں یعنی یہ دو حرفے (DIGRAPHS) مرکبات کہلاتے ہیں لیکن صوری طور پر اُردو میں بعض ماہرین نے انھیں مرکب اور بعض نے مفرد قرار دیا ہے۔ صوتی اعتبار سے یہ آوازیں مفرد ہی جانی جاتی ہیں۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر اس ضمن میں لکھتے ہیں کہ: "اکثر ہائیوں کے لیے (سب کے لیے نہیں) ہندی حروف تہجی میں مفرد حروف کی موجودگی بھی اُردو میں اس غلط فہمی کا باعث ہوئی ہے کہ یہ مفرد حروف ہیں۔[١٦] گو کہ صوتی طور پر یہ مرکب حروف مفرد آواز دیتے ہیں لیکن یہ بھی واضح ہے کہ ہر مفرد صورت مفرد حرف نہیں ہوتی۔ اسی مفرد و مرکب کے اختلاف کے پیش نظر اُردو حروف تہجی کی ترتیب میں ان ہائیہ آوازوں کی جگہ کے متعلق بھی اختلاف رائے کا سامنا رہا ہے۔ البتہ ڈاکٹر مسعود حسین خان، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور ڈاکٹر شوکت سبزواری جیسے اہم ماہرین کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ مختلف ہائیہ آوازوں والے الفاظ میں ہائیہ آواز دو آوازوں سے مرکب نہیں بلکہ مفرد آواز ہے۔ کمیٹی کی یہ سفارش بجا طور پر درست اور حسب ضرورت ہے کہ مرکب حروف کو ایک حرف کے طور پر سکھایا جائے کیونکہ ابتدائی جماعتوں میں عمومی طور پر ان حروف کو دو حروف کے طور پر ہی سکھایا جاتا ہے جس سے طلبا کے ذہن میں انتشار پیدا ہوتا ہے کہ لفظ گھر میں گ اور ھ الگ الگ حروف ہیں ایک حرف "گھ" نہیں۔

شق نمبر 4:

اس شق میں چند ایسے الفاظ کی وضاحت سامنے آتی ہے جن میں ہائے ہوز کی آواز ادا ہوتی ہے اور تنبیہ کی گئی ہے کہ ان کو دو چشمی "ھ" سے مت لکھا جائے۔ ان الفاظ میں دہی، کہنا، لاہور، ہندوستان، بہر حال جیسے عام استعمال میں آنے والے الفاظ تحریر کیے گئے ہیں۔ لیکن اگر لغات پہ نظر دوڑائی جائے تو ان تمام الفاظ کا املا فرہنگ آصفیہ، جامع اُردو لغات، فیروز اللغات، اظہر اللغات وغیرہ میں ہائے ہوز کے ساتھ ہی تحریر کیا گیا ہے۔ ماہرین کے ہاں بھی یہ الفاظ ہائے ہوز کے ساتھ ہی تحریر کیے جاتے ہیں۔ ہاں البتہ ادائیگی میں بعض جگہوں پر لہجے کی تبدیلی کے اثر سے ہائے ہوز کی بجائے ہائے مخلوط کی آواز ادا کی جاتی ہے لیکن تحریر کرتے ہوئے درست املا ہی تحریر کیا جاتا ہے۔ کمیٹی کی پیش کردہ سفارش ایک تنبیہ بھی قرار دی جاسکتی ہے۔

شق نمبر 5:

کمیٹی کی اس سفارش میں بر خلافِ روایت رائج املا کی بجائے صحیح املا کو ترجیح دی گئی ہے۔ اُردو کے بعض الفاظ جن میں ہائے مخلوط کی آواز ادا ہوتی ہے انھیں ہائے مخلوط (ھ) سے ہی لکھنا چاہیے۔ ایسے الفاظ میں بعض ایسی ضمائر شامل ہیں جن کا استعمال ہر زبان بولنے والا دن میں کئی بار کرتا ہے۔ جیسے تمھارا، تمھیں وغیرہ۔ صحت ادا کے حوالے سے دیکھا جائے تو عمومی طور پر انھیں درست ادا کیا جاتا ہے۔ ادائیگی میں ہائے مخلوط (ھ) کی ہی آواز ادا ہوتی ہے لیکن تحریر میں ایک طویل عرصے سے ان ضمائر کو ہائے ہوز سے تحریر کیا جارہا ہے۔ ہر خاص وعام فطری طور پر ان الفاظ کو ہائے ہوز سے تحریر کرنے لگا ہے شاید یہی وجہ ہے کہ چند اہم ماہرین زبان کے ہاں ان الفاظ کے دونوں املا درست قرار دیے گئے ہیں۔

شق نمبر 6:

دوچشمی "ھ" کے مباحث کے اختتام میں ان ضمائر اور اسما کے متعلق بیان کیا گیا ہے جو حرفِ تخصیص "ہی" سے تشکیل پا کر ایک مرکب لفظ کی صورت اختیار کرتے ہیں۔ یہ مرکب لفظ بھی دوچشمی "ھ" سے لکھا جاتا ہے جیسے جب اور ہی مل کر "جبھی" وغیرہ۔ ماہرین ان الفاظ کے املا کے متعلق ہم خیال نظر آتے ہیں۔ تاہم کمیٹی نے تقریر و تحریر میں ان الفاظ کے دونوں املا بکثرت استعمال کی بنیاد پر درست قرار دیے ہیں۔

ہ۔ اعداد و گنتی:

اعداد اور گنتی کے متعلق کتابچے میں تمام شقیں ادارہ فروغِ قومی زبان کی 1985ء میں پیش کی گئی سفارشات کی تائید کرتی نظر آتی ہیں۔ ماہرین کی بڑی تعداد کی بھی ان تمام نکات کے حوالے سے یہی رائے سامنے آتی ہے کہ گیارہ سے اٹھارہ تک گنتی کے اعداد کو ہائے ملفوظی (ہائے ہوز) سے لکھا جائے۔ اعدادِ ترتیبی اور اعدادِ استغراقی کے املا میں جہاں ہائے ہوز، ہائے مخلوط سے بدل جاتی ہے وہاں انھیں ہائے مخلوط سے تحریر کیا جائے جیسے گیارھواں، بارھواں، تیرھواں، چودھواں، چودھویں وغیرہ۔ عدد اٹھارہ کے املا کے ضمن میں دو املا درست قرار دیے گئے ہیں یعنی اٹھارھواں اور اٹھارواں۔

سفارشات میں جہاں یہ ممکن بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ اختلافی صورت کو ختم کیا جائے وہیں یہ سفارش ایک طرح کی اُلجھن کا باعث بن رہی ہے۔ ہائیہ آوازوں والے حروف کو مرکب صورت ہونے کے باوجود ایک حروف کے طور پر سیکھانے پر زور دیا گیا ہے کہ طلبا کسی اُلجھن کا شکار نہ ہوں۔ تو گیارہ(11) سے اٹھارہ(18) تک کے اعداد کا املا ہائے ملفوظی کے ساتھ کیا جائے گا اور اعدادِ ترتیبی کی صورت میں انہی اعداد کا املا ہائے مخلوط کے ساتھ درست قرار دیا گیا ہے یعنی گیارھواں، بارھواں وغیرہ۔ یہ صورتحال بھی ابتدائی درجوں سے طلبا کو کش مکش کا شکار کرے گی۔ مناسب ہوتا اگر اس حوالے سے کسی ایک ہ/ھ کے ساتھ املا رائج کیا جاتا یا دونوں کو برقرار رکھا جاتا۔

اعدادِ ترتیبی ایسے اعداد کو کہا جاتا ہے جو کسی سلسلے میں متعلقہ خاص شے یا موصوف کے متعین کردہ مقام کے بارے میں بتاتے ہیں۔ جیسے دوسرا، تیسرا وغیرہ۔ جیسے عموماً کہا جاتا ہے کہ فلاں نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اعدادِ ترتیبی کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو فارسی اور عربی دونوں زبانوں کے اعدادِ ترتیبی اُردو زبان میں مستعمل ہیں۔ مثلاً عام طور پر کسی بھی درسی جماعت کا درجہ واضح کرنے کے لیے فارسی اعدادِ ترتیبی کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جماعت چہارم، جماعت نہم وغیرہ۔ اسی طرح عربی کے اعدادِ ترتیبی اول، ثانی، ثالث وغیرہ مستعمل ہیں۔ اگر بات کی جائے اعدادِ استغراقی کی تو پروفیسر عبدالقادر سروری نے بہت سادہ الفاظ میں ان کی وضاحت کی ہے کہ: "یہ وہ اعداد ہیں جن سے ایک سے زیادہ کے شمول کا مفہوم نکلتا ہے جیسے دونوں، تینوں، ساتوں اور دسوں وغیرہ"[۱۷] ان دونوں طرح کے اعداد میں ہائے مخلوط کے استعمال پر ماہرین متفق ہیں اور عام چلن میں بھی ہائے مخلوط کے ساتھ ہی مثالیں ملتی ہیں۔ کتابچے میں اگلے صفحات میں سے صفحہ نمبر 73 پر "گنتی" کے عنوان سے دو مختصر سی سفارشات اور شامل کی گئی ہیں۔ مشترکہ عنوان اور متعلقات کی بنا پر اُن کی وضاحت یہیں پیش کی جا رہی ہے۔

شق نمبر 1:

عدد "چھ(6)" کے املا کے متعلق سال ہا سال جاری بحث کا خلاصہ کرتے ہوئے مختصراً سفارش میں تصریح کر دی گئی ہے کہ "چھ" بطور حرف بھی اُردو میں مستعمل اور ہندسہ بھی، اس لیے "چھ" کی ان دونوں صورتوں میں تمیز کرنے کے لیے ہندسے کے املا کو "چھے" لکھا جائے۔ اس کے متعلق لسانی بحث کا مزید خاتمہ کرتے ہوئے یہ بھی وضاحت کر دی گئی ہے کہ درست تلفظ بھی "چھے" ہی ہے۔ ڈاکٹر سہیل بخاری، رشید حسن خان اور پروفیسر غازی علم الدین کی

رائے تو سفارش کے حق میں ہے لیکن اُردو میں عام چلن اور لغات کا مطالعہ کیا جائے تو اُن کے مطابق درست املا "چھ" معلوم ہوتا ہے۔ فیروز اللغات، فرہنگِ آصفیہ، قومی انگریزی اُردو لغت، نواللغات، مہذب اللغات، نسیم اللغات، امیر اللغات، اوکسفرڈ اُردو انگریزی لغت، غرض کہ لغات کی کثیر تعداد میں درست املا کے طور پر "چھ" تحریر کیا گیا ہے۔ عملی اُردو لغت (جامع) میں چھ اور چھے دونوں املا شامل ہیں لیکن وہیں پہ محاوروں میں "چھ پانچ کرنا" اور "چھ ماہی" تحریر کیا گیا ہے۔ قاعدے کے مطابق دیکھیں تو "چھ "ایک حروف تہجی ہے عدد کے نام کی صورت میں اس کی بعینہ وہی صورت جو ایک حروف تہجی کی بھی ہے، قائم کر دینا معقول بات نہیں ہے۔ صوتی لحاظ سے بھی "چھ" کی بجائے "چھے (6)" درست املا معلوم ہوتا ہے اس لیے کمیٹی کی یہ سفارش قابل تقلید ہے۔

شق نمبر 2:

گنتی کے درست املا کے حوالے سے یہ شق ادارے اور ماہرین کی جانب سے اہم پیش قدمی قرار دی جاسکتی ہے۔ کمیٹی نے ابہام دور کرنے کے لیے اکہتر (71) سے اٹھہتر (78) تک گنتی کے ایک املا کو منتخب کر کے انھیں تحریر کر دیا ہے اور سفارش کی ہے کہ اب سے اسی املا کو استعمال کیا جائے تاکہ مزید اختلاف کی گنجائش باقی نہ رہے اور ان ہندسوں کا ایک املا رائج ہو سکے۔

کمیٹی کا ایک متفقہ املا کے متعلق فیصلہ دینا درست اور لسانی ضرورت کے مطابق ہے۔ ان ہندسوں کے املا کے متعلق لغات سے مدد طلب کی جائے تو الگ ہی اختلافی نوعیت نظر آتی ہے۔ اگر ایک عدد کا املا ہائے ہوز سے درج ہے تو دوسرے کسی عدد کو ہائے مخلوط سے تحریر کیا گیا ہے۔ علمی اُردو لغت، نسیم اللغات، امیر اللغات وغیرہ میں ان اعداد کے املا کے ساتھ ایسی ہی بے نیازی برتی گئی ہے۔ اور مضحکہ خیز صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک لغت میں 71 کا املا اکھتر اور 72 کا املا بہتّر لکھا تو دوسری میں اکہتر اور بھتر بھی دیکھنے کو ملے گا۔ اور کچھ اعداد تو ایسے ہیں جن کا املا اکثر لغات میں موجود ہی نہیں ہے جیسے پچھتر (75)، چھہتر (76)۔ ڈاکٹر سہیل بخاری نے اپنی تصنیف "اُردو رسم الخط کے بنیادی مباحث" میں ان اعداد کا املا سفارش کے مطابق ہی تحریر کر رکھا ہے ماسوائے پچھتّر (75) کے، پچھتّر کا املا انھوں نے پچہتر تحریر کیا ہے۔ اسی کے ساتھ عدد کا توڑ لکھتے ہوئے انھوں نے "پچ+ہتر" لکھا ہوا ہے۔

و۔ انگریزی الفاظ کا املا:

اُردو زبان میں دن بہ دن انگریزی الفاظ کے استعمال کا بڑھتا ہوا رجان کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ اس کے علاوہ ادبی و غیر ادبی تراجم بھی بہت حد تک انگریزی الفاظ کی زبان میں شمولیت کا سبب بنتے ہیں۔ ایسے انگریزی الفاظ جو عام محاورے، اور بول چال میں راہ پاگئے ہیں یا دوسرے مزید الفاظ جو جلد یا بدیر زبان کا حصہ بنتے نظر آتے ہیں ان کو زبان کے مزاج کے مطابق ڈھالنے کے لیے یقینی طور پر چند اصول و ضوابط قائم کرنے کی ضرورت تھی۔ کمیٹی نے پہلے سے موجود اصول کے علاوہ چند اور قواعد اس حوالے سے واضح کیے ہیں۔

شق نمبر 1:

یہاں انگریزی الفاظ اور یورپی زبانوں کے ایسے الفاظ جو اپنی ترکیب میں مشکل یا طویل ہیں ان کے املا کو واضح بنانے کے لیے الفاظ کو ان کے صوتی ارکان کے مطابق چھوٹے ٹکڑوں میں تحریر کرنے کی تجویز پیش کی گئی ہے۔ جیسے ٹیلیفون کی بجائے ٹیلی فون کے املا کو ترجیحی قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح کیفے ٹیریا(Cafeteria) جو کہ عموماََ اختصار کے واسطے کیفیٹیریا لکھ دیا جاتا ہے۔ ان الفاظ کی امثال میں لفظ ٹیلی وژن کے املا کی بھی نشاندہی کی گئی ہے عمومی طور پر جس کا املا کتب، اخبارات و رسائل میں "ٹیلی ویژن" دیکھنے کو ملتا ہے گوپی چند نارنگ نے "املا نامہ" میں بھی یہی املا درج کر رکھا ہے۔

البتہ ادارہ فروغ قومی زبان کی سفارشات 1985ء میں اور پروفیسر غازی علم الدین کے ہاں لسانی مطالعے میں "ٹیلی وژن" ہی ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری کے ہاں دونوں املا درست ملتے ہیں۔ انگریزی لفظ ''Television'' کے تلفظ کے حوالے سے دیکھا جائے تو "ٹیلی وژن" ہی درست املا سنائی پڑتا ہے کیونکہ "ژ" کی آواز میں وہ ہلکی سی "ی" کی آواز بھی ادا ہوتی ہے جو کہ ''V'' کے بعد ''I'' آنے کے سبب پیدا ہوتی محسوس ہوتی ہے۔

البتہ اس تجویز کے متعلق کہ انگریزی الفاظ کو صوتی ارکان کی بنیاد پر چھوٹے ٹکڑوں میں تحریر کیا جائے، ماہرین کی رائے ایک سی ہے۔ اُردو زبان میں مستعمل ایسے چند الفاظ کی مثالیں دیکھیے جو عمومی طور پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں ہی تحریر کیے جاتے ہیں۔

انگریزی الفاظ	اُردو میں مستعمل صورت

Highcourt	ہائی کورٹ
Airport	ائیر پورٹ
Online	آن لائن
Database	ڈیٹابیس
Airlines	ائیر لائنز
Fieldwork	فیلڈورک
Democratic	ڈیموکریٹک

کمیٹی نے اسی شق میں مزید تفصیل بیان کی ہے کہ ایسے الفاظ یا تراکیب جو اکٹھا لکھنے کا چلن عام ہو چکا ہے انھیں معروف املا کی وجہ سے اکٹھا ہی تحریر کیا جائے۔ روز مرہ کے استعمال میں آنے والے الفاظ جیسے:

انگریزی الفاظ	اُردو میں مستعمل صورت
University	یونیورسٹی
Typhoid	ٹائیفائیڈ
Parliament	پارلیمنٹ
Inspector	انسپکٹر
Workshop	ورکشاپ

رشید حسن خان کے ہاں اس حوالے سے مختلف رائے ملتی ہے ان کے مطابق ان الفظ کو بھی توڑ کر لکھا جائے مثلا پارلی منٹ(Parliament)، یونی ورسٹی(University) وغیرہ۔ لیکن خود رشید حسن خان وہی پریزیڈنٹ لکھتے ہیں۔ روز مرہ میں اکٹھے لکھے جانے والے چند انگریزی الفاظ دیکھیے:

انگریزی الفاظ	اُردو میں مستعمل نقلِ حرفی
Cycling	سائیکلنگ
Digital	ڈیجیٹل

Banking	بینکنگ
Mechanic	مکینک
Certificate	سرٹیفیکیٹ
Traininig	ٹریننگ
Firing	فائرنگ

شق نمبر2:

انگریزی الفاظ یا یورپی الفاظ کے املا میں سکونِ اول کے مسئلے پر بحث کافی عرصے سے چلی آرہی ہے کہ جن الفاظ کے شروع میں دو مصمتے اکٹھے آجائیں ان کے املا میں "ا" سے لفظ کا آغاز کیا جاتا ہے یا "س" سے۔ اور ان کے تلفظ کے متعلق بھی اختلاف ہے کہ کسی لفظ کا آسُر (حرف صحیح) ساکن بولا جائے گا یا نہیں۔ سکول کو اسکول پڑھا جائے گا یا سکول؟ اُردو زبان میں ایسے بہت سے الفاظ مستعمل ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

انگریزی الفاظ	اُردو میں
School	سکول/اسکول
Style	سٹائل/اسٹائل
Studio	سٹوڈیو/اسٹوڈیو
Student	سٹوڈنٹ/اسٹوڈنٹ
Special	سپیشل/اسپیشل
Scout	سکاؤٹ/اسکاؤٹ

کمیٹی نے تحریر کے متعلق تو واضح کر دیا ہے کہ دونوں املا رائج ہیں اس لیے دونوں کو درست مانا جائے لیکن تلفظ کے متعلق کوئی واضح بیان موجود نہیں ہے۔ ان الفاظ کے املا کے حوالے سے دیکھا جائے تو ڈاکٹر سہیل بخاری نے اپنے مضمون "حروف کا متبادل اور سکونِ اول کا مسئلہ "(جو کہ کتاب اُردو املا و قواعد (مسائل و مباحث) از ڈاکٹر فرمان فتح پوری

میں موجود ہے)۔ میں نہایت تفصیل سے ہندیورپی زبانوں کے مزاج وروایت اوریورپی زبانوں کے الفاظ کی خصوصیات بیان کی ہیں اوراس ساری بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیاہے کہ :

> "اردوزبان میں ہندیورپی لفظ کے ابتدائی مرکب حروف صحیحہ کے درمیان زیر کا اور ابتدائی ساکن صغیری سے قبل الف مکسورہ کا اضافہ اردوزبان کی اپنی ایجاد نہیں ہے بلکہ خود ان میں ہند یورپی زبانوں کا اصول ہے"(۱۸)

انھوں نے اسکول، اسٹیشن وغیرہ کو درست تلفظ قرار دیاہے۔ خود ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے "ا" کے ساتھ ان الفاظ کا املا درست قرار دیاہے یعنی اسکول، اسکاؤٹ وغیرہ۔ گوکہ لغات میں بھی ان الفاظ کا املا دونوں طرح ملتاہے لیکن عوام و خواص کی ایک بڑی تعداد کے ہاں اب ان الفاظ میں "ا" حذف کر دیا جاتاہے۔ ادائیگی کے وقت اسکول کی جگہ پہلے ہی سکول، سٹیشن، سٹوڈیو وغیرہ بولا جاتاہے۔ ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب کی رائے میں بھی ان الفاظ کا اُردو میں املا تلفظ کے مطابق کرنا بہتر ہے یعنی سکول، سپیشل، سٹاپ وغیرہ۔

شق نمبر3:

اس شق میں اُن انگریزی الفاظ کے استعمال کی صورت واضح کی گئی ہے جن میں انگریزی زبان میں غیر ملفوظی حروف(Silent Letters)آتے ہیں لیکن اُردوزبان میں اُن حروف کو بھی لکھنے کا عام چلن ہے۔ جیسے: لفظFirst کا انگریزی تلفظ ادا کرتے ہوئے "I" کی باقاعدہ آواز ادا نہیں کی جاتی اور اُردو میں اسے "فرسٹ" لکھا جاتاہے۔ کمیٹی کی سفارش کے مطابق انگریزی کے درست تلفظ کی پیروی کرنے کی بجائے اُردوزبان میں جو تلفظ عام رائج ہو جائے اسی کے مطابق تحریر کیا جائے۔ اس کا ایک سبب یہ بھی قرار دیا جاسکتاہے کہ اس طرح یہ الفاظ اُردو لہجے اور تلفظ کے قریب محسوس ہوتے ہیں ان میں اجنبیت کا عنصر مفقود ہو جاتاہے۔ اسی لیے عام چلن کو ترجیح دی گئی ہے لیکن اگر اُردو میں مستعمل انگریزی الفاظ کا بغور مطالعہ کیا جائے تو دو طرح کا رواج نظر آتاہے۔ کچھ الفاظ میں غیر ملفوظی حروف (Silent Letters)اُردو میں بھی تحریر نہیں کیے جاتے جبکہ کچھ الفاظ ایسے ہیں جن میں انھیں شامل کیا گیاہے۔ انگریزی تلفظ کے مطابق تحریر کیے جانے والے چند الفاظ:

انگریزی الفاظ	غیر ملفوظی حروف (Silent Letters)	اُردو میں مستعمل صورت/الفاظ
Honor	H	آنر
Science	C	سائنس
Table	E	ٹیبل
Palm	L	پام
Column	N	کالم
Biscuit	U	بسکٹ
Christmas	T	کرسمس
Psycology	P	سائیکالوجی
Psychiatrist	P	سائیکٹرسٹ

اسی طرح انگریزی تلفظ سے مختلف صورت میں تحریر کیے جانے والے چند الفاظ کی مثالیں دیکھیے:

انگریزی الفاظ	غیر ملفوظی حروف (Silent Letters)	اُردو میں مستعمل صورت
Sign	G	سائن
Debt	B	ڈیبٹ
Paragraph	PH	پیراگراف
Handsome	D	ہینڈسم
Guide	U	گائیڈ

Design	G	ڈیزائن

شق نمبر4:

ایسے انگریزی الفاظ جن کے اُرد و میں نقلِ حرفی مستعمل ہیں ان میں جہاں تک ضروری ہو ، مصوتوں (Vowels) کو شامل کیا جائے۔اُردو میں ان الفاظ کی مثالیں موجود ہیں لیکن انگریزی الفاظ کے بکثرت استعمال کے ضمن میں یہ تاکید ضروری محسوس ہوتی ہے۔چند مثالیں دیکھیے:

انگریزی الفاظ	اُردو نقلِ حرفی
Education	ایجوکیشن
Department	ڈیپارٹمنٹ
Group	گروپ
Exchange	ایکسچینج
Government	گورنمنٹ
Glass	گلاس
Credit	کریڈٹ

شق نمبر5:

انگریزی الفاظ کی اُردو میں مستعمل صورتوں کے دیگر مسائل کے ساتھ واحد سے جمع بنانے میں بھی محتاط رویہ اختیار نہیں کیا جارہا۔ جیسا کہ کتابچے میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ اُردو میں بعض انگریزی الفاظ ایسے ہیں جن کی جمع بناتے ہوئے انگریزی قواعد کے مطابق بنادی گئی ہے جو کہ کسی طور درست نہیں مانی جاسکتی۔ کیونکہ جمع بنانے کے اُردو قواعد اور صرفی ونحوی تقاضے ان سے کلی طور پر مختلف ہیں۔اس لیے انھیں اُردو قواعد کے مطابق تحریر کرنا ہی درست ہے۔ جیسے یونیورسٹی کی جمع انگریزی قاعدے پر یونیورسٹیز کی بجائے اُردو قاعدے کے مطابق یونیورسٹیاں ہو گی۔ اسی طرح

پیراگراف کی جمع پیراگرافز کی بجائے پیراگرافوں کی جائے گی۔ انگریزی مخففات کو اس معاملے میں مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔

ز۔ تنوین:

دو زبر(ً) دو زیر(ٍ) اور دو پیش (ٌ) کی علامت اور آواز کو تنوین کہا جاتا ہے۔ اُردو زبان میں تنوین کا استعمال عربی زبان کی دِین ہے۔ اور اس کا استعمال بھی عربی زبان کے مستعمل الفاظ پر کیا جاتا ہے۔ اُردو میں دو پیش (ٌ) والے الفاظ مستعمل نہیں ہیں۔

شق نمبر1:

تنوین کے متعلق 2022ء کے سفارشات والے کتابچے میں جن نکات کی تفصیل بیان کی گئی ہے وہ بعینہ وہی ہیں جو 1985ء میں شائع ہونے والے سفارشات املا کے کتابچے میں موجود ہیں۔ ماہرین لسان بھی اس حوالے سے باہمی ہم خیال نظر آتے ہیں کہ اُردو میں مستعمل عربی کے ایسے الفاظ جن پر دو زبر(ً) لکھے جاتے ہیں اور آواز "ن" کی طرح ادا ہوتی ہے ان کے آخر میں "الف" (الف) کا اضافہ کر کے اُس پر تنوین لگائی جائے گی۔ مثلاً اتفاقاً، فوراً، عادتاً وغیرہ۔

شق نمبر2:

اسی طرح عربی کے تائے مدورہ (ۃ) پر ختم ہونے والے ایسے الفاظ جو اُردو میں "ہ" سے لکھے جاتے ہیں ان کے متعلق بھی گزشتہ سفارشات والا اصول قائم رکھا گیا ہے کہ اُن پر عربی قاعدے کے مطابق تنوین لگائی جائے گی مثلاً ارادہ سے ارادۃً وغیرہ۔ البتہ اُردو میں مستعمل چند ایسے الفاظ (جن میں الف کا اضافہ کر کے تنوین لگائی جاتی ہے) کی نشاندہی کرتے ہوئے وضاحت کر دی گئی ہے کہ ایسے الفاظ کے دونوں املا درست قرار دیے جائیں گے۔ جیسے نتیجۃً اور نتیجتاً دونوں املا درست ہیں۔

ح۔ امالہ:

اِمالہ کا تصور عربی زبان سے اُردو زبان میں آیا ہے۔ عربی میں اس کا استعمال اور قواعد ایک عرصے سے پختہ ہو چکے ہیں البتہ اُردو زبان میں تاحال اس کے قواعد اختلافی صورت کا شکار ہیں۔ فارسی زبان میں بھی اِمالے کا تصور موجود رہا ہے لیکن اب فارسی تحریر سے مفقود ہو چکا ہے۔

شق نمبر 1:

ایسے الفاظ جو الف (ا) یا ہائے ہوز / مدورہ (ہ) پر ختم ہوتے ہیں، یا پھر اُن کے آخر میں "ہ" ہے لیکن وہ آواز "الف" کی دیتے ہیں۔ ایسے الفاظ کے بعد جب حروف مغیرہ (نے، سے، کو، پر، تک) آجائیں تو ان کا "الف" یا "ہ" باقی نہیں رہتا اُسے یائے تحتانی "ے" سے بدل دیا جاتا ہے۔ اسی سارے عمل کو قواعد کی رو سے "اِمالہ" کہا جاتا ہے۔ مثلاً یہ لڑکا سو گیا ہے۔ کیا اس لڑکے نے کھانا کھالیا؟

پہلے جملے میں اسم لڑکا استعمال کیا گیا جبکہ دوسرے جملے میں حروف مغیرہ "نے" کی وجہ سے لڑکا کا آخری حرف "ا" یائے تحتانی "ے" سے بدل دیا گیا۔ ان جملوں میں لڑکا اور لڑکے دونوں واحد کے صیغے میں ہیں۔ "لڑکے" جمع کے صیغے میں نہیں استعمال ہوا۔ بعض ماہرین کے خیال میں اِمالہ کے عمل سے صوتی تغیر بھی پیدا ہوتا ہے۔ اِمالہ کو چند دوسرے نام بھی دیے جاتے ہیں۔ اس متعلق پروفیسر آسی فیاضی کی رائے دیکھیے کہ: "لغت اور قواعد کی بعض کتابوں میں انصراف کو "اِمالہ" بھی لکھا گیا ہے، اور بعض حضرات اِسے تغیر بھی کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک اس کا سب سے موزوں نام اِنصراف ہی ہے۔ [۱۹] لیکن اُردو زبان و قواعد میں "اِمالہ" زیادہ مستعمل ہے۔ اسی طرح حروف مغیرہ کو حروف عاملہ اور حروفِ ربط بھی کہا جاتا ہے۔ اور یہ نے، سے، کو، پر، تک، میں، کا، کی، کے وغیرہ ہیں۔ اِمالہ کے عمل میں دیکھا جائے تو الفاظ میں جزوی تبدیلی کی جاتی ہے کلی طور پر نہیں۔ اِمالہ کے عمل میں الف یا ہ کو جس "ے" سے بدلا جاتا ہے اُسے یائے تحتانی، یائے معکوس اور یائے مجہول بھی کہا گیا ہے۔ اِمالہ کے لیے کیے جانے والے الفاظ کی جمع یائے مجہول "ے" سے بننا بھی مشروط ہے۔

شق نمبر 2:

سفارش کی گئی ہے کہ شہروں اور مقامات کے نام کے ساتھ اِمالہ کا استعمال کیا جائے گا۔ جیسے بصرے سے، کوفے میں، مکے تک وغیرہ۔ لیکن ساتھ ہی یہ نکتہ بھی پیش کر دیا گیا ہے کہ بعض مقامات کے ناموں کے ساتھ اِمالہ نہیں ہو گا۔ مثلاً آسٹریلیا، امریکا، افریقہ، تینوا وغیرہ۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ماہرین کی بھی اس حوالے سے دو آرا سامنے آتی ہیں۔ بعض حضرات کے مطابق اِمالہ جائز ہے اور بعض اِسمِ عَلم ہونے کی وجہ سے اِمالہ کے استعمال کے حق میں نہیں ہیں۔

سفارشات 1985ء میں یہ جزوی نکتہ تھا اِن سفارشات میں اسے باقاعدہ ایک شق کا درجہ دیا گیا لیکن اختلاف تاحال جوں کا توں واضح کیا گیا ہے کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچ سکے۔

شق نمبر3:

عربی اور فارسی کے اُن الفاظ کے متعلق صراحت سے بیان کیا گیا ہے جن الفاظ کے آخر میں "الف" تو ہے لیکن اُردو میں اُن کی جمع "ے" سے نہیں بنتی۔ ایسے الفاظ کے ساتھ اِمالہ کا استعمال نہیں ہوتا۔ خصوصاً عربی زبان کے ایسے بہت سے الفاظ اُردو میں مستعمل ہیں جو اپنے آخر میں "الف" بھی رکھتے ہیں لیکن اِمالہ کے ضمن میں نہیں آتے۔ جیسے انتہا، ابتدا، ارتقا وغیرہ۔ اس کے علاوہ املا، صحرا، دنیا وغیرہ بھی اسی قبیل/قسم کے الفاظ ہیں۔

اہم ماہرینِ لسان کی آرا بھی اس حوالے سے ایک سی ہیں، جن میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر محمد آفتاب احمد ثاقب، پروفیسر غازی علم الدین وغیرہ سر فہرست ہیں۔

شق نمبر4:

اس شق کے مطابق عربی کے ایسے الفاظ جو "ع" پر ختم ہوتے ہیں اور اُردو میں ان کی آواز "الف" سے ملتی جلتی ادا ہوتی ہے، ایسے الفاظ میں امالہ کیا جاتا ہے۔ جیسے موقع سے موقعے، تنازع سے تنازعے وغیرہ۔

ایسے الفاظ عموماً چار حرفی ہی ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، مولوی عبدالحق، جوش ملیح آبادی، رشید حسن خان جیسے اہم ماہرین کی باہمی رائے یہی ہے کہ ان الفاظ میں "ے" کے اضافے کے ساتھ اِمالہ کیا جائے گا۔ پروفیسر غازی علم الدین نے اس حوالے سے جزوی اختلاف کا اظہار کیا ہے۔ ان کے خیال میں ان لفظوں میں امالے کے ساتھ "ے" بہت مشکل سے زبان پر رواں ہوتا ہے۔ انھوں نے بحر لکھنوی اور عشرت لکھنوی کا حوالہ بھی دیا ہے کہ یہ حضرات یائے مجہول کے اضافے کی بجائے عین کو کسرہ دینا کافی جانتے ہیں۔ گو کہ پروفیسر نے صریحاً اُن کے حق میں رائے نہیں دی لیکن وہ "ے" کے اضافے پر مطمئن نظر نہیں آتے۔ خیر اس حوالے سے اگر عام چلن پہ نظر دوڑائیں تو ان الفاظ میں اِمالہ بھی کیا جاتا ہے اور یائے مجہول کا اضافہ بھی۔ جیسے برقعے میں چھپا وجود، اس مصرعے میں شاعر وغیرہ۔ شمس الرحمن فاروقی کا افسانہ "دو وقوعے" کے نام سے ہے۔

شق نمبر5:

یہ سفارش کچھ ایسے مخصوص مرکبات کے متعلق ہے جن میں امالہ کیے جانے کے لیے مغیرہ کا آنا یا نہ آنا ضروری نہیں، البتہ ان مرکبات کے پہلے جزو کی جمع اُردو کے قواعد کے مطابق یائے مجہول "ے" سے بن سکتی ہے۔ جیسے: ذمے دار، دھوکے باز وغیرہ۔ اُردو زبان میں ان مرکبات کے استعمال اور رائج صورت پر نظر دوڑائی جائے تو کمیٹی کی اس سفارش سے مکمل اتفاق کیا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ کتابچے میں سفارش سے متعلقہ امثال میں ذمے داری بھی لکھا گیا ہے جبکہ تحریر میں مستعمل ذمہ داری ہے۔

شق نمبر 6:

اس شق میں اردو کے کچھ ایسے الفاظ جو "الف" کے ساتھ نون غنہ "ں" یعنی "اں" پر ختم ہوتے ہیں اور ان کی جمع کی صورت "ی" کے ساتھ "ں" یعنی "یں" سے بنتی ہے، ان کے امالہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ان کا امالہ ان کی جمع کے مطابق بنایا جائے گا۔ مثلاً کنواں سے کنویں وغیرہ۔

شق نمبر 7:

اُردو کے ایسے الفاظ کی نشاندہی کی گئی ہے جن کے آخر میں "الف" تو موجود ہے لیکن ان کا امالہ نہیں کیا جاتا۔ ان میں چند رشتے بھی شامل ہیں جیسے دادا، نانا، ابا، چچا، تایا، پھوپھا وغیرہ۔ پروفیسر غازی علم الدین نے اپنی تصنیف "لسانی زاویے" میں ان رشتوں کو ہندی زبان کے رشتے قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ کچھ رشتے امالہ قبول کرتے ہیں۔ جیسے بھانجا سے بھانجے، بھتیجا سے بھتیجے، لڑکا سے لڑکے، بیٹا سے بیٹے وغیرہ۔ دیگر ایسے الفاظ جو آخر میں "الف" رکھنے کے باوجود امالہ قبول نہیں کرتے، اُن میں سنکھیا، پیشوا، لٹیا، دانا وغیرہ شامل ہیں۔ سفارش میں کمیٹی نے مزید وضاحت کی ہے کہ بعض لوگ دادا نے کہا، بابے کا جوتا وغیرہ بولتے ہیں لیکن بابا اور دادا وغیرہ میں امالہ نہ کیا جائے۔ عمومی طور پر یہ فرق لہجے اور ذولسانیت کی وجہ سے بھی پایا جاتا ہے۔ پنجابی زبان میں ان رشتوں کا امالہ کیا جاتا ہے اور پاکستان میں پنجابی بولنے والوں کی کثیر تعداد ہونے کے سبب یہ لسانی تغیرات سامنے آتے رہتے ہیں۔

ط۔ حروفِ تہجی:

کسی بھی زبان کے لیے اس کے حروف تہجی (Alphabet) بنیادی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح اُردو زبان کے حروف تہجی بھی زبان کے ذخیرہ الفاظ، تحریر، تقریر غرض ہر شے کی بنیاد ہیں۔ ان کی تعداد کے حوالے سے بحث ومباحثے کا ایک طویل سلسلہ چلا آتا ہے اور اس ضمن میں تاحال اختلافی پہلو موجود ہیں۔

پروفیسر سید محمد سلیم نے کتاب "اُردو رسم الخط" میں ہندوستان اور پاکستان میں مستعمل خط کے متعلق تفصیلی بحث کرتے ہوئے یہ واضح کیا ہے کہ ایرانی بادشاہوں نے اس خط کے متعارف کروایا اور عربی اور عبرانی زبانوں کے ابجد کے حروف آرامی زبان سے ماخوذ لگتے ہیں۔ انھوں نے 1932ء میں دریافت ہونے والی ایک آرامی تحریر کا حوالہ بھی پیش کیا ہے۔

ان کی تحقیق کے مطابق مغل حکمرانوں نے خطِ نستعلیق کو ہند پاکستان میں رائج کیا اور ان کے مطابق اُردو زبان کے حروف تہجی (39) انتالیس ہیں انھوں نے اس میں ہائیہ آوازوں کو شامل کرنے کی بجائے ہائے ہوز (ہ) کے بعد ہائے دو چشمی (ھ) کو شامل کیا ہے اور ہمزہ (ء) کے بعد "لا" کو بھی شامل کیا ہے۔

انیسویں صدی میں اُردو حروف تہجی کی تعداد زیادہ تر کتب میں چھتیس (36) تحریر کی گئی ہے ہائیہ آوازوں میں اختلافی صورت کی تفصیلی وضاحت پہلے بھی ہائیہ آوازوں کے موضوع میں بیان کی گئی ہے کہ کس طرح عہد بہ عہد ان کی تعداد کم، زیادہ ہوتی رہی ہے۔ حروف تہجی کی تعداد میں مختلف ادوار میں ہونے والی کمی بیشی کا بھی بنیادی سبب یہ ہائیہ آوازیں ہی رہی ہیں۔ اُردو رسم الخط (انتخابات مقالات) کے نام سے 1989ء میں شیما مجید نے ایک کتاب مرتب کی جس میں اُردو رسم الخط کے حوالے سے اہم تحریریں یکجا کی گئی ہیں۔ اسی میں موجود خواجہ محمد صدیق کی تحریر میں انھوں نے اُردو کے حروف تہجی کی تعداد چھپن (56) لکھی ہے انھوں نے پندرہ (15) ہائیہ آوازیں باقی حروف تہجی کے بعد یعنی حرف "ی" کے بعد شامل کی ہیں۔ اس صورتحال سے ہائیہ آوازوں کی حروف تہجی میں درست مقام کی اختلافی صورت کا بھی اندازہ ہو جاتا ہے۔ خواجہ محمد صدیق نے زیر(ِ)، (ً) یعنی اعراب محرکات کو بھی حروف تہجی کا حصہ بنایا ہے۔

گو کہ یہ کوئی نئی بات نہیں اس سے پہلے بھی سید انشاء اللہ خاں نے "دریائے لطافت" میں ان حرکات کو حروف تہجی کا حصہ مانا ہے۔ سید انشاء اللہ خاں انشا نے اپنی اس تصنیف میں ایک جگہ حروف تہجی کی تعداد پچاسی (85) بتائی ہے اور دوسری جگہ ترمیم کر کے کل تعداد اکانوے (91) بتائی ہے۔ زبان اور اس کے حروف کے متعلق اُن کے نظریے میں

وسعت نظر آتی ہے کہ جو چھوٹی سے چھوٹی آواز، علامت، حرکت اُردو زبان میں استعمال ہوتی ہے وہ اسے بھی حروف تہجی کا حصہ گردانتے ہیں۔ "دریائے لطافت" کا پہلا اُردو ترجمہ 1926ء میں شائع ہوا اور پہلا فارسی نسخہ 1916ء میں مولوی عبدالحق نے شائع کیا۔ یعنی یہ اس سے بہت عرصہ پہلے لکھی جا چکی تھی۔ اس کتاب کی تخلیق کے وقت مشرقی زبانوں کو ایک طرف رکھتے ہوئے اگر یورپی زبانوں میں لسانی اصلاحات کا منظر نامہ دیکھا جائے تو فرانسیسی ادب کے ساتھ ساتھ فرانسیسی زبان بھی قابل قدر جانی جاتی تھی۔ فرانسیسی زبان میں سولہویں صدی سے لے کر اٹھارہویں صدی تک ہونے والی مختلف اصلاحات اور ایک مستند اکیڈمی کی لغات نے لسانی حوالے سے زبان کو عہد بہ عہد تبدیلیوں کے مطابق ڈھالا یہی وجہ ہے کہ سب سے پہلے ان کے ہاں لہجے اور تلفظ کی بحث چھڑی اور اس کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے انھوں نے اعراب کو باقاعدہ حروف تہجی کا حصہ مانا۔ صرف یہی نہیں فرانسسی کے حروف تہجی اعراب/حرکات کے ساتھ ساتھ مرکب حروف بھی موجود ہیں جنہیں ''Ligature'' کہا جاتا ہے یہ دو ہیں: AE, CE۔ یہ اُردو حروف تہجی میں مشمول ہائیہ آوازوں کے سے ہی ہیں۔ جیسے اُردو میں ب اور ھ کو ملا کر بھ مرکب حرف بنایا گیا ہے بالکل ویسے ہی A اور E کو ملا کر AE مرکب بنایا گیا ہے۔ پرتگالی زبان میں بھی اعراب حروف تہجی کا حصہ ہیں۔ البتہ یورپی زبانوں کے منظر نامے سے نگاہ ہٹائی جائے تو مشرقی زبانیں بالخصوص عربی، فارسی اور ہندی (سنسکرت) جن سے اُردو زبان نے زیادہ فیض اُٹھایا ہے ان زبانوں میں ہمیں ابھی حروف تہجی میں اختلاف نظر آتا ہے۔ یہی صورتحال اُردو زبان کی بھی برقرار ہے۔

مولوی عبدالحق "قواعدِ اُردو" میں پندرہ (15) ہائیہ آوازیں شامل کرتے ہوئے حروف تہجی کی تعداد پچاس (50) تحریر کرتے ہیں۔ سید احمد دہلوی "فرہنگ آصفیہ" میں حروف تہجی کی کل تعداد پچپن (55) قرار دیتے ہیں۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری نے "اُردو لسانیات" (1975ء) میں اُردو حروف تہجی کی تعداد پینتیس (35) تحریر کی ہے۔ ڈاکٹر گیان چند جین "لسانی مطالعے" (1979ء) میں دس ہائیہ آوازوں کے ساتھ حروف کی تعداد پینتالیس (45) بتائے ہیں۔

نا صرف حروف تہجی کی تعداد میں اختلافی صورت سامنے آتی ہے بلکہ ہائیہ آوازوں کو حروف تہجی میں شامل کرنے کے حوالے سے بھی دو رجحان سامنے آتے ہیں۔ اس کے علاوہ حروف تہجی میں ہائیہ آوازوں کا مقام و نشست کے حوالے سے بھی دو آرا ملتی ہیں اور دونوں کی تائید میں اہم نام شامل ہیں۔ ڈاکٹر محمد سلیم "اُردو رسم الخط" (1981ء) میں ہائے ہوز کے بعد ہائے دوچشمی (ھ) کو شامل کرتے ہیں ہائیہ آوازوں کو نہیں۔ کچھ ایسی ہی صورتحال ڈاکٹر ابو محمد سحر کے ہاں

"اُردو رسم الخط اور املا (ایک محاکمہ)"(1999ء) میں نظر آتی ہے۔ دوہ نہ صرف ہائیہ آوازوں کو حروف تہجی کے طور پر شامل کرنے کے خلاف ہیں بلکہ حروف تہجی میں مفرد حروف کے بعد (ب) مرکب حروف (بھ) کو شامل کرنے کی ترتیب کے بھی شدید مخالفت کرتے نظر آتے ہیں۔ "اُردو لغت "(1988ء) میں اس ترتیب کو اپنانے کی وجہ سے انھوں نے اس لغت کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ اس تمام اختلافی صورتحال کا خاتمہ کرنے کے لیے کمیٹی نے واضح حدِ فاصل قائم کرتے ہوئے متفقہ طور پر اُردو حروف تہجی کی کل تعداد چون (54) طے کی ہے۔ ان حروف میں پندرہ (15) ہکاری یا ہائیہ آوازیں شامل ہیں جن کو متعلقہ حروف تہجی کے مفرد حرف کے بعد ترتیب دیا گیا ہے جیسے:

ب کے بعد بھ

پ کے بعد پھ وغیرہ۔

ہمزہ کو بھی بطور حروف تہجی شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح ن کے بعد نون غنہ "ں" کو رکھا گیا ہے۔۔

اُردو کے اکثر ابتدائی قاعدوں میں الف ممدودہ (آ) پہلے اور بعد میں الف (ا) تحریر کیا جاتا ہے۔ کمیٹی نے اس حوالے سے بھی درستی کی ہے چونکہ الف ممدودہ مرکب حرف کے طور پر دیکھا جاتا ہے تو اسے مفرد حرف یعنی الف (ا) کے بعد شامل کیا گیا ہے۔ لغات یا کسی بھی فہرستِ الفاظ میں الف بائی ترتیب کے حوالے سے ابہام دور کرنے کے لیے مفرد حروف کے بعد مرکب حروف کا اندراج کیا جائے گا۔ اس حوالے سے "اُردو لغت" میں اندراج کی ترتیب کو درست قرار دیتے ہوئے بطور مثال پیش کر دیا گیا ہے۔ اُردو زبان کے حروف تہجی کے حوالے سے اگر ماہرین لسان کے افکار کا جائزہ لیا جائے تو کم و بیش تمام حروف تہجی کی زیادہ تعداد رکھنے کے خلاف ہیں حالانکہ بین الاقوامی سطح کے گراف پر اہمیت رکھنے والی زبانوں میں اس حوالے سے وسعت اور لچک دیکھنے کو ملتی ہے۔ اس ضمن میں صفدر قریشی کی رائے اہم محسوس ہوتی ہے کہ:

> "حروف کی زیادتی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔۔۔۔ حذف و اضافہ کا انحصار مزاج الالسنہ پر ہے۔ ہر زبان غیر مانوس حرف کو حذف اور آساں اور رواں حروف کو اپنانے کی کوشش کرتی ہے۔"(۲۰)

مختصراً حروف کی تعداد بڑھنا کسی بھی زبان کا نقص نہیں بلکہ اس کے زندہ ہونے اور نشوونما پانے کی نشانی ہے۔اس عمل کو زبان کی وسعت کے لیے صحت مند قرار دیا جاسکتا ہے البتہ یہ لازم ہے کہ ان حروف کا زبان میں مضبوط عمل دخل ہو، خواہ مخواہ کا اضافہ یقیناً نقصان دہ ہے۔

ی۔اعراب:

اعراب کا استعمال کسی لفظ میں مخصوص حرفوں پر زور دینے کے لیے کیا جاتا ہے۔اعراب حروف میں ان کی آواز کو تبدیل کرنے یا ہوموفونز کے درمیان فرق کرنے کے لیے جوڑے جانے والے خصوصی نشان بھی قرار دیے جا سکتے ہیں۔اُردو زبان میں اعراب کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ان میں ایک صورت اعراب بالحرکت ہے جس میں زیر(ِ)، زبر(َ)، پیش(ؒ ُ)، تشدید(ّ) وغیرہ شامل کی جاتی ہیں۔اور دوسری قسم اعراب بالحرف جس میں الف ممدودہ، واؤ معروف، یائے معروف وغیرہ شامل ہیں۔لیکن جب بھی اعراب کا نام لیا جائے تو بالعموم اسے اعراب بالحرکت کے معنوں مین ہی لیا جاتا ہے۔

شق نمبر1:

اعراب کے حوالے سے کمیٹی نے زبر(َ)، زیر(ِ)، پیش(ُ)، تشدید(ّ)، نون غنہ کی علامت (ں) تنوین (ً ٍ ٌ ؒ)، کھڑا زبر(ٰ)، کھڑا زیر(ٖ) کا استعمال لازم قرار دیا ہے کیونکہ ان اعراب کے استعمال سے الفاظ کا تلفظ درست ادا ہوتا ہے اور بہت سی صورتوں میں (جیسے مشابہ الفاظ) الفاظ کے درست معنوں تک بھی پہنچا جاتا ہے۔

شق نمبر2:

شق نمبر2 میں یہ تائید کی گئی ہے کہ غیر معروف اور نامانوس الفاظ پر درست اعراب ضرور لگائے جائیں تاکہ طلبا کی درست رہ نمائی ہو سکے۔دیگر زبانوں کی طرح اُردو زبان میں بھی الفاظ میں ایسے حروف پائے جاتے ہیں جن پر کوئی اعراب نہیں ہوتا، انھیں اُردو زبان میں ساکن حروف کہتے ہیں۔اُردو الفاظ تحریر کرتے ہوئے عموماً ایسے حروف پر جزم یا سکون کا نشان لگا دیا جاتا تھا۔چونکہ اب اس کا رواج بہت حد تک متروک ہو چکا ہے اور اس کا استعمال نہ کرنے سے زبان کو کوئی زک نہیں پہنچتا، تو کمیٹی نے اس حوالے سے پابندی ختم کر دی ہے کہ ساکن حروف پر جزم لگانے کی ضرورت باقی

نہیں۔ لیکن یہ تاکید بھی کی گئی ہے کہ ، مشکل الفاظ کے تلفظ کی وضاحت کے وقت طلبا کی سہولت کے لیے نصابی کتب میں ضرور استعمال کیا جائے۔

ک۔ کسرہ و ہمزہ:

یہاں کسرہ و ہمزہ کا مرکبات میں استعمال بالخصوص اور اضافت اور مرکب توصیفی کی صورت میں بیان کیا گیا ہے۔

شق نمبر ا،2:

شق نمبر 1 میں پابند کیا گیا ہے کہ تحریر کرتے ہوئے مرکبات میں کسرہ توصیفی ہو یا اضافت، ہمزہ توصیفی ہو یا اضافی ان کی علامات لگانے کا مکمل اہتمام کیا جائے۔ شق نمبر 2 میں ایک تنبیہ ہے کہ خواہ مخواہ مرکبات میں اضافت کے استعمال سے گریز کیا جائے جو مرکبات اضافت کے بغیر تشکیل پا سکتے ہیں ان کو اس کے بغیر بنا لینا چاہیے۔ جیسے زبانِ قومی کی بجائے قومی زبان۔ جو کہ موزوں بھی ہے اور درست بھی۔

شق نمبر 3:

مرکبات کی اس صورت کے حوالے سے ہمزہ کے استعمال کی سفارشات میں تفصیلی بحث کی جا چکی ہے۔ کتابچے میں موجود ہمزہ کے استعمال (ا) کی شق نمبر 2 کے آخری حصے اور اس شق کے متن میں کچھ خاص فرق نہیں۔ یہاں وہی وضاحت دوبارہ دہرائی گئی ہے کہ اگر مرکب کا جزوِاول الف (ا) یا واؤ (و) پر ختم ہو رہا ہو تو (اضافت یا توصیفی) صورت میں یائے تحتانی (ے) اور ہمزہ (ء) سے بدل دیا جائے گا۔ جیسے دعائے خیر، بوئے گل، علمائے دین وغیرہ۔ البتہ عربی کے "سوء" کے (ے) کے ساتھ نہیں بدلا جائے گا۔ مثلاً سوءِ ظن، علمائے سوء وغیرہ۔ بیشتر ماہرین کی رائے اس حوالے سے یہی ہے۔

شق نمبر 4:

ایسے الفاظ جن کے آخر میں الف یا واؤ کے بجائے "ی" ساکن آئے۔ ان الفاظ کے متعلق اصول واضح کر دیا گیا ہے کہ مرکب اضافی یا توصیفی میں یہ الفاظ شامل ہونے کی صورت میں ان کی "ی" کے نیچے کسرہ (ِ) کا اضافہ کیا جائے گا، ہمزہ نہیں آئے گا۔ مثلاً وادیِ کاغان، آزادیِ وطن وغیرہ۔

رشید حسن خان، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، طالب الہاشمی وغیرہ اس نکتے سے متفق نظر آتے ہیں جبکہ گوپی چند نارنگ اور سردار محمد خان ان الفاظ کے بھی ہمزہ سے مضاف کے حامی ہیں البتہ ان دونوں نے کوئی خاص وجہ اس حوالے سے نہیں تحریر کی۔

شق نمبر5:

شق نمبر 3 کی طرح شق نمبر 5 اور 6 کی وضاحت بھی پہلے ہمزہ کے استعمال میں بیان کی جاچکی ہے کہ مرکب میں جزوِاول کے آخر میں ہائے مختفی/خفی ہونے کی صورت میں ان الفاظ کی ہائے مختفی پر ہمزہ (ء) کا اضافہ کیا جائے گا۔ جیسے مثال کے طور پر دیدہ جاناں، خانہ خدا وغیرہ۔ اور اگر مرکب میں جزوِاول کا آخری حرف ہائے ملفوظ (ہ) ہے تو کسرہ کا اضافہ کیا جائے گا، ہمزہ کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے آہِ سرد، کوہِ ندا وغیرہ۔

ہمزہ کے استعمال والے حصے میں ان شقوق کے متعلق ماہرین کی آراء کے متعلق صراحت سے بیان کیا گیا ہے۔

(سوائے ایک شق کے باقی تمام شقوق پہلے ہی بیان کی جاچکی ہیں تو اس کے لیے دوبارہ الگ سے عنوان بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ اگر بات مرکبات میں اضافت کی صورت کسرہ لگانے کی ہے تو اس حوالے سے کئی غلط الفاظ بھی نظر آتے ہیں۔ جیسے پیشِ لفظ، پسِ منظر، پسِ نوشت، آبِ دیدہ، پیشِ امام وغیرہ۔ جن پر کسرہ اضافت نہیں لکھی جانی چاہیے لیکن یہ اس کے ساتھ رائج ہیں۔ ان کے متعلق بھی کی جانی چاہیے تھی۔

سفارش میں موجود متن میں فقط عربی و فارسی الفاظ سے مل کر بننے والے مرکبات کے متعلق تو قواعد کا تذکرہ ہے جبکہ اس جدید ٹیکنالوجی زدہ دور میں دیگر زبانوں کے الفاظ بھی اضافت کے تعلق سے مرکبات میں باندھے جارہے ہیں۔ جیسے پسِ سکرین، رقبہِ پلاٹ، کمرہِ جماعت، وغیرہ، ان کے مطابق اضافت کے اصول وضع کرنے کے متعلق کوئی سفارش سامنے نہیں آتی۔

ل۔ الفاظ کو ملا کر یا توڑ کر لکھنا:

مرکب الفاظ کے متعلق یہ بات احسن مارہروی، پروفیسر غلام رسول، ڈاکٹر غلام مصطفی، رشید حسن خان، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، ڈاکٹ رفیع الدین ہاشمی وغیرہ مختلف عہد میں کرتے چلے آرہے ہیں کہ جہاں تک ممکن ہو مرکبات میں الفاظ کو الگ الگ تحریر کیا جائے لیکن شرط یہ ہے کہ وہ الفاظ معیوب صورت اختیار نہ کریں۔ 1985ء کی مقتدرہ قومی زبان کی

سفارشاتِ املا میں ایسے مرکبات کی فہرست دو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے جن کو ممکنہ صورت میں الگ الگ لکھنے کی تاکید کی گئی۔ متصل صورت میں لکھنے سے منع کیا گیا۔ سفارشات املا 2023ء کے کتابچے میں فقط یہ مختصر وضاحت کی گئی ہے کہ بامعنی الفاظ سے مل کر بنائے جانے والے مرکبات کو الگ الگ لکھنا بہتر ہے تاکہ دونوں الفاظ کے معنی واضح ہو سکے اور ان الفاظ کا اصل اشتقاق بھی معلوم ہو سکے۔ جیسے خوب صورت، بت کدہ وغیرہ۔ لیکن یہیں پہ اگلے جملے میں اختلاف برقرار رکھتے ہوئے ان مرکبات کو ملا کر لکھنے کو بھی درست قرار دیا ہے۔ نیز کوئی خاص سبب بھی ظاہر نہیں کیا گیا۔

م۔ذ اور ز:

ذ اور ز عمومی طور پر ہم آواز حروف قرار دیے جاتے ہیں یہی سبب ہے کہ اُردو زبان میں ان حروف سے مل کر بننے والے الفاظ کے بیشتر دو املا سامنے آتے ہیں اور ان کے درست املا کی بحث طویل عرصہ سے چلی آرہی ہے۔

شق نمبر 1:

ہمزہ (ء) اور امالہ کے مباحث کے برعکس ذ اور ز کے حوالے سے جو پہلی شق سامنے آتی ہے اس میں ہندی زبان کے ساتھ ساتھ یورپی زبانوں کے دخیل الفاظ کے استعمال کو بھی پیش نظر رکھا گیا ہے ان الفاظ کے متعلق اصول یہ طے کیا گیا ہے کہ ان کو تا حال ذ اور ز دونوں سے لکھنے کی اجازت ہے۔ کمیٹی نے اس سفارش میں ہندی الفاظ کی کوئی مثال پیش نہیں کی البتہ انگریزی الفاظ پریزیڈنٹ (President) اور ریزیڈنٹ (Resident) کی مثال پیش کی ہے حالانکہ ان دونوں الفاظ کے اُردو متبادل موجود ہیں اور یہ دونوں لفظ عام استعمال میں تقریری طور پر کثرت سے مستعمل نہیں تحریری طور پر ان کے اُردو متبادل ہی زیادہ استعمال کیے جاتے ہیں۔

اس شق کے ضمن میں اگر انگریزی الفاظ کے اُردو میں مستعمل میں نقلِ حرفی کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً تمام ایسے الفاظ "ز" سے تحریر کیے جاتے ہیں۔ "ذ" سے تحریر کیے جانے والے الفاظ کی مثالیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے "Z" سے شروع ہونے والے الفاظ کی مستعمل نقلِ حرفی دیکھتے ہیں:

انگریزی الفاظ	اُردو میں مستعمل نقلِ حرفی
Zoology	زوالوجی

Zinc	زِنک
Zone	زون
Zodiac	زوڈیک

اب چند ایسی مثالیں دیکھیے جن میں الفاظ "Z" سے شروع تو نہیں ہوتے لیکن لفظ حرف ""Z'' سے مل کر تشکیل پاتے ہیں اور اُردو میں اُن کی نقلِ حرفی کو "ز" سے لکھا جاتا ہے۔

انگریزی الفاظ	اُردو میں مستعمل نقلِ حرفی
Freeze	فریز
Freezer	فریزر
Pizza	پزا
Puzzle	پزل
Quiz	کوئز
Buzz	بَز

اب اگر یہ نکتہ زیر بحث لایا جائے کہ کمیٹی کی پیش کردہ مثالوں سے ایسے الفاظ پیش کیے گئے ہیں جن میں حرف ''Z'' شامل نہیں بلکہ ''Z'' کی آواز دینے والے حروف کے اشتراک سے وجود میں آتے ہیں جیسے: پریزیڈنٹ (President)، تو معاصر اُردو زبان میں ایسی مثالیں بھی بکثرت ملتی ہیں۔ چند ایسے الفاظ ذیل میں بیان کیے جا رہے ہیں:

انگریزی الفاظ	اُردو میں مستعمل صورت
Business	بزنس
Visa	ویزا
Xylophone	زائلفون

Design	ڈیزائن
Plasma	پلازما
Mussels	مسلز(ایک قسم کا سیپ کا کیڑا)
Surprise	سرپرائز
Museum	میوزیم
Laser	لیزر
Cheese	چیز
Confuse	کنفیوز
Please	پلیز
Exit	ایگزٹ
Tourism	ٹورزم
Prize	پرائز
Functions	فنکشنز

کمیٹی نے سفارش میں دونوں طرح کا املا رائج کرنے کا کوئی باقاعدہ سبب واضح نہیں کیا اور شاید "ز" کے استعمال کی وجہ سے ہی اس بات کا پیشین گوئی کے طور پر اظہار کیا ہے کہ مستقبل میں ایک املا اور وہ بھی "ز" سے رائج ہونے کے قوی امکان ہیں۔

شق نمبر 2:

یہاں ایسی تراکیب کے متعلق بھی بیان کیا گیا ہے جن کو "ز" سے لکھنے کی سفارش کی گئی ہے جیسے: باج گزار، شکر گزار، گزارش، وغیرہ۔ ان الفاظ و تراکیب کے املا کے متعلق یہ کوئی پہلی حتمی رائے نہیں بلکہ گوپی چند نارنگ نے املا نامہ میں، مقتدرہ قومی زبان کی سفارشات املا 1985ء میں بھی ان کے متعلق یہی طے پایا تھا۔ ماہرین کی کثیر تعداد کا اس ضمن

میں اجماع نظر آتا ہے کہ ان تراکیب کا املا "ز" سے ہی لکھا جانا چاہیے۔ احسن مارہروی، ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، پروفیسر غلام رسول، رشید حسن خان، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی وغیرہ کے نام اس حوالے سے اہم ہیں۔

شق نمبر 4،3:

یہ شقیں بھی بعینہ وہی ہیں ذ اور ز کے حوالے سے جو سفارشات املا 1985ء میں بیان کی گئی تھیں البتہ یہ نکتہ قابلِ غور ہے کہ 1985ء میں "ذ" کے ساتھ تحریر کیے جانے والے الفاظ و تراکیب کے متعلق اصول طے پاجانے کے باوجود ان میں سے چند تراکیب ایسی تھیں جن کے دونوں املا 2023ء میں رائج تھے اور تاحال یہ صورتحال برقرار ہے اس حوالے سے ان میں ذرا، راہ گذر اور سر گذشت سرفہرست ہیں۔

ذرا اور زرا کی بحث تو قیامِ پاکستان سے بھی پہلے سے چلی آرہی ہے۔ ذرا اور زرا کا اختلاف اس قدر پیچیدہ رہا ہے کہ اس حوالے سے باقاعدہ اختلافی گروہ موجود رہے ہیں۔ 1906ء میں شائع ہونے والی کتاب "اختلاف اللسان" میں وجاحت صدیقی جھنجھانوی نے اس متعلق مفصل بحث کے بعد جو رائے پیش کی تھی، اُسی سے اس کشیدہ صورتحال کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ:

> "جو لوگ ذرا کو (ز) سے لکھنا پسند کرتے ہیں۔ میرے نزدیک ان کا بلا ذرا والوں سے ذرا ہلکا ہے کیونکہ زبان دہلی کے مقلدین میں ایسا کوئی شخص اب تک نہیں دیکھا گیا۔ جو اس لفظ کا املا (ز) سے پسند کرتا ہو، مگر برخلاف اس کے بعض اہل لکھنؤ ذرا کے حامی اور زرا کے مخالف پائے جاتے ہیں۔"(۲۱)

اسی طرح ڈاکٹر عبدالستار صدیقی، ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے "ذ" سے اس کے املا کو ترجیح دی ہے۔ جوش ملیح آبادی، "ذرا" کو "زرا" لکھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ عام چلن پر نظر دوڑائی جائے تو ذرا، سرگذشت جیسے الفاظ کے حوالے سے یہی کشاکش دکھائی دیتی ہے البتہ شق نمبر 4 میں درج کیے گئے الفاظ و اسماء کا املا بیشتر "ز" سے ہی تحریر کیا جاتا ہے جیسا کہ شق میں سفارش کی گئی ہے۔

شق نمبر 5:

یہ سفارش "ذ اور ز" سے تشکیل پانے والے ایسے الفاظ کی وضاحت ہے جو اپنے معنی میں اختلاف کی بنا پر ذ یا ز سے لکھے جائیں گے۔ مثلاً اگر ہم ذکی بمعنی ذہین لکھنا چاہتے ہیں تو یہ ذال (ذ) سے لکھا جائے گا لیکن وہیں اگر زکی بمعنی پاک استعمال ہو رہا ہے تو "ز" سے تحریر کیا جائے گا۔یہی شرط آذر اور آزر کے استعمال کے متعلق بھی ہے۔

ن۔ ت اور ط:

اُردو میں "ت اور ط" سے لکھے جانے والے الفاظ کے املا میں بھی اُلجھن کا سامنا ہوتا ہے۔ لفظ "طوطا" (پرندے کا نام) ت سے لکھا جانا چاہیے یا "ط" سے۔ اس نکتے پر کافی لے دے ہوتی رہی ہے۔ اسی طرح لفظ "تراوت" کا املا بھی کبھی ط سے تو کبھی ت سے دیکھنے کو ملتا ہے۔ "ط" بنیادی طور پر عربی زبان کا حرف ہے اور ہونا تو یہ چاہیے کہ جب بھی استعمال ہو عربی لفظوں میں کیا جائے فارسی میں نہیں، لیکن یہاں یہ بات آڑے آجاتی ہے کہ فارسی زبان میں بھی عربی کے زیر اثر سے کچھ الفاظ "ط" سے ہی لکھے جاتے ہیں جیسے طپیدن وغیرہ۔

عربی کے بہت سے الفاظ ایسے اُردو میں مستعمل ہیں جو "ط" سے لکھے جاتے ہیں اور عربی زبان کے محسوس بھی نہیں ہوتے جیسے: طیارہ، طرف، اطراف، طلاق، طلب، طعنہ، طرز، اطمینان (عربی میں اطمینان) وغیرہ۔ طلاق، طایف (عربی میں طائف)، طرفہ، طاؤس وغیرہ فارسی میں بھی "ط" سے ہی مستعمل ہیں۔ "ت" اور "ط" کے استعمال کے حوالے سے ہندی الاصل اور یورپی زبانوں کے اسما کے متعلق کتابچے میں 1985ء میں طے پانے والا اصول دوہراتے ہوئے تاکید کر دی گئی ہے کہ ایسے اسما "ت" سے ہی تحریر کیے جائیں گے۔ ان حروف کے حوالے سے جو دو (2) سفارشات پیش کی گئی ہیں وہ سفارشات املا اور موزِ او قاف 1985ء کے کتابچے میں بھی ہو بہو اسی طرح موجود ہیں کہ

i. ۔ طوطا، طشت، طشتری، غلطاں وغیرہ "ط" سے لکھے جائیں گے۔

ii. لفظ تراوت، تیار، تیراک وغیرہ "ت" سے تحریر کیے جائیں گے۔

س۔ نون غنہ:

نون غنہ کی ابتدا میں بھی یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ یہ سفارشات املا 1985ء کے ہی مندرجات ہیں۔ نون غنہ کے حوالے سے پہلی دونوں سفارشات 1985ء میں شائع کی گئی سفارشات سے لی گئی ہیں۔

شق نمبر 1:

ایسے الفاظ جن میں نون غنہ کی آواز کے درست مقام کی بابت اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ان الفاظ کا ایک مستقل املا رائج ہو چکا ہے تو اسی املا کو درست تصور کیا جائے گا۔ جیسے پاؤں، گاؤں، مہنگائی، مہندی وغیرہ۔ گوپی چند نارنگ کا ان املا کے متعلق اتفاق پایا جاتا ہے جبکہ رشید حسن خان کے ہاں اختلاف سامنے آتا ہے۔ اگر کمیٹی کے متفقہ نکتے کو دیکھا جائے تو بجا طور پر یہ مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اُردو زبان میں ان الفاظ کے انھی املا کا بڑے پیمانے پر چلن ہے اس لیے اس املا کو بغیر کسی ٹھوس وجہ کے مسترد کرنا موزوں نہیں ہے۔

شق نمبر 2:

اس سفارش میں چند ایسے الفاظ نمایاں کیے گئے ہیں جن کے دونوں املا درست قرار دیتے ہوئے برقرار رکھے گئے ہیں۔ ان الفاظ میں کیچوا/ کینچوا، موچھ / مونچھ، سپولیا/ سنپولیا/ جھوک، جھونک وغیرہ شامل ہیں۔ لیکن ان الفاظ کے دونوں املا درست قرار دینے کا کوئی سبب، کوئی دلیل بیان نہیں کی گئی۔

شق نمبر 3:

یہ شق باقی شقوں سے اس لیے الگ ہے کہ اس کو موجودہ کمیٹی نے تجویز کیا ہے۔ سفارشات 1985ء میں یہ سفارش موجود نہ تھی۔ طلبا اور قاری کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے نون غنہ والے تمام الفاظ جن میں نون غنہ کو ملا کر لکھا جاتا ہے۔ اُن الفاظ میں نون غنہ پر باقاعدہ اُلٹے جزم (ٚ) کا نشان لگایا جائے تاکہ نون غنہ (ں) اور نون (ن) میں فرق کیا جاسکے۔

نون غنہ کی سفارشات کے ساتھ ہی سفارشات املا 2022ء کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ان کے بعد اُردو کے حروف تہجی کی تعداد و ترکیب کو ایک بار پھر سے واضح کیا گیا ہے۔ مجموعی طور پر ان سفارشات میں املا کے مسائل کے مناسب حل تجویز کرنے کی کامیاب کوشش کی گئی ہے۔

حوالہ جات

1. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا 2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص53
2. شوکت سبزواری، ڈاکٹر، اُردو لسانیات، انجمن پریس، کراچی، اشاعت اول1966ء، ص99
3. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا 2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص54
4. نور عالم خلیل امینی، مولانا، حرف شیریں، ادارہ علم و ادب، افریقی منزل قدیم، یوپی، گیارھواں ایڈیشن مئی 2011ء، ص68
5. سہیل بخاری، ڈاکٹر، اُردو رسم الخط کے بنیادی مباحث، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول جون 1988ء، ص35
6. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا 2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص52
7. فیض احمد فیضؔ، نسخہ ہائے وفا، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1989ء، ص67
8. ایضاً، ص265
9. رشید حسن خان، اُردو کیسے لکھیں (صحیح املا)، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، اپریل1984ء، ص84
10. محمد آفتاب احمد ثاقب، ڈاکٹر، اُردو قواعد واملا کے بنیادی اُصول (خصوصی مطالعہ)، نقش گر، راولپنڈی، دوسری اشاعت دسمبر2006ء، ص40-41
11. ایضاً، ص59
12. روزنامہ، نوائے وقت، اسلام آباد، 10مئی2024، ص1
13. روزنامہ، دنیا، اسلام آباد، 10مئی2024ء، ص1

14. محمد سلیم، سید، پروفیسر، اُردو رسم الخط، ادارۂ فروغِ قومی زبان، اسلام آباد، 2021ء، ص43

15. احمد دہلوی، سید، مولوی، فرہنگِ آصفیہ (جلد چہارم)، مرکزی اُردو بورڈ لاہور، اگست 1988ء، ص 661

16. ابو محمد سحر، ڈاکٹر، اردو رسم الخط اور املا ایک محاکمہ، مکتبۂ ادب، بھوپال، فروری 1999ء، ص 51

17. عبدالقادر سروری، پروفیسر، مشمولہ، لسانی زاویے از پروفیسر غازی علم الدین، مثال پبلشرز، فیصل آباد، 2021ء، ص105

18. سہیل بخاری، ڈاکٹر، حروف کا تبادل اور سکون اول کا مسئلہ، مشمولہ اردو املا و قواعد (مسائل و مباحث) از ڈاکٹر فرمان فتحپوری، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، جون 1990ء، ص83

19. آسی ضیائی، پروفیسر، درست اُردو، ادارہ معارفِ اسلامی، لاہور، 1999ء، ص80

20. صفدر قریشی، وَحدتُ اللسان (جلد دوم)، فیض الاسلام پرنٹنگ پریس، راولپنڈی، 2000ء، ص 41

21. وجاہت حسین، وجاہت صدیقی جھنجھانوی (مؤلفین)، اختلاف اللسان، رفاہ عام اسٹیم پریس، لاہور، 1906ء، ص50

باب سوم

املا کے ضمن میں کانفرنس کے مباحث کا تجزیہ

سفارشاتِ اُردو املا 2022ء کے کتابچے کے مطالعے سے ثابت ہوتا ہے کہ نہ صرف سفارشات از خود بلکہ کتابچے میں موجود پیش لفظ، کانفرنس کی روداد بھی اُردو املا کے مسائل کے ضمن میں اہم نکات کا خلاصہ ہیں۔

روداد میں ماہرینِ زبان اور دیگر متعلقہ شخصیات نے املا کی صورتحال کے متعلق کئی اہم نکات کی طرف توجہ مبذول کروائی ہے جن سے نشاندہی کے باوجود سفارشات میں صرفِ نظر کیا گیا ہے حالانکہ عصرِ حاضر کے آئینے میں دیکھا جائے تو اُن نکات کی اہمیت مسلم ہے۔ اس باب میں ایسے ہی چند مباحث کا تجزیہ پیش کیا جائے گا جن کا تذکرہ ہمیں کانفرنس کی روداد کے حوالوں میں ملتا ہے۔

الف۔ برقیاتی ذرائع ابلاغ اور اُردو املا:

عصرِ حاضر میں کسی بھی زبان میں تبدیلی پیدا کرنے والے عوامل کو دیکھا جائے تو برقیاتی ذرائع ابلاغ یا الیکٹرانک میڈیا کے مقابلے میں دیگر عوامل ثانوی حیثیت اختیار کر چکے ہیں۔ اس لیے زبان کی معیار بندی کے حوالے سے ان ذرائع ابلاغ کی اہمیت کو کسی طور نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ذرائع ابلاغ لسانی استعمال کے تمام پہلوؤں کی عکاسی بھی کرتے ہیں اور عوام کے لیے زبان کی بہت سی اقسام بھی دستیاب کرتے ہیں۔ بغور جائزہ لیا جائے تو جدید برقیاتی ذرائع ابلاغ کسی بھی ملک کی زبان، تہذیب و ثقافت کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔

> “The standardization process is necessarily an ongoing one for living languages. The standardization process is also obviously one that attempts either to reduce or to eliminate diversity and variety. However, it would appear that such diversity and variety are 'natural' to all languages, assuring

them of their vitality and enabling them to change" [1]

دور حاضر میں جہاں عام آدمی بھی مذہب، سیاست، سائنس، ادب حتیٰ کہ زبان کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لیے بھی برقیاتی ذرائع ابلاگ کی طرف رجوع کرتا ہے وہیں ان سے حاصل کی گئی معلومات پہ مکمل بھروسا بھی کرتا ہے۔ اس بات سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ ذرائع ابلاغ زبان کے ابلاغ، تغیر پذیری اور معیار بندی میں کس درجہ اہم ہیں۔ ان ذرائع ابلاغ میں ٹیلی وژن، ریڈیو اور بالخصوص سوشل میڈیا کے پلیٹ فارم سر فہرست ہیں۔ انٹرنیٹ کے ساتھ ان برقیاتی ذرائع ابلاغ نے عوام کو یہ موقع فراہم کیا ہے کہ وہ پوری دنیا میں عوامی سطح پر قومی زبان میں اپنی بات کا اظہار کر سکیں لیکن اسی سبب آج زبان کو عوام کے مسلسل بدلتے ہوئے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے نئی اور انقلابی تبدیلیوں کا سامنا ہے۔ ان ذرائع ابلاغ نے زبان اور بالخصوص اُردو زبان کی معیار بندی کے لیے جو خدشات پیدا کر دیے ہیں ان کے متعلق 2022ء کی املا کی کانفرنس میں ڈاکٹر رؤف پاریکھ نے خطبہ استقبالیہ میں اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ:

> "اہل علم کا خیال تھا کہ عصر حاضر میں صحتِ زباں اور صحت املا کے جن معاملات پر سوالات موجود ہیں اور جنھیں برقیاتی ذرائع ابلاغ نے مزید اُلجھا دیا ہے، ان پر از سرِ نو غور و فکر کی ضرورت ہے۔" [۱]

مقابلے کے جدید دور میں برقیاتی ذرائع ابلاغ املا کے بارے میں کم محتاط ہیں وہ صرف مختصر اور تیز تر انداز میں بات مکمل کرنا چاہتے ہیں۔ اختصار کی سہولت حاصل کرنے کو الفاظ کی درست شکل کو بگاڑا جا رہا ہے۔ ٹیلی وژن کی نشریات میں بہت سے ایسے الفاظ تحریر میں مستعمل ہوتے جا رہے ہیں جن کا درست املا بالکل الگ ہے۔ خاص طور پر مرکبات کے معاملے میں یہ بے احتیاطی نظر آتی ہے۔ بہت سے ایسے الفاظ جو الگ الگ لکھے جانے چاہیں ان کو املا کے لکھ دیا جاتا ہے اور اکثر چینل پہ اُن کی یہ صورت مستقل استعمال میں دکھائی دیتی ہے۔ اے آر وائی کے چینل پہ پیش کردہ ایسی چند مثالیں دیکھیے:

i. "ججز کمیٹی نے نظر ثانی درخواستیں تعطیلات کے بعد مقرر کرنے کی منظوری دیدی۔" [۲]
ii. "پی ٹی آئی نے چیف جسٹس **کیخلاف** ابھی تک ریفرنس دائر کیوں نہیں کیا؟" [۳]

نئی نسل اُردو زبان کے نفیس و شائستہ اسلوب سے قطعی طور پر بے بہرہ نظر آتی ہے۔ نت نئی اختراعاتِ بد رواج پا رہی ہی۔ برقیاتی ذرائع ابلاغ صارفین کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لیے اشتہارات میں بھی اُردو رومن رسم الخط میں لکھی جانے لگی ہے۔ ٹیلی وژن میں دکھائے جانے والے اشتہارات میں سے فیئر اینڈ لولی (جس کا جدید نام Glow & Lovly) رکھا گیا ہے کے اشتہار میں تمام مکالمے کو ناظرین کی سہولت کے لیے نیچے سکرین پر رومن اُردو میں بھی لکھا دکھایا جاتا ہے۔ اسی طرح آج کا Lifebuoy Shapmoo کے اشتہار میں یوں لکھا ہوا آتا ہے:

"Up to 5x mazboot ball, pyaar ke saath"

اسی طرح یوفون (Ufone) سم کے نئے اشتہار میں مشہور کرکٹر بابر اعظم کے مکالمہ ادا کرنے کے ساتھ ہی "Data Boohoat ha" لکھا ہوا دکھایا جاتا ہے یعنی صریحاً رومن اُردو کو ترجیحاتی بنیادیں فراہم کی جا رہی ہیں۔

اسی طرح اُردو زبان کے بول چال اور تحریر میں ایک اور روش بہت عام دیکھنے میں آ رہی ہے۔ اُردو زبان کے جملے میں بڑھتے ہوئے انگریزی الفاظ نے یہ سمجھنا مشکل کر دیا ہے کہ اسے اُردو زبان کہا جائے یا انگریزی۔ اس میں بھی دو صورتیں دیکھنے کو ملتی ہیں بعض اوقات انگریزی الفاظ کی اُردو رسم الخط میں نقل حرفی استعمال مستعمل نظر آتی ہے اور بعض جگہ پہ اس زحمت سے بھی بچتے ہوئے براہ راست انگریزی الفاظ جوں کے توں جملے میں تحریر ہوتے ہیں۔ جو نامانوس اور بھدے بھی معلوم ہوتے ہیں لیکن اس تیز رفتار مقابلے کے دور میں کسی لفظ کی تصحیح کی اُلجھن میں پڑنے سے گریز کو آسان تصور کیا جا رہا ہے۔ یہ دونوں صورتیں زبان کے لیے تشویش ناک صورتحال ہیں۔ ڈاکٹر عطش درانی نے ایسے الفاظ اور ان کے زبان میں استعمال کو اُردش (Urdish) کا نام دیا ہے۔ ان کے مطابق:

"اُردو میں انگریزی کی آمیزش کے حوالے سے "اُردش" بھی کہا جاتا ہے لیکن کیا کیجیے کہ زبانیں اسی طرح ترقی کی منزلوں کی طرف بڑھتی ہیں۔ مستقبل کی اردو کچھ ایسی ہی بنتی نظر آ رہی ہے۔"(۴)

سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارم کے حوالے سے دیکھا جائے تو پاکستان میں باقاعدہ تحریری مواد زیادہ تر بلاگ (Blog) کی صورت شیئر کیا جاتا ہے یا فیس بک (Facebook) پر پوسٹ کرتے ہوئے۔ چیدہ چیدہ صورتحال کا

مطالعہ کیا جائے تو لگ بھگ یہاں بھی وہی تمام مسائل زبان کو در پیش ہیں جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ذیل میں چند بلاگ میں سے مرکبات کی غلط صورتوں کی مثالیں الگ کی گئی ہیں:

i. "یہ شاعری ہے، **اعلادرجے** کا تخلیقی ادب ہے۔"(۵)

ii. "آپ کونسے عقوبت خانے میں **پابہ جولاں** ہیں۔"(۶)

اسی طرح فیس بُک (Facebook) کے پلیٹ فارم سے چند نمونے دیکھیے:

i. "بنگلہ دیش میں **کوٹہ سسٹم کیخلاف** احتجاج پورے ملک میں پھیل گیا۔"(۷)

ii. "بالکل ویسے ہی ان کو کینیا میں قتل کروایا **جائیگا**"۔(۸)

اسی طرح بڑے اداروں اور ٹی وی چینل کے فیس بُک پیج (Facebook page) پہ کسی بھی طرح کی تفصیلات بڑی تعداد میں "اُردش" میں لکھے دکھائی دیتے ہیں۔ جیو چینل کے جیو ڈرامہ کے پیج، اے آر وائی ڈرامہ/زندگی، ہم ٹی وی کے فیس بک پیج پر نشر کی جانے والی ڈرامہ سیریز کی ویڈیوز کے ساتھ رومن اُردو میں تفصیلات تحریر کی جارہی ہیں۔ اور جو چند جملے اُردو زبان کے نستعلیق رسم الخط میں لکھے نظر آئیں اُن میں املا کی درستی کی حالت انتہائی ناقص ہے حالانکہ کہ پاکستان میں چلنے والے اہم اور نامور چینل میں سے ہیں۔

صرف یہی نہیں فیس بُک پر موجود بہت سے اُردو زبان کے حوالے سے پیج page متحرک ہیں جن پر زبان کے باقی مسائل کے ساتھ املا کے حوالے سے بھی مباحث نظر آتے ہیں۔ جیسے اُردو سرائے، اُردو املا و تلفظ، اپنی اُردو زبان، بزمِ اُردو وغیرہ۔ ان گروپوں میں زبان کے متعلق مباحث سے وسعت پیدا کی جارہی ہے اور یہ بحث املا کے مسائل کے متعلق جانبدارانہ رویہ اور گروہ بندی املا کے مسائل کی اختلافی صورت کو برقرار رکھے ہوئے ہے۔ اس لیے لفظ طوطا/توتا، ذرا یا زرا، جنھیں یا جنہیں کے مباحث کے ساتھ دونوں طرح کے املا مستعمل نظر آتے ہیں۔ جہاں برقیاتی ذرائع ابلاغ کی ساخت، املا، رسم الخط پر اس قدر اثر انداز ہو رہے ہیں وہیں زبان کے حوالے سے حکومتی ادارے "ادارہ فروغِ قومی زبان/مقتدرہ قومی زبان" کے پیج پر ایسی کوئی مستعد کاروائی نظر نہیں آتی۔ مختلف کانفرنس کے اراکین کی تصاویر اور کمیٹیوں کے نام تو پوسٹ کیے جاتے ہیں لیکن سفارشات و نتائج کے متعلق تفصیلی پوسٹ لگانے میں سستی دکھادی جاتی ہے۔

ب۔اُردواور دیگر پاکستانی زبانیں:

ماہر لسانیات نے اُردوزبان ک تیسری سب سے زیادہ بولی جانے والی زبان قرار دیا ہے۔اُردوزبان پاکستان کی قومی زبان ہے لیکن پاکستان کے علاوہ بھارت، برطانیہ،امریکہ، سعودی عرب اور بنگلہ دیش میں بھی اُردو بولنے والوں کی تعداد کم نہیں۔

اعداد وشمار کو دیکھا جائے تو پاکستان کی صرف 7% آبادی اُردو کو بطور مادری زبان بولتی ہے لیکن اس حقیقت کو نہیں جھٹلایا جاسکتا کہ اُردوزبان پورے ملک میں رابطے کی زبان ہے۔پاکستان کے ہر خطے میں اُردو بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ پاکستان کثیر اللسانی ملک ہے اسی سبب ہر خطے کا فرد بیک وقت دو سے تین زبانوں کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔ نتیجتاً ہر خاص و عام اپنی علاقائی زبان کے ساتھ ساتھ اُردوزبان کا بولنے والا ہے۔اس کثیر اللسانی معاشرے میں اُردوزبان کا استعمال معروضی حالات میں لسانی ضرورت ہے۔ 2022ء میں ایتھنولوگ (Ethnologue) نے پاکستان کی قائم شدہ زبانوں کی جو فہرست پیش کی ہے اسکے مطابق ستتر)(77)زبانیں موجود ہیں جن میں سے اڑسٹھ (68)مقامی اور نو(9) غیر مقامی ہیں۔ قومی زبان کے ہونے کے سبب اُردوزبان کا مقامی زبانوں سے مضبوط رشتہ استوار ہے۔اگر تحقیق کو دیکھا جائے تو ماہرین زبان کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اُردواور دیگر پاکستانی زبانوں میں گرائمر اور نحو کے معمولی اختلاف ہیں۔ پروفیسر پریشان خٹک کی مرتب کردہ "لسانی رابطہ" میں اُردواور دیگر علاقائی زبانوں کے مشترک الفاظ کی طویل فہرست اس بات کا ثبوت ہے۔

الفاظ کہ حوالے سے مطالعہ کیا جائے تو اُردزبان میں لسانی انجذاب کا عمل ہر دور میں جاری رہا ہے۔مختلف بولیوں اور زبانوں کے امتزاج سے الفاظ جنم لیتے رہتے ہیں۔اس کی تازہ ترین مثال اُردو کے جملوں میں پنجابی زبان کے محاورے "وڑ گیا" کا بکثرت استعمال ہونا ہے۔جدید برقیاتی ذرائع ابلاغ کی بدولت چند دنوں میں یہ محاورہ زبان زدِ عام ہوا اور تحریری مواد کا حصہ بننے لگا۔فقط اُردوزبان ہی نہیں بلکہ ہر بڑی زبان کسی نہ کسی حد تک علاقائی تنوع سے مزین ہوتی ہے۔انگریزی زبان ہو یا چائنہ کی زبان،سب علاقائی تنوع کی بدولت ہی مختلف لہجوں اور لغت کی مالک ہیں۔

زبان کی بوقلمونی ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے۔ یہ بات واضح ہے کہ مختلف انسانی گروہ اپنے پیشے،ماحول اور مذاق کے مطابق کس قدر مختلف لسانی رجحانات رکھتے ہیں۔سماج کی طبقاتی تقسیم کے ساتھ ساتھ زبان کے بھی سماج میں مختلف

طبقے ہوتے ہیں جیسے دھوبی، نائی، کسان، اعلیٰ افسران، فن کار وغیرہ مخصوص محاورے اور اسالیب بیان رکھتے ہیں۔ جب معاشرے میں کثیر اللسانیت کی بات کی جائے اور زبان کی رنگارنگی کو علاقے یا خطے کی بنیاد پر دیکھا جائے گا تو اس کا یہ عالم ہے کہ ایک ہی شخص مختلف اوقات میں مختلف زبانیں بولتا ہے۔ لیکن زبان کی معیار بندی کے حوالے سے این۔ ولسن (N.Wilson) کے مطابق لکھی گئی زبان کو معیاری ورائٹی قرار دیا جائے گا جو کچھ حد تک ریگولرائزیشن سے گزری ہوتی ہے۔اس نے گرائمر اور لغت کو بطور مثال پیش کیا ہے۔اُردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کے حوالے سے دیکھا جائے تو بجا طور پر انھیں تحریری صورت میں اُردو زبان کا حصہ دیکھا جا سکتا ہے۔ جیسے:

i. حمام کے بازو میں سُنار کی دکان ہے۔

ii. محبت اور جنگ میں سب چلتا ہے۔

ان جملوں میں بازو میں، چلتا ہے جیسے الفاظ ہم عموماً سنتے اور تحریر کرتے ہیں۔ یہ الفاظ مقامی زبانوں کا حصہ ہیں اور وہیں سے اُردو زبان کا حصہ بن گئے۔ اُردو محاورے کو دیکھا جائے تو یہ برج بھاشا، دکنی اور پنجابی کی آمیزش سے تیار ہوا ہے۔ اُردو نے سرائیکی، پشتو، پنجابی کے بیشتر اثرات قبول کیے ہیں یہی وجہ ہے کہ اُردو اور پاکستان کی زبانوں کے قواعد ہم آہنگ ہیں، ذخیرہ الفاظ بھی کسی حد تک مشترک ہیں۔اسی سلسلے میں ڈاکٹر فرمان فتح پوری کی رائے یہ ہے کہ:

> "اُردو کا صوتی نظام، اس کے جملوں کی ساخت، قواعد کے بیشتر اصول اور بول چال کا لب و لہجہ، سب پر مقامی اثرات کا غلبہ ہے۔۔۔۔اس نے عربی، فارسی، ترکی اور انگریزی سب سے حسب ضرورت فائدہ اٹھایا ہے اور باہر کی زبانوں کے بے شمار الفاظ اپنے اندر جذب کر لیے ہیں، لیکن یہ انجذاب، کیفیت کے اعتبار سے ہمیشہ علاقائی یا مقامی زبانوں سے متاثر رہا ہے۔"[۹]

اُردو زبان میں ان اثرات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اُردو زبان کی پاکستانی زبانوں نے نہ صرف ذخیرہ الفاظ میں اضافہ کیا بلکہ نحوی سطح پر بھی کئی اشتراکات موجود ہیں۔ چند ایک زبانوں میں اشتراکات بطور مثال پیش کیے جاتے ہیں۔

پنجابی اور اُردو کے مشترک عناصر:

پنجابی اور اُردو کے حروف تہجی میں کوئی فرق نہیں۔ دونوں زبانوں کا رسم الخط بھی ایک سا ہے۔ فعل، ماضی، حال اور مستقبل کے اُصول دونوں زبانوں میں تقریباً ایک جیسے ہیں۔ یہاں تک کہ فعل امر کا قاعدہ دونوں زبانوں میں ایک ہے۔ بیشتر پنجابی کے محاورات اُردو زبان میں بھی ایک سے معنوں میں مستعمل ہیں جیسے دن دھاڑے، ہلنا جلنا، پھڈا کرنا وغیرہ۔ اسی طرح الفظ میں چپل، چیز، چاقو، جلوس، جگر، جشن، جنگل، تہمت، تیاری وغیرہ جیسے بے شمار الفاظ ہیں جو دونوں زبانوں ایک جیسے املا اور معنوں میں تحریر کیے جاتے ہیں۔

اُردو اور سندھی کے اشتراکات:

سندھی اور اُردو زبان دونوں زبانوں میں قواعد کی رو سے زبان کو تین حصوں (اسما، افعال، حروف) میں سمجھا جاتا ہے۔ سندھی زبان میں بھی ایسے الفاظ موجود ہیں جن کے آخر میں "ی" مونث کے لیے آتی ہے اور اُردو زبان میں بھی۔ مثلاً نوکری، گاڑی وغیرہ۔ سندھی زبان میں جن عربی الفاظ کے آخر میں "ت" ہو تو وہ مونث سمجھے جاتے ہیں۔ مثلاً عزت، قدرت وغیرہ۔ دوسری طرف اُردو زبان میں بھی یہی اصول ہے۔ ذخیرہ الفاظ کے حوالے سے دیکھا جائے تو بھی احتجاج، آفت، آشنائی، توفیق، آلو بخارا، عدد، علاوہ، عشق، ٹائپ، غضب، غفلت جیسے بہت سے الفاظ ہیں جو اُردو اور سندھی زبان میں مشترک ہیں۔

اُردو اور بلوچی زبان میں مشترک عناصر:

اُردو کی طرح بلوچی بھی خط نستعلیق میں لکھی جاتی ہے۔ دونوں زبانوں میں بہت سے مشترک الفاظ ہیں۔ مثلاً گوشت، رشوت، خیرات، عید، عیسائی، موچ، سوالی، سوج، رسید، سول جج، مرضی وغیرہ

اسی طرح سرائیکی زبان میں مرکب بنانے کے اُصول اُردو جیسے ہی ہیں۔ جو مذکر "آ" پہ ختم ہو اس کی تانیث "ی" لگا کر بنائی جاتی ہے یہی اصول تذکیر و تانیث کے حوالے سے اُردو میں بھی موجود ہے۔ دیگر پاکستانی زبانوں کا بھی اُردو زبان کے ساتھ ایسا ہی تعلق استوار ہے۔ بظاہر یہ زبانیں الگ الگ علاقوں کے ساتھ مخصوص کر دی گئی ہیں لیکن اُردو زبان کے ساتھ یہ ہر طرح سے مربوط دکھائی دیتی ہیں۔ اُردو زبان کے ساتھ ان کے لین دین کے سبب زبان کی معیار بندی کے

حوالے سے ان کے الفاظ کی مستعمل صورتوں کا جائزہ لینا انتہائی اہم ہے۔ گو کہ سفارشات میں اس حوالے سے کوئی پیش قدمی دکھائی نہیں دیتی لیکن کانفرنس کی روداد میں پروفیسر فتح محمد ملک کی ان الفاظ میں تائید ملتی ہے:

"ادارہ فروغ قومی زبان اُردو تک محدود نہ رہے بلکہ دیگر پاکستانی زبانوں کو وسیع النظری اور وسیع القلبی کے ساتھ قبول کرے اور ان کے الفاظ اور بولیوں کو اُردو کے قالب میں ڈھالے۔(۱۰)

پروفیسر فتح محمد ملک نے یہ تائید اور ضمن میں کی ہے لیکن انھوں نے اراکین کی توجہ ضرور غیر ملکی زبانوں کے علاوہ پاکستانی زبانوں کی طرف مبذول کروائی ہے۔

ج۔ اُردو اطلاعیات:

جدید ٹیکنالوجی کے اس دور میں جہاں زندگی کے دیگر شعبوں میں نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں وہیں الیکٹرانک میڈیا نے روایتی میڈیا کے طرزِ ابلاغ کو مکمل طور پر بدل کر رکھ دیا ہے۔ برقیاتی ذرائع ابلاغ کے جدید ٹیکنالوجی سے ہم آہنگ ہونے کے بعد ابلاغ عامہ اور ذرائع ترسیل میں بلا کی تیزی دیکھنے کو ملتی ہے۔ اب وہ دور کہیں بھی باقی نہیں رہا جس میں دنیا کے کسی دوسرے ملک کی خبر حاصل کرنا ناممکن سا لگتا تھا۔ عصر حاضر میں انٹرنیٹ کی سہولت اور موبائل فون پر آئے روز نئے نئے متعارف کروائے جانے والے سوشل نیٹ ورک کے پلیٹ فارم نے کسی بھی اطلاع یا خبر کو دنیا کے ہر کونے میں پہنچانا آسان تر بنا دیا ہے۔

موجودہ ذرائع ابلاغ نے دنیا میں ربط و تعلق کی ایک الگ فضا قائم کر دی ہے۔ کسی بھی خبر کو آناً فاناً دنیا میں پھیلانے میں سوشل نیٹ ورکنگ میڈیا کا بڑا اہم کردار ہے۔ یوٹیوب (Youtube)، ٹیوٹر (Twitter)، فیس بک (Facebook)، انسٹا گرام (Instagram)، ٹک ٹاک (Tiktok) وغیرہ جیسے پلیٹ فارم نے دنیا کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے افراد کو ایک ہی اطلاعاتی پلیٹ فارم پہ لا جمع کیا ہے۔ اطلاعات کے نظام کو تیز تر اور حیرت انگیز بنانے والے ان ذرائع نے کسی بھی خبر کی تہ تک پہنچنا کسی عام آدمی کے لیے بھی آسان بنا دیا ہے۔

کسی بھی ملک کے ٹیلی وژن چینل کی خبروں کی تشہیر کے حوالے سے ملکی قوانین کی پیروی کرنے کے پابند ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ بہت سی ایسی خبروں کی اطلاع عوام تک نہیں پہنچاتے جو ملکی یا متعلقہ سیاسی ایجنڈے کے مفاد میں نہ ہو۔ لیکن یہ سوشل میڈیا پلیٹ فارم ایسی کسی حد بندی سے آزاد ہوتے ہیں اس لیے آج کل ہر قسم کی مثبت و منفی خبروں کا منبع انہی پلیٹ فارم کو جانا جاتا ہے۔

ان پلیٹ فارمز کی موجودگی اور خبروں کے ذرائع میں آئے روز اضافے نے مقابلے کی فضا پیدا کر دی ہے۔ سب سے پہلے خبر پہنچانے اور نئی خبر کے لے ناظرین کی توجہ ہمیشہ اپنی جانب کھینچے رکھنے کے چکر میں ہر ٹیلی وژن چینل اور ڈیجیٹل چینل جلد از جلد خبر کی تشہیر کرنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ انھیں خبر کے تصدیقی ذرائع کے مستند ہونے، نہ ہونے، خبر میں موجود الفاظ کا املا درست ہونے یا نہ ہونے سے کوئی سروکار باقی نہیں رہ گیا۔

الفاظ کو غلط بولنا، غلط ہجے تحریر کرنا، کسی دوسری زبان میں خبر ہونے کے سبب اُسے اُردو میں ترجمہ کرتے ہوئے درست الفاظ کا انتخاب نہ کر پانا یہ سب عام ہوا چلا جارہا ہے۔ اُردو اطلاعیات کے معاملے میں املا کی معیار بندی کے ضمن میں دیکھا جائے تو عصر حاضر میں رواج پاتی صحافتی زبان، اشتہارات کی زبان، گیت اور مختلف تحریری مواد میں الفاظ کے درست املا کے استعمال کی اہمیت کو کلی طور پر نظر انداز کیا جارہا ہے۔ عوام زبان کی معیاری قسم کے بنیادی صوتیات، نحو، صرف وغیرہ جاننے کے لیے الیکٹرانک میڈیا کے پلیٹ فارمز کو معتبر ذریعے کے طور پر دیکھتے ہیں اور یہی پلیٹ فارم نت نئی اختراعات کو فروغ دینے اور نئے محاورے کو پھیلانے کا باعث بھی بن رہے ہیں۔ یہ صورتحال زبان کی معیار بندی کو بُری طرح متاثر کر رہی ہے۔ اختصار کی سہولت حاصل کرنے کو الفاظ کی درست شکل میں بگاڑ پیدا کر دیا جاتا ہے۔ فیس بک (Facebook) پہ موجود پاکستان میں معتبر خیال کیے جانے والے خبروں کے چینل کے پیجز (Pages) اس حوالے سے صورتحال واضح کرنے کے لیے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:۔ "مانچسٹر ایئرپورٹ پر پاکستانی نژاد نوجوان پر پولیس تشدد کی وائرل ویڈیوز، واقعہ کی اصل **حقیقات** کیا ہے؟"[11] "خاتون نے کس کے کہنے پر یہ حملہ کیا؟ افسوسناک واقعے کے بعد طاہر انجم کا پہلا بیان سامنے آگیا۔"[12] ڈیجیٹل صحافتی دنیا میں استعمال ہونے والی اُردو زبان میں اصل بولی اور لکھی جانے والی زبان کے سیاق و سباق اور ساخت کی جزئیات کا فقدان نظر آتا ہے۔ نتیجتاََ صارفین بھی مخففات، تکرار اور غیر روایتی ہجے استعمال کرتے ہیں اسی سبب یہ رجحانات بڑی سرعت سے روایتی اصولوں کی جگہ لیتے جارہے ہیں۔ الفاظ کو بلا ضرورت ملا کر لکھنے کا رجحان نہ صرف برقیاتی ذرائع ابلاغ کے مختلف پلیٹ فارم پہ زور پکڑتا دکھائی دیتا ہے بلکہ شائع ہونے والے رسائل و اخبارات میں بھی یہی صورتحال دیکھنے کو مل رہی ہے۔ فیس بک پہ موجود اے آر وائی نیوز (ARY News) کے صفحے سے مثال دیکھیے: "اے آر وائی نیوز کا نام استعمال کرنیوالا جعلساز "گروپ کارکن" گرفتار، ڈی پی او۔"[13] اس شائع کی گئی خبر میں "کرنیوالا" اور "جعلساز" دونوں الفاظ کو خواہ مخواہ اکٹھا لکھا گیا ہے جبکہ ان کا درست املا

"کرنے والا"اور جعل ساز"ہے۔اسی طرح" گروپ کارکن "لکھنے کی بجائے الفاظ میں مناسب فاصلہ نہ رکھنے کی صورت میں" گروپ کارکن" تحریر کردیا گیاہے جس سے خبر خود ناقص ہوگئی ہے۔یہی صور تحال اخبارات میں بھی جابجا نظر آتی ہے۔ گو کہ بیشتر اخبارات اب آن لائن اشاعت کرتے ہیں۔ ایسے اخبار انٹرنیٹ کی سہولت استعمال کرتے ہوئے کسی حادثے، واقعے یا کسی بھی اطلاع کو فوراً شائع کرسکتے ہیں۔ لیکن اخبارات ابھی بھی روزانہ کی بنیاد پر کاغذی صورت میں بھی شائع ہورہے ہیں۔ وفاق مین شائع ہونے والے اہم اُردو اخبارات میں روزنامہ جنگ، روزنامہ دنیا، روزنامہ ایکسپریس وغیرہ شامل ہیں۔ اُردو الفاظ کی املا کے حوالے سے ان اخبارات کا معاملہ سوشل میڈیا پلیٹ فارم سے کچھ زیادہ الگ نہیں ہے۔ اس ضمن میں نمائندہ اُردو اخبارات سے سفارشات املا 2022ء سے قبل اور سفارات کی اشاعت کے سال کی مثالیں الگ کی گئی ہیں تاکہ املا کے حوالے سے اطلاعیات کے نظام کی ناقص صورت مزید واضح ہو جائے۔ پہلے جنوری 2018ء کے اخبارات میں املا کی حالتِ زار کے نمونے دیکھیے:" جان کو خطرہ ہے تو رہائشگاہ بدل لیں، چیف جسٹس کا حکم۔"[14]"بھارت کیخلاف مظاہرے روکنے کے لے سرینگر میں پابندیاں عائد۔"[15]"ہر معاملے پر پاکستان کیساتھ سی پیک جیسے مشترکہ مفادات کاتحفظ کرینگے، چینی سفیر۔"[16]مزید سات سالوں کے بعنی 2022ء میں الفاظ کے املا کی حالت اس سے بھی زیادہ نازک نظر آتی ہے۔ جنوری 2022ء کے اخبارات سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں:"بطور سابق وزیر اعلی بیان قلمبند کرائینگے۔"[17]"ہائیکورٹس ٹریبونل 10 جنوری تک فیصلے کرینگے۔"[18]اسی طرح کیخلاف، کرنیوالے، ہونگے، جائیگا، کیساتھ وغیرہ جیسے عام استعمال ہونے والے الفاظ کا املا بکثرت غلط تحریر کیا جاتا رہاہے اور تاحال کیا جارہاہے۔ تعلیمی اداروں میں تحقیقی کام کرواکے متعلقہ اداروں کی توجہ ان کی مسائل کی جانب مبذول کروانا یقیناً ایک احسن قدم ہے۔ اس ضمن میں ادارہ نمل سے دو تحقیقی مقالہ جات دیکھنے کو ملتے ہیں۔ جنوری 2022ء میں ایم فل، اُردو کی طالبہ فوزیہ یوحنا مسیح نے "اُردو اخبارات کی زبان اور املا کا جائزہ" کے عنوان سے تحقیقی مقالہ تحریر کیا۔ جس میں منتخب اخبارات میں اُردو الفاظ کے املا کی صورتحال کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیاہے۔ دسمبر 2022ء میں نمل سے ہی مقالہ نگار محمد یونس کا "ذرائع ابلاغ اور اُردو زبان: گلگت بلتستان کے منتخب اُردو اخبارات کا لسانی مطالعہ" کے عنوان سے سامنے آنے والا مقالہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے۔ لیکن ان تمام کاوشوں کے باوجود اخبارات اور دیگر سوشل میڈیا پلیٹ فارم جو اطلاع دینے کا اہم ذریعہ بن چکے ہیں، نہ صرف اپنی روش برقرار رکھے ہوئے ہیں بلکہ ان اغلاط کو ایک رجحان کے طور پر ترجیح دیتے ہوئے پھیلا بھی

رہے ہیں۔اس حوالے سے ممکنہ روک تھام کے لیے حکومتی ادارے کو ہی قومی فریضہ سمجھتے ہوئے یہ ذمہ داری نبھانے کی ضرورت ہے۔اس بات میں کوئی دورائے نہیں کہ زبان کی معیار بندی اور اصل ساخت کو قائم رکھنے کے لیے اس حوالے سے جلد از جلد احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

د۔اُردو کے استعمال کی استثنائی صورتیں:

املا کی معیار بندی کے حوالے سے ہونے والے دو روزہ سیمینار میں سامنے آنے والے علمی مباحث اور املا کے مسائل کے حوالے سے قائم کی گئی کمیٹی میں موجودہ ماہرینِ لسانیات کے مدلل جواز املا کی معیار بندی کی راہ ہموار کرنے میں بہت حد تک مساعد ثابت ہوئے ہیں۔2022ء کے اُن دنوں ادارے کے قائم مقام صدر رؤف پاریکھ نے کتابچے کے پیش لفظ میں سخت الفاظ میں یہ تاکید کی ہے کہ اہلِ علم ہر صورت املا کے طے شدہ اصولوں کی پاسداری کریں۔ان کا کہنا ہے کہ:

> "اُردو زبان کے ساتھ یہ مذاق بند ہو کہ ایک ہی لفظ علمی و ادبی ادارے ایک طرح لکھ رہے ہوں اور اہلِ علم و قلم دوسرے طرح لکھ رہے ہوں، اخبارات میں وہ لفظ کسی اور طرح چھپتا رہے اور جامعات کے مقالوں میں ان کا کوئی اور املا لکھا جائے۔"(۱۹)

تاہم پھر بھی سفارشات میں شعرا کو درست املا کے استعمال میں رعایت ملتی ہوئی نظر آتی ہے۔الفاظ کے املا میں شاعری وادب دونوں میں رعایتی صورتوں کی مثالیں ملتی ہیں۔

املا کی سفارشات میں شعرا کو ضرورتِ شعری کے ذیل میں بہت سے الفاظ کے دونوں املا استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ہمزہ کے استعمال کی حصہ اول کی سفارشات میں شق نمبر نو (۹) کو دیکھا جائے تو پائل/پایل اور کوئل/کویل کے درست تلفظ کے متعلق آگاہ کیا گیا ہے کہ "ی" کے ساتھ درست ہے لیکن چونکہ بعض شعرا نے انھیں ہمزہ (ء) کے ساتھ شعر میں باندھا ہے تو دونوں املا درست قرار دیے گئے ہیں َ۔اس ضمن میں شعرا کے سے چند مثالیں الگ کی گئی ہیں جن میں یہ الفاظ ہمزہ (ء) کے ساتھ مستعمل ملتے ہیں۔ "ی" کے ساتھ ان کے املا کا استعمال تلاش کرنے کے باوجد شعرا کے ہاں نہیں مل سکا۔

؎ پائل چھنک رہی ہے نگاہِ خیال کی
کچھ اہتمام رقص کرو میں نشے میں ہوں
(ساغر صدیقی)

؎ سب اپنے گھروں میں لمبی تان کے سوتے ہیں
اور دور کہیں کوئل کی صدا کچھ کہتی ہے
(ناصر کاظمی)

اسی طرح ہمزہ کے استعمال کے حصہ دوم کی سفارش نمبر چار (۴) میں عربی کے ایسے الفاظ جن میں دو "ی" ہیں لیکن اُردو میں ایک "ی" کی بجائے ہمزہ (ء) مستعمل نظر آتا ہے۔ جیسے تخییل / تخئیل وغیرہ۔ ایسے الفاظ کا املا ایک "ی" اور ہمزہ "ء" سے درست قرار دیا گیا ہے لیکن پرانے شعری متون میں وزن کا مسئلہ ذہن میں رکھتے ہوئے شاعری میں ان الفاظ کے املا کا دو "ی" سے استعمال استثنائی صورت قرار دیا گیا ہے۔ شاعری سے دونوں طرح کی مثالیں دیکھیے:

؎ یہ کسی طور بھی پابند نہیں ہوسکتی
پائے تخییل میں زنجیر کہاں تک آخر
(طالب جوہری)

؎ زندگی کب سے ہے کانٹوں کی تجارت سے فگار
پھر بھی تخئیل میں پھولوں کی دکاں ہے اب تک
(جوش ملیح آبادی)

اسی طرح ہائیہ آوازوں کے استعمال کے ضمن میں جہاں ایسی ضمائر اور اسما کی وضاحت کی گئی جو حرفِ تخصیص "ہی" سے جڑ کر مرکب لفظ کی صورت اختیار کرتے ہیں وہیں شاعری میں ان الفاظ کے املا کی دو مستعمل صورتوں کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے مثلاً یہی اور یہ ہی وغیرہ۔ سفارش میں شاعری میں ان الفاظ کے متفرق املا کے استعمال پہ کوئی قدغن نہیں لگائی گئی۔ ان الفاظ کے دونوں طرح کے املا کی شاعری سے چند مثالیں دیکھیے۔

؎ یہ ہی لہو ہے شہادت یہ ہی لہو پانی
خزاں نصیب سہی ذہن میں بہار بھی رکھ
(ندا فاضلی)

؎ زندگی سے یہی گلہ ہے مجھے
تو بہت دیر سے ملا ہے مجھے
(احمد فراز)

؎ آؤ تم ہی کرو مسیحائی
اب بہلتی نہیں ہے تنہائی
(عبید اللہ علیم)

انگریزی زبان کے اُردو املا کے حوالے سے سکون اول کے مسئلے کو صراحت سے بیان کرتے ہوئے سکول اور اسکول جیسے الفاظ کے دونوں املا درست مانے گئے ہیں۔ شعری متون میں شعری تقاضوں کے مطابق کسی ایک املا کو ترجیح دینے کی تاکید کی گئی ہے۔ شعرا کے ہاں دیکھا جائے تو ان الفاظ کا استعمال شعری تقاضوں کے تحت دونوں املا کی صورت ملتا ہے۔ مثالیں دیکھیے:

؎ نظر کے آگے نہیں پر نظر میں زندہ ہیں
سکول بستے گھروندے قلم در و دیوار
(احسان اکبر)

؎ کھیلنے دیں انھیں عشق کی بازی کھیلیں گے تو سیکھیں گے
قیس کی یا فرہاد کی خاطر کھولیں کیا اسکول میاں
(ابن انشا)

؎ یہ دل اسکین کرانا بہت ضروری ہے
کہ اطلاع ہے ترے دھڑکنوں میں بیٹھنے کی

(عابد عمر)

ہ-غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کا املا:

اُردو زبان میں عربی، فارسی، ہندی کے ساتھ انگریزی زبان کے کثیر الفاظ شامل ہیں۔اس کے علاوہ بھی مختلف زبانوں کے الفاظ اردو زبان میں کسی نہ کسی شعبے کی بدولت شامل ہیں۔چونکہ ہر زبان کے اپنے املا کے قواعد ہوتے ہیں، اس وجہ سے ان الفاظ کو اُردو میں صحیح لکھنا ایک مشکل کام بن جاتا ہے۔جیسا کہ سفارشات کے مندرجات میں بھی دیکھا جا سکتا ہے عربی اور فارسی کے لیے حروف تہجی کے مختلف استعمال، جبکہ انگریزی الفاظ کے لیے تلفظ اور املا کے اختلافات مسائل پیدا کرتے ہیں۔ غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کے درست املا کی صورتحال عصر حاضر میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔خاص طور پر اردو جیسی وسیع زبان میں جہاں عربی، فارسی، انگریزی، فرانسیسی، ترکی اور دیگر زبانوں کے الفاظ کثیر تعداد میں مستعمل ہیں۔غیر ملکی الفاظ کے املا کے لیے ایک معیاری اصول کا فقدان نظر آتا ہے۔مختلف ادارے، لغات اور تعلیمی مواد مختلف طریقوں سے ان الفاظ کا املا تجویز کرتے ہیں جس وجہ سے یکسانیت نہیں پیدا ہو پاتی۔یہ صورتحال جہاں طلبا،اساتید اور محققین کے لیے مشکلات کا باعث بنتی ہے وہیں زبان کے املا کی معیار بندی کو بھی متاثر کرتی ہے۔

دور جدید میں نت نئی آنے والی ٹیکنالوجی اور سائنس کے میدان کی بدولت نئے الفاظ روز مرہ کی زندگی میں شامل ہو رہے ہیں۔ان الفاظ کا درست املا اور تلفظ سیکھنا، تحریر کرنا باقاعدہ طور پر ایک چیلنج ہے کیونکہ ان کے درست املا اخذ کرنے کے لیے کوئی مستند اور معیاری اصول موجود نہیں ہے۔ سفارشات املا ۲۰۲۲ء میں ان زبانوں کے مرکبات کے حوالے سے واضح اصول سامنے آیا ہے لیکن تاحال اس حوالے سے کئی رخنے موجود ہیں اور یہ رخنے توجہ طلب ہیں۔کچھ زبانوں کے الفاظ کی اُردو میں شمولیت کے متعلق پہلے سے تحقیقات اور شواہد موجود ہیں۔کچھ کے الفاظ جدید دور کی ضروریات اور رجحانات کی وجہ سے بعد میں زبان کا حصہ بنتے گئے ہیں۔

ایسی زبانیں جن سے اردو نے اپنے تشکیلی دور میں فیض اٹھایا ان میں عربی، ہندی فارسی، انگریزی، ترکی وغیرہ شامل ہیں۔ عربی زبان کے الفاظ مذہبی، تعلیمی اور ادبی وجوہات کی بنا ہر زبان میں شامل ہوتے رہے ہیں لیکن مگر حالیہ دور میں اسلامی فائننس((Islamic Financeاور جدید تعلیمی مضامین کی بدولت بھی عربی کے نئے الفاظ شامل ہو رہے ہیں۔ عربی کے اردو میں مستعمل الفاظ کی ایک لمبی فہرست ہے مثلاً فتویٰ، جہاد، جامعہ وغیرہ۔اکثر الفاظ دونوں

زبانوں میں ایک سا املا اور معنی رکھتے ہیں لیکن اردو میں عربی کے ایسے الفاظ بھی استعمال میں ہیں جنھیں اردو زبان نے اپنے لب و لہجے کے مطابق استعمال کیا ہے جیسا کہ سفارشات میں بھی ہمزہ کے حوالے سے وضاحت کی گئی ہے کہ ابتدا، علما و فصحا وغیرہ کے آخر میں عربی زبان میں ہمزہ (ء) لگایا جاتا ہے لیکن اُردو میں بغیر ہمزہ کے یہ الفاظ رائج ہیں۔ اسی طرح فارسی زبان سے بھی اُردو نے قواعد اور ادبی زبان کی کئی اصطلاحات ادھار لی ہیں۔ ترکی زبان کے حوالے سے دیکھا جائے اردو میں شامل نظر آتے ہیں جیسے : سلطان، خلیفہ، درویش وغیرہ۔ لیکن عصر حاضر میں انٹرنیٹ کی سہولت کی وجہ سے ترکی کی ڈرامہ سیریز نے جہاں دنیا کے دیگر ممالک میں شہرت حاصل کی ہے وہیں پاکستان میں بھی ایک بڑی تعداد بطور ناظرین مداحوں میں شامل ہیں۔ یہی رحجان ترکی زبان کے نئے الفاظ اُردو زبان میں شامل کرنے کا موجب بھی بنا ہے۔

انگریزی زبان کے الفاظ کی شمولیت کے حوالے سے ہر عہد کی ضرورت کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ جدید ٹیکنالوجی اور میڈیا کے میدانوں میں آئے روز نت نئی ایجادات اور عوامی طور پر ان کے استعمال کی وجہ سے انگریزی زبان کے دخیل الفاظ میں تمام گزرتے ادوار میں اضافہ ہی دیکھنے کو ملتا ہے اور یہ اضافہ آج بھی مختلف سیاسی، سماجی، تعلیمی اور معاشی ضروریات کی وجہ سے جاری ہے۔

انگریزی الفاظ کے استعمال کے بڑھتے ہوئے رجحان کے سبب اس کے الفاظ کے املا کی اُردو زبان میں مختلف صورتیں رائج نظر آتی ہیں جیسا کہ باب دوم میں صورتحال کا تفصیلی جائزہ تحریر کیا گیا ہے۔ انگریزی کی اصطلاحات بھی مختلف شعبوں میں بکثرت استعمال کی جاتی ہیں جیسا کہ کمپیوٹر کے حوالے سے انٹرنیٹ، ویب سائٹ، ای میل، سافٹ ویئر وغیرہ۔ بزنس کے شعبے میں میٹنگ، پراجیکٹ، مارکیٹنگ، برینڈ وغیرہ۔ روزمرہ زندگی میں مستعمل الفاظ کا تو شمار نہیں کیا جا سکتا۔ موبائل ایپ، چیٹ، کال وغیرہ جیسے ہزارہا الفاظ روزمرہ استعمال کا حصہ بن چکے ہیں۔

فرانسیسی زبان کے الفاظ دیکھیں تو فیشن(Fashion) , ریسٹورنٹ (Restaurant) ،بوفے (Buffet)، بیلے (Ballet)، پرفیوم (Perfume) جیسے الفاظ ہر خاص و عام استعمال کرتا دکھائی دیتا ہے۔ دور حاضر میں پاکستان میں اُردو زبان کے ساتھ تعلقات بڑھانے والی زبانوں کا بھی لفظی لین دین قابلِ ذکر ہے۔ چائنہ کے ساتھ تجارتی روابط مسلسل بڑھنے کی وجہ سے کاروبار کے متعلق بہت سے الفاظ عام استعمال میں سُننے کو ملتے ہیں جیسے یوان (yuan) وغیرہ۔ اسی طرح جاپان کے ساتھ ٹیکنالوجی معاہدے، لین دین اور انٹرنیٹ کی وجہ سے عوام کا بڑھتا تہذیبی

لگاؤ نئے الفاظ کے داخلے کا سبب بن رہا ہے۔ جیسے سوشی (Sushi) کھانے کی ایک قسم، کیراوکے (Karaoke) موسیقی کی ایک قسم وغیرہ۔

کتابچے میں سفارشات اردو املا کی روداد سیمینار میں موجود ماہرین کی ودیگر آرا کا جائزہ لیا جائے تو ڈاکٹر نجیب جمال ،ڈاکٹر سعید احمد، حافظ محمد صفوان چوہان نے انگریزی الفاظ کے بڑھتے استعمال اور ان کے اختلافی املا پہ تشویش کا اظہار کیا ہے۔ دیگر یورپی زبانوں کے حوالے سے بحث نہیں ملتی۔ جبکہ جدید برقیاتی ذرائع ابلاغ اور تہذیبی رجحانات کی تبدیلی نے دیگر یورپی زبانوں کے الفاظ کے درست املا کے متعلق اصول وضع کرنا لازمی امر بنا دیا ہے۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ عصر حاضر میں انگریزی زبان کے مستعمل الفاظ کی تعداد میں اس قدر اضافہ ہو چکا ہے کہ ان الفاظ کے مختلف املا کی صورتوں اور اسباب پر باقاعدہ مقالہ تحریر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن دیگر غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کی دخیل صورت کے املا کی معیار بندی کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کیونکہ صحیح املا زبان کے تاریخی اور ثقافتی ورثے کی حفاظت کرتا ہے۔ صحیح املا کا استعمال ایک مضبوط مربوط اور معیاری زبان کی بنیاد ہے جو ابلاغ اور تعلیم کے لیے ناگزیر ہے۔ بین الاقوامی سطح پر بھی جائزہ لیا جائے تو تحقیقی مقالات. دستاویزات میں غیر ملکی زبانوں کے الفاظ کے درست املا کی اہمیت بڑھتی جا رہی ہے۔ محققین کو عالمی معیار کے مطابق املا کا خیال رکھنا ہوتا ہے تاکہ ان کی تحقیق عالمی سطح پر قابل قبول ہو۔ عصر حاضر میں مختلف تخصصات میں تحقیقی کام کا انحصار تکنیکی اصطلاحات اور مواد پر ہے۔ صحیح املا تکنیکی اصطلاحات کی درستی کو یقینی بناتا ہے۔ دخیل الفاظ کے تلفظ و املا کے حوالے سے انشااللہ خان انشا کی رائے بڑی شہرت کی حامل ہے اور زیادہ تر املا کے حوالے سے تجاویز بیان کرتے ہوئے اسی طرزِ فکر کو اصول مانتے ہوئے پیروی کی گئی ہے۔ انشا اللہ خان انشانے اس ضمن میں کہا ہے کہ:

> "ہر لفظ جو اُردو میں مشہور ہو گیا، عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سریانی، پنجابی ہو یا یورپی، از روئے اصل غلط ہو یا صحیح؛ وہ لفظ اردو کا لفظ ہے، اگر اصل کے موافق مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے اور اگر خلاف اصل مستعمل ہے تو بھی صحیح ہے۔ اس کی صحت اور غلطی اردو کے استعمال پر موقوف ہے، کیونکہ جو کچھ خلاف اُردو ہے غلط ہے۔"(۲۰)

قباحت اس میں نہیں کہ دخیل الفاظ کو اپنی زبان میں مستعمل صورت کے مطابق اپنایا جائے بلکہ قابلِ اعتراض نکتہ یہ ہے کہ دو سے تین طرزِ املا مستعمل ہونے کی صورت میں تمام صورتوں کو رائج قرار دیتے ہوئے درست مان لیا جائے۔ کیونکہ اس صورت میں لکھاری ذہنی کش مکش کا شکار ہو سکتا ہے۔ بعض اوقات علمیت کے اظہار کے لیے دونوں املا کا استعمال ایک ہی تحریر میں بھی دکھائی دیتا ہے یہ یکسانیت کا فقدان قاری، تحریر اور زبان کے لیے یکساں طور پر نقصان دہ ہے۔اس لیے ماہرین کو زبانوں کے دخیل الفاظ کے یکساں اور درست املا کے لیے ترجیحی بنیادوں پر اصول وضع کرنے چاہیں۔

و۔ املا اور چلن:

روایت میں دیکھا جا سکتا ہے کہ املا و تلفظ کے مسائل کے ضمن میں عام چلن یا رواجِ عام کو بہت اہمیت دی جاتی رہی ہے اور اسی کو معیار ماننے کے حق میں بھی مضبوط دلائل سامنے آتے ہیں۔اس حوالے سے ماہرین املا و لسان کے منطقی دلائل دیکھیں تو خان آرزو، انشاءاللہ خان انشا، مرزا ادیب، ڈاکٹر فرمان فتح پوری، ڈاکٹر ابو محمد سحر ،ڈاکٹر سید عبداللہ، مولوی عبدالحق وغیرہ کی رائے چلن میں مستعمل املا کے حق میں ہے۔ نہ صرف دخیل الفاظ بلکہ کسی بھی لفظ کے املا میں تغیر پذیری کی صورت میں اس کی تصحیح کرتے ہوئے ترجیح مروجہ املا کو ہی دی جاتی رہی ہے۔اس حوالے سے الگ الگ آراء رکھنے والے دو طرح کے ماہرین کے گروہ بنے دکھائی دیتے ہیں۔ایک رائے یہ ہے کہ زبان میں تبدیلی یا تغیر پذیری ایک فطری عمل ہے اور یہ تغیر ہر دور کے سماجی، ثقافتی، جغرافیائی حالات کی وجہ سے جنم لیتا ہے ہر دور کی ضروریات اور تقاضوں کے سبب زبان کی صوت و صورت میں تبدیلی وقوع پذیر ہوتی رہتی ہے ایسے میں ہر دور میں لفظ کے اُسی املا کو ترجیح دی جائے جو کہ عامِ رواج کا حصہ بن چکا ہو۔ اس رائے کے ہم خیال چند ماہرین کے نام پچھلے پیراگراف میں پیش کیے گئے ہیں۔ جبکہ دوسری رائے یہ ہے کہ غلط املا اور تلفظ کو فقط اس لیے قبول نہ کیا جائے کہ وہ عام چلن میں شامل ہو چکا ہے بلکہ لفظ کے اصل ماخذ کی طرح رجوع کرتے ہوئے اُس کے درست املا و تلفظ کو مستند قرار دیا جائے تاکہ الفاظ اپنے معنوی اور ثقافتی پس منظر سے بے بہرہ نہ رہ جائیں۔

ادارہ فروغ قومی زبان کی طرف سے پیش کی گئی سفارشات کا اس پس منظر میں جائزہ لیا جائے تو سفارشات اُردو املا اور موزِاو قاف 1985ء میں الف مقصورہ، عربی الفاظ کے املا، نون غنہ ، ہمزہ وغیرہ کے مباحث میں مروجہ املا کو ترجیح

دی گئی۔ لیکن ساتھ ہی چند اصلاحات ایسی ہیں جن میں ہائے مختفی، ت اور ط، ذ اور ز، ہائے مخلوط، ہمزہ اور اضافت شامل ہیں۔ان کے مستعمل الفاظ کی وہ صورت درست قرار دی گئی تھی جو لفظ کے ماخذ کے نزدیک درست تھی۔اس سفارشات میں دونوں طرح کے رجحانات کی یکساں پیروی ملتی ہے۔ جبکہ سفارشات اُردو املا 2022ء میں زیادہ تر عام چلن کو سند مانتے ہوئے مروجہ املا کو ترجیح دی گئی ہے۔ ہمزہ کے استعمال کی بہت سی سفارشات، الف مقصورہ کے استعمال کے اصول، انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں کے املا، مرکبات کی مختلف صورتوں کے ضمن میں رائج املا کو واضح فوقیت حاصل ہے۔ان سفارشات میں الفاظ کے آواز اور تلفظ کو بھی مد نظر رکھا گیا ہے۔ تنوین کے استعمال، گنتی میں اعداد کا آواز و تلفظ، ہائے مخلوط کے مباحث، ہمزہ کے استعمال میں گائے، چائے، لیجیے، کیجیے وغیرہ جیسی اصلاحات میں آواز و تلفظ کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔

لیکن پھر ہم دیکھتے ہیں کہ کتابچے میں موجود سفارشات میں رواجِ عام کو بھی درست قرار دینے کی صورت بہت سے الفاظ کے دو املا کو رائج اور درست کی سند دے دی گئی ہے۔ جیسے کوئل اور پائل، مولانا / مولٰنا، مولیٰ/مولا، مقتدا/مقتدیٰ، سکول/اسکول وغیرہ۔

الفاظ کا دو طرح کا املا رائج ہونا ایک طرح سے عدم یکسانیت کا باعث بنتا ہے۔ایسے مقامات پر ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی سختی سے کی گئی تاکید اہم محسوس ہوتی ہے۔ان کی رائے میں:

> """عام طور پر رائج" غلط ہے اگر رائج کی رعایت مقصود ہو تو پھر یہ ساری مشق بے کار ہے۔اس طرح بہت سے مقامات پر "دونوں طرح درست" یہ بھی غلط ہے۔اس طرح تو انتشار بدستور رہے گا۔"(۲۱)

اس سلسلے میں چند ماہرین کی متوازن آرا بھی سامنے آتی ہیں جنھوں نے مسئلے کے دونوں پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے جن میں حفیظ الرحمان واصف، سید سلیمان ندوی، پروفیسر سیف اللہ خالد، پروفیسر غازی علم الدین کے نام نمایاں ہیں۔ یہ علمائے لسانیات ایک طرف رواجِ عام کے ضمن میں فصحا و ادبا میں رائج املا کو سند مانتے ہوئے قبول کرنے کے حق میں ہیں لیکن دوسری جانب وہ اس بات پہ بھی زور دیتے ہیں کہ وہ املا جو فقط عام طبقے تک مستعمل ہے کلی طور پر سماجی زبان کا حصہ نہیں بنا،اس کے لیے عام چلن کو سند بنانا زبان میں نقص پیدا کرنے جیسا ہے۔

چنانچہ ایسے الفاظ جن کا املا زبان کے اصول اور مزاج کے مطابق ہو، معنوی و صوری حوالے سے اصل کے قریب ہو، اُسے فقط رواج عام کے چکر میں قبول نہ کرنا کسی طور قرینِ انصاف نہیں ہے۔ لامحالہ عوام و خواص میں رائج املا کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا لیکن اس سلسلے میں انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے تاکہ زبان کو دو عملی کا شکار ہونے سے بچایا جائے اور کسی بھی اختلاف کے بغیر ایک معیار پر لایا جا سکے۔

حوالہ جات

1. Wardhaugh, Ronald and Janet M. Fuller," An Introduction to Sociolinguistics. Malden" MA: Blackwell Publishing, 7th addition, 1st published 2015, P-36

2. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا 2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص26

3. اے آر وائی نیوز، ہیڈلائنز، 6:35PM، ہفتہ، 20جولائی 2024ء

4. اے آر وائی نیوز، سوال یہ ہے (پروگرام)، 8:28PM، ہفتہ، 20جولائی 2024ء

5. عطش درانی، ڈاکٹر، اُردو جدید تقاضے، نئی جہتیں، مقتدرہ قومی زبان، پاکستان، اسلام آباد، طبع اول 2006ء، ص 46

6. آصف فرخی، (بلاگر)، سارہ شگفتہ اور نگ چور، ہم سب بلاگ، 27نومبر 2023ء، سہ پہر 4:25

7. بابر عباس، چوہدری (بلاگر)، آخر کریں کیا؟، ہم سب بلاگ، 28نومبر 2023ء، سہ پہر 4:25

8. https://www.facebook.com/share/v/kcjvedLWGramVmWBq/?mibextid =xfxfzi

9. https://www.facebook.com/share/p/HGCEKFWVFBYVBM2m/?mibextid=xfxfzi

10. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو اور پاکستان زبانیں (بسلسہ پاکستانی اُردو)، مشمولہ اُردو ہے جس کا نام از سید روح الامین، عزت اکادمی، گجرات، 2004ء، ص 80-81

11. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا 2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص28

.12

https://www.facebook.com/share/v/W9hnCvrQa12cvFbH/?Mibextid =xfxfzi

.13 https://www.facebook.com/share/v/grHJvDhDjxXHrvxs/?Mibextid=xfxfzi

.14 https://www.facebook.com/share/v/LfFEJPBWVdP5PMNY/?Mibextid =xfxfzi

.15 روزنامہ دنیا،22جنوری2018ء،ص1

.16 روزنامہ جنگ،12 جنوری2018،ص1

.17 روزنامہ جنگ،23 جنوری2018ء،ص3

.18 روزنامہ ایکسپریس،2جنوری2018ء،ص1

.19 روزنامہ جنگ،2جنوری2024ء،ص ا

.20 رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا 2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص1

.21 انشااللہ خان انشا، دریائے لطافت، انجمن ترقی اُردو پاکستان، کراچی، طبع اول 1988ء، ص

.22 رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، پیش نامہ، مشمولہ سفارشات اُردو املا 2022ء، مرتبہ رؤف پاریکھ، ڈاکٹر ودیگر (مرتبین)، سفارشات اُردو املا2022ء، ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد، اپریل، 2022ء، ص8

باب چہارم:

عصر حاضر میں املا کی معیار بندی: مجموعی جائزہ

الف۔ مجموعی جائزہ:

اُردو زبان کی تاریخ اور روایت کا آغاز ہندوستان میں فارسی، عربی، ہندی اور ترک زبانوں کے اثرات سے ہوا۔ اس دور میں اُردو نے فارسی رسم الخط اختیار کیا۔ دیکھا جائے تو مختلف زبانوں سے الفاظ اُدھار لینے کے ساتھ، اس کے دخیل الفاظ کے مسائل کے ساتھ ہی اردو املا کا ارتقا ہوا۔ زبان کی تشکیل کے ساتھ ہی املا کے مسائل بھی وجود میں آجاتے ہیں۔ اُردو کا لسانی رشتہ ایک سے زائد لسانی خاندانوں سے جڑا ہونے کے سبب اس میں املا و قواعد کی ترتیب و تشکیل ایک مشکل امر رہا ہے۔ ان تمام زبانوں کے الفاظ، تراکیب اور رسم الخط نے اُردو املا کی بنیاد بھی رکھ دی تھی لیکن چونکہ اُردو اپنے ارتقائی عہد میں تحریری زبان سے زیادہ بول چال کی زبان کے طور پر مستعمل نظر آتی ہے، اس لیے اٹھارھویں صدی تک باقاعدہ اصلاح املا کی کوئی کوشش نظر نہیں آتی۔ اٹھارھویں صدی تک ہر تصانیف میں مصنف نے اپنی طرز اور منشا کا املا تحریر کیا، جابجا املا میں بے قاعدگیاں نظر آتی ہیں۔ اٹھارھویں صدی کے وسط سے اصلاح املا کے حوالے سے شاہ ظہور الدین حاتم، امام بخش ناسخ، مرزا غالب وغیرہ تجویز کردہ اصول اہم ہیں۔ انیسویں صدی میں یہ عمل فورٹ ولیم کالج اور سر سید احمد خان کی کوششوں کے نتیجے میں مزید منظم ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ اُردو تحریروں کے تاریخ وار مطالعے سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ اردو املا کی اصلاح کے حوالے سے ابتدائی دور میں انفرادی کوششوں کا رجحان رہا۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز کے دہانے پر منظم کاوشوں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ ان دونوں صدیوں کے دوران اردو زبان اور اس کے املا کو مربوط کرنے کے لیے مختلف تحریکیں، انجمنیں اور ادبی شخصیات نے کلیدی کردار ادا کیا۔ انجمن ترقی اُردو (۱۹۰۳ء) بیسویں صدی کی اہم ادبی تنظیم ہے۔ جس نے اردو زبان و املا کی بہتری کے لیے نمایاں کردار ادا کیا۔ بعد ازاں اردو ڈکشنری بورڈ، دائرۃ المعارف، محکمہ تعلیم پنجاب اور قیام پاکستان کے بعد مقتدرہ قومی زبان (موجود نام ادارۂ فروغ قومی زبان) خاص اہمیت کے حامل ادارے ہیں۔ پاکستان میں اس ادارے کو اُردو زبان کے املا و ابلاغ کے لیے سند تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس ادارے کی قیام پاکستان سے اب تک مختلف ادوار میں منعقد ہونے والی مجالس اور سیمینار اردو زبان و ادب کے تعمیری مباحث کے لیے ایک بہترین پلیٹ فارم ثابت ہوتی رہی ہیں۔ ادارہ کے زیر نگرانی گاہے گاہے اُردو زبان کے املا پر تحقیقی مقالات اور جرائد شائع کیے جاتے رہے ہیں۔

لیکن اس حوالے سے پہلی ثمر آور کاروائی ادارہ فروغ قومی زبان، اسلام آباد کا سہ روزہ سیمینار ۲۳ تا ۲۵ جون ۱۹۸۵ء قرار دیا جاتا ہے۔ یہ سیمینار "اردو املا اور موزاو قاف" کے موضوع پر منعقد کیا گیا. جس میں تائید و تردید سے بھرپور مذاکروں کے نتائج میں انفرادی و اجتماعی کاوشوں کا تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا۔ بہت سے املائی مسائل کے لیے متفقہ طور پر اصلاحات تجاویز کرنے کے بعد ایک کتابچے کی صورت مرتب کی گئیں۔ ۱۹۸۵ء کے بعد ادارے نے ۳۷ سال بعد مارچ ۲۰۲۲ء میں ایک بار پھر دو روزہ سیمینار بہ عنوان "اردو املا کی معیار بندی: مسائل اور حل" منعقد کروایا جس کا مقصد ان گزشتہ سینتیس (۳۷) سالوں کے دوران جدید ٹیکنالوجی اور ذرائع ابلاغ کی جدت، معاشرے میں زبان کے بدلتے رجحانات اور روپ کے نتائج کے طور پر پیش آنے والے املائی مسائل کا جائزہ لینا اور جمہور کا طرز اختیار کرتے ہوئے ان کے حل تجویز کرنا تھا۔ اس تحقیقی مقالے میں انہی سفارشات املا کا تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے کہ یہ اصلاحات کسی قدر اُن تمام مقاصد کو پورا کرنے میں کامیاب ہوئی ہیں جن کے تحت یہ دو روزہ قومی سیمینار منعقد کروایا گیا تھا۔

ان سفارشات کا جو کتابچہ ادارے نے مرتب کیا ہے اس میں پیش نامہ ہو یا دیباچہ، پیش گفتار ہو یا پیش لفظ تمام میں ماہرین نے املا کے حوالے سے اہم مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ کتابچے کے حصہ اول میں موجود سیمینار کی روداد میں ماہر لسانیات و املا کی کی گئی بحث کے اہم نکات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ حصہ دوم میں پیش کی گئی سفارشات میں سب سے پہلے ہمزہ کے استعمال کے مباحث سامنے آتے ہیں۔ ہمزہ (ء) کے حوالے سے سفارشات کا جائزہ لیا جائے تو بیشتر سفارشات میں

لکھے جانے والے الفاظ کو بولنے والے الفاظ کے قریب ترلانے کی کوشش کی گئی ہے جیسے کیجیے، لیجیے، چائے، آئندہ وغیرہ۔ ہمزہ (ء) کے ان مسائل کے ضمن میں ماہرین کی گزشتہ آراء کو دیکھا جائے تو یہ سفارشات اُن نکات پر مبنی ہیں، زیادہ تر ماہرین جن کے حق میں تھے۔

الف مقصورہ، ہائیہ آوازوں، انگریزی الفاظ کے املا میں سکون اول کا مسئلہ ہو یا الفاظ کی نقل حرفی میں مصوتوں کی مستعمل صورت ان تمام نکات میں املا کی یکسانیت کے سلسلے میں مروجہ املا کو سند قرار دینے کا رجحان سامنے آتا ہے۔ جبکہ بائے جارہ، امالہ، تنوین، کسرہ و ہمزہ، جیسے مباحث میں دخیل الفاظ کے درست املا کے لیے اصل زبان میں مستعمل املا بطور وسیلہ سامنے آتا ہے۔ اسی طرح اعداد و گنتی اور اعراب وغیرہ میں آواز اور تلفظ کے تعلق کی وضاحت اور استعمال دکھائی دیتا ہے۔ ان تمام سفارشات کو مجموعی طور پر دیکھا جائے تو بہت سے نکات کے حوالے سے جو گزشتہ چند ایک اختلافات موجود تھے ان کو ختم کرتے ہوئے ایک املا رائج کرنے کی کامیاب سعی نظر آتی ہے۔ املا کے ضمن میں دونوں طبقہ فکر (یعنی عام چلن کے پیروکار اور اصل زبان کے املا کو درست ماننے والے) کی یکساں پیروی کی گئی ہے۔ الفاظ کے استعمال کی صورت اور سماجی ضرورت دور کی سب کو مد نظر رکھتے ہوئے ان سفارشات میں کسی ایک املا کا انتخاب کیا گیا ہے۔ املا کے ضمن میں پیش کیے گئے چند مباحث (جن میں الفاظ کی منفصل اور متصل صورت، ذ اور ز، ت اور ط، نون غنہ وغیرہ شامل ہیں) کا بیان اضافی اور غیر ضروری نظر آتا ہے کیونکہ ان میں بحث کے نتائج گزشتہ سفارشات سے کسی طور مختلف اخذ نہیں کیے گئے۔ ان میں بعینہ وہی بیان، وہی شقیں مسائل کے حوالے سے وہی سفارشات و تجاویز پیش کی گئی ہیں جو کہ سفارشات اردو املا ۱۹۸۵ء کے کتابچے میں پیش کی گئی تھیں۔ اسی سبب ان مباحث کی موجودگی کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

مقالے کے باب دوم میں سفارشات کا فرداً فرداً باقاعدہ جائزہ لینے کے بعد باب سوم میں کتابچے میں موجود روداِدِ سیمینار کے متن میں علمائے لسانیات و املا کے نمایاں کیے گئے مسائل املا کے حوالے سے سفارشات کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ آیا ان سفارشات میں ان تمام مسائل پر بحث اور اُن کے حل موجود ہیں جنھیں آغاز میں ماہرین نے اہم مسائل قرار دیتے ہوئے واضح کر رکھا ہے۔ باب سوم کے مندرجات اور سفارشات املا کے تجزیے سے یہ بات آشکار ہو جاتی ہے کہ املا کے ضمن میں ابھی بہت سے رخنے موجود ہیں اور اس حوالے سے مزید توجہ مطلوب ہے۔ گو کہ انگریزی الفاظ کے کثیر اور متنوع استعمال کا ادراک کرتے ہوئے پچھلی سفارشات سے زیادہ مندرجات کو شامل اصلاحات کیا گیا ہے۔ لیکن بہر طور

عصر حاضر کے منظر نامے کو دیکھتے ہوئے جائزہ لیا تو نہ صرف انگریزی و یورپی زبانوں کے مستعمل الفاظ اور اُن کی صورتوں کا مکمل احاطہ نہیں کیا گیا بلکہ پیش کیے گئے مسائل کے بھی مناسب حل تجویز نہیں کیے گئے۔ جدید برقیاتی ذرائع ابلاغ اور وسائل اطلاع نے زبان کے الفاظ اور املا کو جس توڑ پھوڑ کا شکار کر رکھا ہے اُس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال سے نمٹنے کے لیے کوئی اصول بندی نہیں کی گئی۔ حالانکہ ماہرین کی آراء سے یہ نکتہ واضح ہو جاتا ہے کہ وہ ان تمام مسائل کا ادراک بھی رکھتے ہیں اور ان کے باقی رہنے سے زبان کی درستی اور معیار کو در پیش خطرے سے بھی پوری طرح آگاہ ہیں۔ مختصراً جہاں املا کے اُس دو روزہ قومی سیمینار کے نتیجے میں ٹھوس اور قابلِ عمل تجاویز سامنے آئی ہیں وہیں بہت سے مسائل مناسب توجہ حاصل کرنے سے محروم رہ گئے ہیں۔

ادارہ زبان کی ضرورت اور اس کی معیار بندی کے مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اس سلسلے میں وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے مناسب اقدام کرے تاکہ نتیجتاً زبان میں اصلاح و تبدیلی کے عمل کو برقرار رکھتے ہوئے اس کی معیاری صورت کو بھی قائم رکھا جاسکے۔

ب۔ نتائج:

i) انگریزی الفاظ اور املا کے مباحث:

(الف) انگریزی الفاظ کے املا کے مباحث میں شق نمبر 3 میں انگریزی کے غیر ملفوظی حروف (Silent letters) کے اُردو میں لکھے جانے کے متعلق کمیٹی نے سفارش کی ہے کہ الفاظ کو تلفظ کی بجائے رواجِ عام کے مطابق لکھا جائے۔ اب جیسا کہ باب دودم میں انگریزی الفاظ کے املا کی بحث میں مثالوں کے ساتھ اس شق کے مندرجات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے کی کس طرح انگریزی کے غیر ملفوظی الفاظ کا املا دو طرح سے اُردو میں لکھنے کا رواج ہے۔ جیسے لفظ Honor میں "H" سائلنٹ ہی تحریر ہوتا ہے۔ اسی طرح کرسمس، کالم، ٹیبل جیسے الفاظ کا املا بھی انگریزی اصول کے مطابق لکھا جاتا ہے۔ لیکن دوسری طرف ہمیں اُردو میں بہت سے الفاظ کا املا غیر ملفوظی حرف کی موجودگی کے ساتھ بھی رائج ملتا ہے جیسے لفظ Design میں "G" غیر ملفوظی حرف ہے لیکن اُردو میں اس لفظ کا املا "ڈیزائن" کیا جاتا ہے۔

کمیٹی نے سفارش میں یہ وضاحت پیش نہیں کی کہ کون سے رواج کو رواج عام کے زمرے میں رکھتے ہوئے درست املا قرار دیا گیا ہے، یعنی کش مکش جوں کی توں برقرار ہے۔ یہ سفارشات املا کے حوالے سے حد بندی کرنے کے لیے پیش کی گئی ہیں یہ زیادہ مناسب ہوتا کہ کمیٹی پہلے سے موجود ایسے الفاظ کو رواج کے مطابق درست مانتے ہوئے آئندہ شامل ہونے والے الفاظ کے حوالے سے اصول وضع کرتی کہ آیا اُن میں درست تلفظ ترجیح پائے گا یا رواجِ عام پیمانہ ٹھہرے گا۔ جیسا کہ انھوں نے مخففات کے حوالے سے واضح کیا ہے۔

مختصراً دیکھا جائے تو اس شق کے حوالے سے دوبارہ غور و خوض کرنے اور نتائج اخذ کرنے کی ضرورت واضح طور پر موجود ہے۔

(ب) انگریزی الفاظ کی جمع کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کتابچے میں صفحہ نمبر 66 کے آغاز میں پیش کی گئی سفارش/اختلافی صورت مٹانے کی بجائے مزید اُلجھن کا شکار کرتی ہے کہ اُردو میں کچھ نئے الفاظ و مخففات انگریزی ہی کی طرح لکھے جائیں گے۔ کتابچے میں "بعض نئے الفاظ" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ پہلی بات تو یہ کہ اُن بعض نئے الفاظ کے متعلق کوئی وضاحت پیش نہیں کی گئی کہ وہ کس نوعیت کے ہوں گے، کون سے الفاظ و مخففات کے متعلق بات کر رہے ہیں، بعض ایسے الفاظ کے بارے کہا جا رہا ہے۔ تو واضح طور پر اُن کی انفرادیت یا خصوصیت پیش کرنے کی ضرورت تھی۔

دوسری بات اس سفارش بارے یہ ہے کہ دی گئی مثال (ایس او پیز) کو دیکھا جائے تو "بعض نئے الفاظ" کی بجائے انگریزی مخففات اور چند تکنیکی اصطلاحات/اصطلاحات کہنا زیادہ مناسب محسوس ہوتا ہے کیونکہ "الفاظ" کے متعلق یہ بیانیہ اختیار کرنے سے سفارش اپنی قدر کھو دے گی۔ اِن تمام اُلجھنوں کی موجودگی کے باعث اس نکتے کو دوبارہ زیرِ بحث لاتے ہوئے اس کی حد بندی کرنا لازمی امر دکھائی دیتا ہے۔

(ج) صفحہ نمبر 71 پر ذ اور ز کے مباحث میں پہلی سفارش ہندی الفاظ کے ساتھ یورپی زبانوں کے دخیل الفاظ کے متعلق بھی ہے۔ اس سفارش میں ہندی الفاظ اور یورپی زبانوں کے الفاظ کو ذ اور ز دونوں طرح سے لکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ یہیں کمیٹی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب تک "ز" سے املا کا چلن عام نہیں ہو جاتا اس وقت تک یہ دونوں املا درست ہیں۔ حالانکہ یورپی زبانوں کے الفاظ کے معاملے میں یہ صورتحال بہت سالوں سے بدل چکی ہے۔

جب ہم یورپی زبانوں کے اُردو میں مستعمل الفاظ کا ذکر کرتے ہیں تو جس زبان کے الفاظ بکثرت اُردو زبان میں استعمال ہو رہے ہیں وہ بلاشبہ انگریزی زبان ہے۔ انگریزی زبان کی نقلِ حرفی میں "ذ" کی بجائے "ز" حرف کے استعمال کی بے تحاشا مثالیں موجود ہیں جبکہ "ذ" کے ساتھ کیے گئے املا کی بمشکل چند ایک مثالیں سامنے آتی ہیں۔ اس متعلق باب دوم میں باقاعدہ مختلف الفاظ کی مستعمل صورتوں میں "ز" سے مروجہ املا کی مثالوں سمیت تفصیلی بحث موجود ہے۔ مثلاً Design(ڈیزائن)، Please(پلیز)، Pizza(پزا)، Freezer(فریزر)، Zone(زون) وغیرہ جیسے بے شمار الفاظ کا "ز" کے ساتھ املا رائج ہے۔ لہذا یورپی زبانوں کے حوالے سے الفاظ کا املا "ز" سے درست قرار دینا چاہیے۔ اس سفارش پر نظرِ ثانی کی ضرورت ہے۔

ii) گنتی کا املا:

اعداد و گنتی کے املا کے متعلق جو سفارشات پیش کی گئی ہیں ان میں گیارہ (11) تا اٹھارہ (18) تک کے اعداد کا املا ہائے ملفوظی کے ساتھ درست تجویز کیا گیا ہے لیکن وہیں جب اعدادِ ترتیبی اور اعدادِ استغراقی میں ان اعداد کے املا کے متعلق بات آتی ہے تو ان اعداد کا املا ہائے ملفوظی کی بجائے ہائے مخلوط سے درست قرار دیا گیا ہے۔ اپنی صوتی خوبی یا تلفظ کے حوالے سے یہ املا درست ہو سکتا ہے لیکن یہ اختلاف کو بھی برقرار رکھنے کا سبب بنتا ہے۔

جب ہائے مخلوط والے حروف کو ابتدائی سطحوں پر اس لیے توڑ کر سیکھانے سے منع کیا گیا ہے کہ وہ اگلی جماعتوں میں ان حروف کو ایک حرف کے طور پر استعمال ہوتے دیکھے گا تو کسی اُلجھن میں مبتلا نہ ہو تو یہاں ان اعداد کے املا کے حوالے سے بھی تو صورتحال وہی بن رہی ہے۔ گیارہ میں ہائے ملفوظی کے ساتھ اس کا املا سیکھ کے طالب علم "گیارھواں باب" میں گیارہ کی ایک املائی صورت ہائے مخلوط کے ساتھ دیکھے گا تو کیا اُلجھن کا شکار نہ ہو گا۔ وہ یہ بھی خیال کر سکتا ہے کہ جب ہائے ملفوظی کسی لفظ کے درمیان آجائے تو اس کی شکل بدل کے ہائے دوچشمی کی طرح کر دی جاتی ہے۔ لہذا اعداد کے املا میں اس پیچیدگی کو دور کرنے کی حاجت ہے۔ اگر ایک املا رائج نہیں کیا جا سکتا تو پہلے کی طرح دونوں املا درست قرار دیے جا سکتے ہیں۔

iii) تنوین اور سفارشاتِ املا:

تنوین کے اُردو زبان میں استعمال کے متعلق بحث کتابچے میں صفحہ نمبر چھیاسٹھ (66) پر موجود ہے۔ وہیں پہلی شق میں اُردو میں مستعمل عربی زبان کے الفاظ پر تنوین کے استعمال کے متعلق واضح کیا گیا ہے۔ لیکن مثالوں میں ہمیں باقی تمام عربی الفاظ کی مثالوں کے ساتھ ساتھ "اندازً" کا لفظ بھی شامل نظر آتا ہے جبکہ "اندازہ" فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اُردو زبان میں "اندازً" تنوین کے ساتھ مستعمل بھی ہے۔ لیکن ماہرین کی رائے دیکھیں تو وہ فقط عربی زبان کے الفاظ پر تنوین لگانے کے حق میں ہیں۔ کتابچے کی سفارشات میں بھی یہی اصول موجود ہے۔

اگر صرف عربی انداز کی تنوین کے ساتھ مستعمل صورت جائز ہے تو لفظ "اندازً" کے متعلق صراحت سے بیان کیا جانا چاہیے تھا کہ اسے رواجِ عام کے تحت غلط العام کے طور پر شامل کیا جاتا ہے یا اس پر تنوین کا استعمال درست نہیں یا پھر تنوین کے استعمال کو صرف عربی زبان سے مخصوص کرنے کی بجائے لچک پیدا کرتے ہوئے دوسری زبانوں کے الفاظ پر استعمال کی صورت بھی قبول کی جائے۔ بہر حال ہر صورت یہ نکتہ قابل توجہ اور قابل نظر ثانی ہے۔

iv) امالہ اور اُردو الفاظ کا املا:

الف۔ کتابچے میں ہمزہ کے استعمال کے بعد سب سے زیادہ سفارشات امالہ کے حوالے سے پائی جاتی ہے لیکن پھر بھی بہت سے اہم نکات اس حوالے سے زیر بحث نہیں لائے جا سکے۔ امالہ کے مباحث کا آغاز کتابچے میں صفحہ نمبر سڑسٹھ (67) سے ہوتا ہے۔ اسی صفحے پر موجود شق نمبر 2 شہروں اور مقامات کے نام کے ساتھ امالہ کی صورتوں کو متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس سفارش کی مثالوں میں موجود بیشتر ایسے مقامات کے نام موجود ہین جو مفرد صورت میں امالہ قبول کرتے ہیں، مرکب صورت میں نہیں۔ جیسے: کعبہ سے کعبے کا منظر تو درست ہے، امالہ کی صورت بنے گی لیکن حالتِ مرکب میں "طوافِ کعبہ" درست ہے نہ کہ "طوافِ کعبے"، اسی طرح بازارِ کوفہ، دربارِ کلکتہ وغیرہ۔

چونکہ یہ کتابچہ فقط ماہرینِ زبان کے استفادہ کے لیے نہ تھا بلکہ طلبا، ادیب، تعلیمی اداروں، اشاعتی اداروں اور تمام اہل زبان کی رہنمائی کے لیے مرتب کیا گیا تھا اس لیے کمیٹی کو ترجیحی بنیادوں پر اس نکتے کی وضاحت کرنے کی بھی ضرورت تھی۔

(ب) امالہ کے استعمال کے ضمن میں بحث کی شق نمبر 3 میں عربی اور فارسی الفاظ میں امالہ کی صورتیں واضح کی گئی ہیں۔ لیکن اس شق میں یا کسی بھی دوسری شق میں انگریزی اور دیگر یورپی زبانوں کے الفاظ کے متعلق کوئی بیانیہ موجود نہیں اور

نہ ہی کوئی قاعدہ بنایا گیا ہے۔ جبکہ اُردو زبان میں ان زبانوں کے الفاظ کی مستعمل صورت دیکھی جائے تو بہت سے الفاظ کا ہم امالہ کرتے ہیں۔ جیسے: کمرا سے کمرے، ڈراما سے ڈرامے وغیرہ

پس ثابت ہوتا ہے کہ یورپی زبانوں کے حوالے سے امالہ کے استعمال پر بحث کرنے اور متفقہ طور پر کوئی اصول وضع کرنا وقت اور زبان دونوں کی ضرورت ہے۔ عصر حاضر میں انگریزی زبان کے کثیر الفاظ کسی نہ کسی صورت اُردو زبان میں مستعمل ہونے کے باعث یہ زبان کا بنیادی مطالبہ ہے کہ اس استعمال کی معیار بندی کی جائے۔

(ج) عربی کے الفاظ میں امالہ کے استعمال کے ضمن میں سفارشات موجود ہیں لیکن ان میں یہ نکتہ واضح نہیں کیا گیا کہ اکثر عربی الفاظ کی جمع بھی امالہ قبول نہیں کرتی جیسے انبیا، علما، فصحا وغیرہ۔

(د) امالہ کے متعلق شق نمبر 7 میں چند ایسے رشتوں کے بارے میں بیان کیا گیا ہے جو امالہ قبول نہیں کرتے جیسے: دادا، بابا وغیرہ۔ یہیں پہ اگر، متعلقہ موضوع گردانتے ہوئے نام اور القاب کے متعلق بیان شامل کر دیا جاتا کہ ان کا امالہ کیا جاتا ہے یا نہیں تو مزید حد بندی واضح ہو جاتی لیکن اس نکتے کو کوئی اہمیت نہیں دی گئی۔

گو کہ ہمزہ کے بعد امالہ کے استعمال کی شقیں زیادہ ہیں لیکن جب امالہ کے مسائل کو دیکھا جائے تو اس بحث میں انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ یہ نکات تو پھر بھی قدرے صراحت سے بیان کر دیے گئے ہیں کہ اُردو الفاظ میں امالہ کہاں کہاں ہوتا ہے۔ لیکن الفاظ میں کہاں امالہ نہیں کیا جاتا یہ حصہ تاحال وضاحت طلب ہے۔

اسی طرح بعض موضوعات کے کچھ مندرجات بیان کر دیے گئے ہیں لیکن کچھ سے اُن کو اہمیت کے باوجود صرفِ نظر کر دیا گیا ہے۔ جیسے شہروں اور مقامات کے حوالے سے وضاحت کے بیان میں دریاؤں، پہاڑوں وغیرہ کے ناموں کے متعلق بھی آگاہ کیا جانا چاہیے تھا کہ ان کا امالہ کیا جاتا ہے یا نہیں۔

امالہ کے محل استعمال کیا ہیں؟ کیا ہر جگہ کی یائے مجہول کو امالہ تصور کیا جائے گا؟ اگر نہیں تو وہ صورت کیا ہو گی؟ یہ تمام نکات وضاحت طلب ہیں۔ سفارشات املا 1985ء کے کتابچے میں بھی لگ بھگ یہی موضوع بحث کا حصہ رہے ہیں جو کہ سفارشاتِ املا 2022ء میں امالہ کے حوالے سے سامنے آئے ہیں۔ امالہ کے ضمن میں بہت سے مسائل توجہ اور ممکنہ حل کے منتظر جوں کے توں دھرے ہیں لہٰذا اس سلسلے میں پھر سے کمیٹی تشکیل دی جائے اور انھیں حل تجویز کرنے کا پابند بنایا جائے۔

(V) متفرقات:

i. الف۔ کتابچے میں سفارش پیش کی گئی ہے کہ عربی کے کئی ایسے الفاظ جن کے آخر میں ہمزہ ہے اُردو زبان میں ہمزہ کے بغیر مستعمل ہیں۔ سو ہمزہ کے بغیر ہی درست تصور کیے جائیں گے۔ جیسے شعرا اوا باو غیرہ۔ لیکن وہیں کتابچے میں صفحہ نمبر چون (54) پر "ہمزہ کے استعمال" (الف) کی شق نمبر چھے میں دوسری سطر پر "اسما" ہمزہ کے بغیر لکھنے کے بعد اس سے اگلی سطر میں ہی لفظ "اسماء" ہمزہ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ کتابت کی غلطی ہو لیکن چونکہ کتابچے میں موجود مواد ایک مستند ادارے کی طرف سے شائع کیا گیا ہے تو اس لیے ایسی حقیر سی غلطی بھی زیب نہیں دیتی۔

ii. سفارشات کے کتابچے میں صفحہ نمبر ستاون (57) پر ہمزہ (ء) کے استعمال کے حصہ دوم میں شق نمبر سات (7) کو بغور پڑھیں تو مرکب الفاظ میں ہمزہ کے استعمال کے متعلق بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اگر مرکب کے "جزوِثانی" کا آخری حرف ہائے ملفوظی ہے اس لیے ہمزہ کے بجائے کسرہ استعمال ہو گی۔ ایسے الفاظ کی مثالوں کے طور پہ راہِ خدا، آہِ سرد وغیرہ جیسے مرکبات تحریر کیے گئے ہیں۔ ان مثالوں میں واضح طور پر دیکھا جاسکتا ہے کہ مرکب کے جزوثانی میں نہیں بلکہ جزو اول کا آخری حرف ہائے ملفوظی ہے یعنی راہِ خدا۔ اس صورت میں سفارش کے کسی بھی ایک حصے کو درست نہیں مانا جاسکتا کیونکہ سفارش کا ایک حصہ خود دوسرے حصے سے اختلاف رکھتا ہے۔ ایک چھوٹی سی املائی غلطی ہونے کے باعث سفارش میں اتفاق رائے موجود ہونے کے باوجود اختلافی صورت پیدا ہو گئی ہے۔

iii. اسی طرح صفحہ نمبر اکسٹھ (61) پر ہائیہ آوازوں کے مباحث میں شق نمبر دو (2) میں پیش کی گئی ہائیہ آوازوں اور ان سے بننے والے الفاظ کی فہرست میں یکے بعد دیگرے ترتیب کی غلطیاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔

دھ اور ڈھ کے بعد سیدھا کھ اور گھ کی مثالیں پیش کر دی گئی ہیں۔ اور اُن کے بعد "ڑھ" کی امثال پہلے اور پھر "رھ" کی امثال تحریر کی گئی ہیں۔ مستند ادارے سے شائع ہونے والے مستند مواد میں یہ غلطیاں کسی طور پر بھلی محسوس نہیں ہوتیں۔

ج۔ سفارشات:

اس تحقیقی عمل کے دوران املا کے ضمن میں سفارشات کا جائزہ لیتے ہوئے عصر حاضر میں زبان میں املا کے درپیش مسائل اور ان کی سنگین صورتحال کا اندازہ ہوا۔ ان تمام تحقیقی مراحل سے گزرتے ہوئے نتائج کے طور پر جو سفارشات سامنے آئی ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1۔ عصر حاضر میں اُردو زبان میں ہر گزرتے دن کے ساتھ مختلف زبانوں کے دخیل الفاظ کی بڑھتی ہوئی تعداد املا کی صورتحال کو جس نہج پر متاثر کر رہی ہے اس کو مد نظر رکھتے ہوئے اس حوالے سے معیار بندی کرتے ہوئے باقاعدہ اصول وضع کیے جائیں تاکہ زبان کو جدید ضروریات اور تقاضوں سے ہم آہنگ کیا جاسکے۔ اس حوالے سے صرف غیر ملکی زبانوں کے لفظی لین دین کو ترجیح نہ دی جائے بلکہ پاکستانی زبانوں کے ساتھ اُردو کے لسانی روابط کو بھی اہم گردانا جائے۔

2-نتائج کے مطابق بہت سے املا کے مسائل ایسے ہیں جن کے حوالے سے مزید غور و خوض کر کے نئے سرے سے نتائج اخذ کرنے کی واضح ضرورت موجود ہے جیسے امالہ، گنتی وغیرہ۔ سفارش کی جاتی ہے کہ ان توجہ طلب مسائل کے حل کے لیے پھر سے کمیٹی تشکیل دی جائے اور اراکین کو ان کے ممکنہ حل پیش کرنے کا پابند بنایا جائے۔

3-زبان میں املا کی معیار بندی کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے یہ تجویز پیش کی جاتی ہے کہ اُردو کا ایک املائی لغت بھی تیار کیا جانا چاہیے۔ جس میں الفاظ کا رائج الوقت درست املا واضح طور پر تحریر کیا گیا ہو تاکہ املا کے حوالے سے اختلافی صورت کا خاتمہ ہو جائے۔ اور اہل زبان بغیر کسی الجھن کے الفاظ کے درست اور مستند املا کے لیے ایک ہی ماخذ کی طرف مکمل اعتماد سے رجوع کر سکیں۔

کتابیات

بنیادی ماخذ:

1. رؤف پاریکھ ودیگر(مرتبین)،سفارشات اُردو املا ۲۰۲۲ء،ادارہ فروغ قومی زبان،اسلام آباد،اپریل،2022ء

ثانوی ماخذ:

2. ابو سلمان شاہجہان پوری، ڈاکٹر، کتابیاتِ اُردو اور دوسرے مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، مارچ1986

3. ابو محمد سحر،ڈاکٹر،اردو املااور اس کی اصلاح، مکتبہ ادب، بھوپال،1982ء

4. ابو محمد سحر،ڈاکٹر،زبان اور لغت، مکتبۂ ادب، بھوپال،فروری1983ء

5. ابو محمد سحر،ڈاکٹر،اردو رسم الخط اور املا ایک محاکمہ،مکتبۂ ادب، بھوپال،فروری1999ء

6. احسان الحق،ڈاکٹر،(مؤلف)،اُردو عربی کے لسانی رشتے،قرطاس پبلشرز،کراچی، طبع اول،دسمبر2005ء

7. اسد اریب،ڈاکٹر،فرہنگِ منتخب،ارشادالاریب،سنگِ میل پبلی کیشنز،لاہور، طبع اول،2013ء

8. اعجاز راہی، مرتب، رودادِ سیمینار، املا و رموزِ اوقاف کے مسائل، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول 1985ء

9. اعجاز راہی، مدون، سفارشاتِ املا اور موزِ اوقاف، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، طبع اول،جون1986ء

10. اقتدار حسین،ڈاکٹر،لسانیات کے بنیادی اصول،ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، طبع اول،1985ء

11. انشااللہ خان انشا، سید، دریائے لطافت، مترجم پنڈت برج موہن دتاریہ کیفی، انجمن ترقی اردو پاکستان، کراچی، طبع اول،1988ء

12. آسی ضیائی، پروفیسر، درست اردو، ادارہ معارفِ اسلامی، منصورہ، لاہور، طبع اول، ستمبر 2013ء

13. حفیظ الرحمان واصف، ادبی بھول بھلیاں، (زبان و قواعد اور اردو املا پر تنقید) کلر پرنٹنگ پریس، بازار چتلی قبر، دہلی، طبع اول، 1979ء

14. خلیق انجم، غالب کے خطوط، جلد دوم، انجمن ترقیِ اردو پاکستان، کراچی، طبع اول، 1998ء

15. خلیق انجم، متنی تنقید، انجمن ترقیِ اردو، کراچی، طبع اول، 2006ء

16. خلیل احمد بیگ، مرزا، اردو کی لسانی تشکیل، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، طبع اول، 2007ء

17. خلیل احمد بیگ، مرزا، ڈاکٹر، آیئے اردو سیکھیں، ایجوکیشنل بک ہاؤس، علی گڑھ، طبع اول، 1987ء

18. خلیل احمد بیگ، مرزا، لسانی تناظر، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ، طبع اول، 1997ء

19. خیال بخاری، سید، ہمارے لسانی مسائل (تلفظ-املا اور دوسرے مسائل) بساط الادب، لاہور، طبع اول، 1995ء

20. دیبی پرشاد، رسالہ معیار الاملا، مطبع نول کشور، کان پور، طبع اول، 1897ء

21. رشید اختر ندوی، پاکستان کا قدیم رسم الخط اور زبان، ادارہ برائے تحقیق و ثقافت، اسلام آباد، طبع اول، 1995ء

22. رشید حسن خاں، اردو املا، نیشنل اکادمی، دہلی، طبع اول، 1974ء

23. رشید حسن خاں، اردو کیسے لکھیں، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، نئی دہلی، طبع اول، اگست 1975ء

24. رشید حسن خاں، زبان و قواعد، ترقی اردو بورڈ، دہلی، طبع اول، 1976ء

25. رشید حسن خاں، عبارت کیسے لکھیں، الفتح پبلی کیشنز، راولپنڈی، طبع دوم، 2014ء

26. رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر، صحتِ املا کے اصول، ادارۂ مطبوعاتِ سلیمانی، لاہور، طبع اول، اپریل 2009ء

27.

28. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، مرتب، اردو لغت نویسی، (تاریخ، مسائل اور مباحث) مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 2010ء

29. رؤف پاریکھ، ڈاکٹر، اردو میں لسانیاتی تحقیق و تدوین، اکادمی بازیافت، کراچی، طبع اول، جون 2013ء

30. روح الامین، سید، اردو ہے جسکا نام، عزت اکادمی، گجرات، 2004ء

31. سراج الدین علی خان آرزو، نوادر الفاظ، مرتبہ ڈاکٹر سید عبداللہ، انجمن ترقی اردو، کراچی، طبع دوم، 1992ء

32. سہیل بخاری، ڈاکٹر، لسانی مقالات (حصہ سوم)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، فروری 1991ء

33. شازیہ آفتاب، اردو میں اصلاح املا کی کوششیں، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 2012ء

34. شان الحق حقی، رسم الخط کی الجھنیں، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 1992ء

35. شان الحق حقی، فرہنگِ تلفظ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع سوم، 2008ء

36. شمس الرحمن فاروقی، لغاتِ روزمرہ، آج پبلشرز، کراچی، طبع چہارم، 2012ء

37. شمس الرحمن فاروقی، اردو کا ابتدائی زمانہ، آج پبلشرز، کراچی، طبع سوم، 2009ء

38. شوکت سبزواری، اردو لسانیات، مکتبہ تخلیقِ ادب، کراچی، طبع اول، 1966ء

39. شوکت سبزواری، ڈاکٹر، اردو قواعد، مکتبۂ اسلوب، کراچی، طبع اول، 1987ء

40. شیما مجید، مرتبہ، اردو رسم الخط، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 1989ء

41. صفوان محمد چوہان، حافظ، اردو انگلش ڈکشنری (کارپس بیسڈ) چوہدری غلام رسول اینڈ سنز، ایجوکیشنل پبلشرز، لاہور، طبع و سن ندارد

42. صفوان محمد چوہان، حافظ، اردو کے نئے، اہم اور بنیادی الفاظ، مغربی پاکستان اُردو اکیڈمی، لاہور، طبع اول، 2012ء

43. طارق عزیز، ڈاکٹر، اردو رسم الخط اور ٹائپ، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 1987ء

44. طالب الہاشمی، اصلاحِ تلفظ و املا، القمر انٹرپرائزز، اردو بازار، لاہور، طبع اول، 2004ء

45. عبدالستار دلوی، ڈاکٹر، مرتب، اردو میں لسانیاتی تحقیق، کوکل اینڈ کمپنی، نیشنل بک سیلرس اینڈ پبلشرز، بمبئی، طبع اول، مئی 1971ء

46. عبدالستار صدیقی، مقالاتِ صدیقی، مرتبہ مسلم صدیقی، اترپردیش اکادمی، لکھنؤ، طبع اول، 1982ء

47. عبدالحفیظ بلیاوی، مولانا، لکھنؤ، مصباح اللغات، دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی، طبع اول، 1997ء

48. عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، ترقی اردو بورڈ، نئی دہلی، طبع دوم، 1985ء

49. عطش درانی، ڈاکٹر، پاکستانی اردو: مزید مباحث، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 2002ء

50. عطش درانی، ڈاکٹر، (مرتب)، پاکستانی اردو کے خدوخال، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 1997ء

51. غازی علم الدین، پروفیسر، لسانی مطالعے، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 2012ء

52. غازی علم الدین، پروفیسر، لسانی جائزے، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، طبع اول، 2015ء

53. غلام رسول، اردو املا، ادارۂ ادبیات اردو، حیدر آباد، طبع اول، 1960ء

54. غلام مصطفی خان، ڈاکٹر، جامع القواعد (حصہ نحو)، اردو سائنس بورڈ، لاہور، طبع اول، 2003ء

55. فتح محمد ملک، پروفیسر، مرتب و مدون، اردو زبان اور اردو رسم الخط، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 2008ء

56. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اردو املا اور رسم الخط (اصول و مسائل)، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، طبع اول، 1977ء

57. فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، مرتب، اردو املا و قواعد (مسائل و مباحث)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، طبع اول، 1990ء

58. قدرت نقوی، سید، (مرتب)، لسانی مقالات (حصہ اول)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آبد، طبع اول، جون 1988ء

59. قدرت نقوی، سید، (مرتب)، لسانی مقالات (حصہ دوم)، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آبد، طبع اول، اگست 1988ء

60. قیوم ملک، اردو میں عربی الفاظ کا تلفظ، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، طبع سوم، 1988ء

61. گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، اردو زبان اور لسانیات، سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور، طبع اول، 2007ء

62. گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، املا نامہ، ترقی اردو بیورو، دہلی، نظر ثانی شدہ ایڈیشن، 1990ء

63. گوپی چند نارنگ، ڈاکٹر، املا نامہ، طبع جدید، ایبٹ آباد، سرحد اردو اکیڈمی (قلندر آباد)، 1992ء

64. گیان چند، ایک بھاشا، دو لکھاوٹ دو ادب، فکشن ہاؤس، لاہور، طبع اول، 2012ء

65. گوہر نوشاہی،ڈاکٹر،(مرتب)،اردواملااور موزِاو قاف، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، طبع اول،1986ء

66. محمد آفتاب احمد ثاقب، ڈاکٹر، اردو قواعد املا کے بنیادی اصول، طبع اول، نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ماڈرن لینگو یجز، اسلام آباد، جلداول،جون1994ء

67. محمد انصاراللہ،ڈاکٹر،اردو کے حروفِ تہجی، شعبۂ اردو، مسلم یونی ورسٹی، علی گڑھ، طبع اول،1972ء

68. محمد سلیم، پروفیسر،اردو رسم الخط، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، طبع اول، 1981ء

69. معین الدین عقیل، ڈاکٹر، پروفیسر، (مرتب)، اردو لسانیات کے عصری مباحث (غازی علم الدین کے لسانی زاویہ نظر:ایک عصری محاکمہ)،مثال پبلشرز، فیصل آباد،2022ء

70. معین الدین عقیل،ڈاکٹر، مرتب، منتخباتِ اردو، قومی زبان،اسلام آباد، طبع اول،1988ء

71. مناظر عاشق ہر گانوی،ڈاکٹر، مرتب،اردو: معیار اور استعمال،ایجو کیشنل بک ہاؤس، دہلی، طبع اول،2014ء

72. منظور علی ویسرو،ڈاکٹر، پاکستانی زبانیں اور بولیاں،اکادمی ادبیات پاکستان،اسلام آباد، طبع اول، 2021ء

73. نذیر احمد ملک، اردو رسم الخط، ارتقا اور جائزہ، دہلی، شعبہ اردو، سنٹرل یونیورسٹی، سرینگر کشمیر، طبع اول، 2015ء

74. وارث سرہندی، زبان وبیان (لسانی مقالات)، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد، طبع اول،جون1989ء

75. یوسف رام پوری،(مرتب)،اردو میں تلفظ معنویت اور مسائل، مرکزی پبلی پبلیشنز، نئی دہلی،2018ء

رسائل و جرائد

76. ماہنامہ،اخبارِاردو،، مقتدرہ قومی زبان،اسلام آباد،نومبر 2013ء

77. ششماہی تحقیق، شعبہ اردو، سندھ یونی ورسٹی، جام شورو، شمارہ15،2007ء

78. ماہنامہ قومی زبان، کراچی، اپریل2016ء

79. مجلہ،دریافت، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز،اسلام آباد

اخبارات:

80. روزنامہ، دنیا،اسلام آباد،2024ء

81. روزنامہ، جنگ، اسلام آباد، 2024ء

82. روزنامہ، ایکسپریس، اسلام آباد، 2024ء

ویب سائٹ

83. http//www.bbc.co.uk/academyurdulanguagearticle/art2016112750595

84. https://www.rekhta.org/

85. https://www.wikipedia.org/

86. https://www.facebook.com/

87. https://arynews.tv/

88. https://www.geo.tv/

تحقیقی مقالات:

89. ابرار خٹک، اُردو املا کے مسائل و مباحث: تنقیدی و توضیحی مطالعہ، مملوکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، پی ایچ ڈی اردو

90. شازیہ آفتاب، اردو میں اصلاحِ املا کی کوششیں، مقالہ برائے ایم فل اردو، مملوکہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد، 2000ء

91. فرہاد احمد، اُردو املا اور تلفظ کے مباحث: لسانی محققین کی آراء کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، پی ایچ ڈی اُردو

92. فوزیہ یوحنا مسیح، اُردو اخبارات کی زبان اور املا کا جائزہ بحوالہ خصوصی روزنامہ جنگ، ایکسپریس اور دنیا (راولپنڈی و اسلام آباد)، مملوکہ نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز، اسلام آباد، ایم فل اُردو